ISSN 0971-9288

اردو بک ریویو

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPER
FOR INDIA UNDER NUMBER 63106 / 95
URDU BOOK REVIEW, NEW DELHI-110 002
ISSUE NUMBER 63-64 VOL. VI JAN.-FEB. 2001

A Responsible Centre of Computerised Colour Designing Scanning & Processing

Specialists in :
Tittles, Calendars, Folders, Posters, New Year Diaries etc.

Urdu & Arabic Graphics Are Exclusively Done

Contact
NIHAL

3250560
3241711

S.K. ENTERPRISES
2715, Ist Floor, Kucha Chellan
Darya Ganj, New Delhi-110002
Email : sk_enterprise@usa.net

ISSN0971-9288

جلد : ۶

شمارہ : ۶۳-۶۴

ماہنامہ

اردو بک ریویو

نئی دہلی

جنوری۔ فروری ۲۰۰۱ء

مدیر مسئول : عارف اقبال

مدیر اعزازی : جاوید اختر

نمائندے:

پاکستان : حافظ محمد سجاد تترالوی

لندن : رضوان احمد فلاحی

جدہ : علیم خاں فلکی

مکہ مکرمہ : ڈاکٹر غنی الاکرم سبزواری

جموں و کشمیر : سید شجاعت بخاری

ممبر آل انڈیا اردو ایڈیٹرز کانفرنس

سرورق پر:

یوسف دہلوی کے فن کا خط نستعلیق میں منفرد نمونہ جسے صرف ایک پنسل سے لکھا گیا اور بعد میں سیاہی بھر دی گئی۔

بہ شکریہ : تذکرہ خطاطین، کراچی

زر تعاون:

عام شمارہ : =/20 روپے

سالانہ : =/100 روپے

تاحیات : =/3000 روپے

پاکستان و بنگلہ دیش : =/200 روپے (سالانہ)

دیگر ممالک : 15 امریکی ڈالر (سالانہ)

ڈرافٹ پر صرف

"URDU BOOK REVIEW"

تحریر کریں۔

رابطہ کا پتہ:

1739/3 New Kohinoor Hotel,
Pataudi House, Darya Ganj
New Delhi-110002
Ph:3289268
Fax: 3285992 Attn. URDU

پرنٹر پبلشر محمد عارف اقبال نے ثمر آفسٹ پریس، کلاں محل، نئی دہلی۔۲ سے چھپوا کر دفتر اردو بک ریویو 1739/3 پٹودی ہاؤس دریا گنج، نئی دہلی۔ ۲ سے شائع کیا۔ کمپیوٹر کمپوزنگ: اردو بک ریویو (ڈی ٹی پی ڈویژن)

اہل قلم اور کتابوں کی اشاعت کے خواہشمند حضرات توجہ فرمائیں

فنی مہارت رکھنے والی ٹیم کے ذریعے طباعت واشاعت کے تمام مراحل اور جھنجھٹوں سے نجات حاصل کیجئے۔

مسودہ دیجئے کتاب لیجئے

ترجمہ ✪ ایڈیٹنگ ✪ کمپوزنگ ✪ پروف ریڈنگ

✪ آرٹ ورک ✪ پروسسنگ ✪ کاغذ کی خریداری ✪ طباعت ✪ جلد بندی

ہر قسم کی ڈائریوں اور کیلنڈر کی معیاری اسکیم و طباعت

طباعت واشاعت سے قبل مناسب مشورے بھی دیئے جاتے ہیں

دیگر ناشرین کی کتابیں بھی سپلائی کی جاتی ہیں

رابطہ

Director

APPLIED PUBLICATIONS PVT. LTD.

Publishing Consultants, Publishers & Distributors
1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel
Patudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002
Phone : 3289268

ترتیب

پہلی بات ۳
اداریہ ۴
قارئین کے تاثرات ۷
علم وادب: مولانا سید سلیمان ندوی کے علمی کارنامے ۹
تعارف و تذکرہ: انڈیا آفس لائبریری؟ ۱۳
تبصرہ کتب:
• طریق محمدی ۱۷
• میری تمام سرگذشت (مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ) ۱۹
• تحقیقات و تاثرات (علمی و معاشرتی مضامین) ۲۰
• اسرار طریقت ۲۲
• پروفیسر خواجہ احمد فاروقی ۲۳
• ذاکر صاحب کے خط ۲۵
• پروفیسر سید مقبول احمد: حیات وخدمات ۲۷
• اورنگ زیب کی داستان معاشقہ: حقیقت یا افسانہ؟ ۲۸
• پارلیمنٹ سے بازار حسن تک ۳۰
• وفیات مشاہیر بہار (تذکرہ) ۳۱
• مومن کانفرنس کی دستاویزی تاریخ ۳۲
• نفسی تجربے اور ادبی تخلیق ۳۲
• میر تقی میر عالمی سیمینار (ٹورانٹو) ۳۴
• قصہ مہر افروز و دلبر (تحقیق) ۳۷
• نامعقولیتیں (مزاحیہ مضامین) ۳۸
• دیوان رنجور (نسخہ خدا بخش لائبریری) ۳۹
• دل کا موسم (شعری مجموعہ) ۴۰
تعارف وتبصرہ:
• نعت رسولؐ خدا ۴۳
• نغمہ رحمت (نعتیہ سلام) ۴۳
• فاہیان کا بیٹا (کہانی) ۴۴
• بوجھو تو جانیں (پہیلیاں) ۴۵
موضوعاتی فہرست
• سہ ماہی مجلّہ "اقبالیات" لاہور، اپریل ۱۹۶۰ء تا جولائی ۱۹۹۴ء (پانچویں قسط) ۴۷
• قومی "زبان" کراچی میں:
• سر سید احمد خاں ۵۰
• مولانا ابوالکلام آزاد ۵۲
ڈاکٹر منور حسین فلاحی کا علمی کارنامہ ۵۳
• اشاریہ "اردو بک ریویو" جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء جلد ۵ ۵۷
نئی کتابیں: New Arrivals ۶۷
شخصیات
• انور عظیم ۷۳
وفیات ۷۵
• ڈاکٹر سید محمد لقمان اعظمی • حاجی انیس دہلوی
• رئیس الدین فریدی • سید قدرت نقوی
• حاجی محمد صدیق • پروفیسر گلونت سنگھ • سید الانا
• نور جہاں (گلوکارہ)
تحقیقی مقالات
• فہرست پی ایچ۔ ڈی ۷۹
شعبۂ اردو میرٹھ یونیورسٹی، میرٹھ (۱۹۷۵ تا حال)
کتابیں موصول ہوئیں:
Acknowledgments ۸۰

تبصرہ نگار یا مبصر کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

پہلی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۰۰۱ء کا سورج حسب معمول طلوع ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی کے ساتھ ہی اکیسویں صدی یا نئے الفئے کا باضابطہ آغاز بھی ہو گیا۔ ساری دنیا میں اس نئے سال یا نئی صدی کا استقبال بے ہنگم رقص و سرود سے کیا گیا۔ ایسا لگا جیسے ساری دنیا کیف و مستی میں ڈوب گئی۔ لیکن اس نئے الفئے کا المناک پہلو یہ ہے کہ اب لوگوں کے اندر انسانی قدروں کا احساس بھی نہ رہا۔ نہ عراق کی تباہی پر کوئی رونے والا ہے اور نہ ہی فلسطینی عوام پر دہشت اور بربریت کا ننگا ناچ کرنے والے کے خلاف کوئی نوٹس لینے والا ہے۔ دریں اثنا ہمارے ملک میں ۲۶ر جنوری کی صبح (9.43 بجے) جبکہ پورے ملک میں جشن جمہوریت کا سماں تھا، ایک ایسی تباہی نے گجرات کے بعض علاقوں کو تلپٹ کر دیا جس کی روداد سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص بھج اور انجار کے علاقے زلزلے سے پوری طرح تباہ ہو چکے ہیں۔ دو لاکھ سے زائد انسانوں کے جاں بحق ہونے کی اطلاع ہے اور اسی قدر ابھی بھی ملبے میں دبے ہوئے ہیں۔ ملک اور بیرون ملک سے امداد اور ریلیف کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن اس ہولناک تباہی کی حقیقی وجہ سے ابھی تک پوری قوم نابلد ہے۔ ظاہری اسباب کچھ بھی ہو سکتے ہیں لیکن حقیقی سبب اصل ہے۔ اس موقع پر ہمیں اللہ رب العزت کے انتباہ کا ادراک ہونا چاہئے۔

محترم قارئین! الحمد للہ "اردو بک ریویو" جس کی ابتدا نومبر ۱۹۹۵ء کے پہلے شمارہ سے ہوئی تھی، اپنی تمام تر مشکلات اور مالی بحران کے باوجود مسلسل اشاعت پذیر ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ کن حالات و مسائل سے دوچار ہوتے ہوئے یہ رسالہ اپنی منزل کی طرف گامزن ہے۔ لیکن افسوس کہ اردو طبقہ سے ابھی تک ہمیں ایسے اصحاب خیر نہیں مل سکے جو اس کی حقیقی سرپرستی کر سکیں۔ ایسا لگتا ہے کہ بعض مخلص اصحاب خیر اس مجلّہ کے مقاصد سے کماحقہ واقف نہیں ہیں۔ ہمیں اس کا بھی افسوس ہے کہ مجلّہ کو اپنے مقاصد کے تحت ہدف تک پہنچانے میں جو قوت صرف ہونی چاہئے تھی ہم ایسا نہ کر سکے کیوں کہ ابھی تک ہم اس کے Survival ہی کے لیے کوشاں رہے ہیں۔

اردو سے وابستہ تمام اہل خیر سے ہماری اپیل ہے کہ آگے بڑھیں اور "اردو بک ریویو" کی مسلسل اشاعت کو یقینی بنائیں اور عملاً ہمارا تعاون فرمائیں۔ نئے سال کے اس پہلے شمارہ کی اشاعت کے موقع سے "اردو بک ریویو" کے اول شمارے کا اداریہ ایک بار پھر نذر قارئین کیا جا رہا ہے تا کہ ہماری اس کوشش کی پہلی آواز سے یاد دہانی بھی ہو اور اس کے اغراض و مقاصد پر شاید کچھ روشنی پڑ سکے۔ ○○

(مدیر مسئول)

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاحظ اپنی کتاب "المحاسن والاضداد" میں لکھتا ہے: "الکتاب نعم الذخر والعقدة، والجلیس والعمدة، نعم النشرة، و نعم النزهة، و نعم الشغل والحرفة، و نعم الانیس ساعة الوحدة، و نعم المعرفة ببلاد الغربة، و نعم القرین والدخیل والزمیل، و نعم الوزیر والنزیل..."

"کتاب بہترین خزانہ اور سمیٹی جانے والی چیز ہے، ہم نشیں اور سہارا ہے، نسیم جانفزا ہے، بہترین تفریح، شغل اور ہنر مندی ہے، تنہائی کی اچھی دوست ہے، ان جانی دنیا سے آگاہ کرنے والی ہے، بہترین دوست، رفیق کار اور ساتھی ہے، بہترین صلاح کار ومددگار اور مہمان ہے..."

کتاب، اس کی طباعت واشاعت، اس کی خرید وفروخت، اس کا ذخیرہ کرنا اور اسے محفوظ رکھنا اور سب سے بڑھ کر اس سے استفادہ کا اہتمام کرنا نہ صرف فرد کی حقیقی صورت حال اور اس کے ارتقا اور انحطاط کی عکاس ہیں بلکہ معاشرے کی حقیقی صورت حال اور اس کے مستقبل کی تبدیلیوں کا اندازہ کرنے کا درست اور بے خطا پیمانہ بھی ہیں۔ جو فرد اور معاشرہ کتاب، اس کی طباعت واشاعت، خرید وفروخت، اس کی ذخیرہ اندوزی اور حفاظت اور اس سے استفادہ کے معاملہ میں جس قدر حساس ہے اس معاشرے میں صحت مندی کے عوامل اسی قدر موجود ہوتے ہیں اور ایسے معاشرے کا مستقبل یقیناً تابناک ہوتا ہے۔ یہی تعلق کسی زبان اور اس میں شائع ہونے والی کتابوں کا ہے۔

ملک کے طول وعرض میں اردو کتابوں بشمول، جرائد اور مجلّے کی اشاعت اور ان سے استفادہ کرنے والوں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا چنداں دشوار نہیں کہ اردو اور اس سے "محبت کرنے والوں" کی حقیقی صورتحال کیا ہے۔ جتنی تیز رفتاری سے سطحی، گھٹیا اور فحش مواد کی اشاعت بڑھی ہے اس سے کہیں زیادہ سرعت سے علمی، فکری، معلوماتی اور دائرۃ المعارف (Encyclopaedic) تخلیقات، ان کی طباعت، اشاعت اور ان سے استفادہ میں کمی واقع ہوئی ہے۔ کتاب قومی حیات کی ضمانت ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی ورثہ کے تسلسل کی بھی ضمانت ہے۔ موجودہ صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ قیاس کرنا خلاف واقعہ نہیں معلوم ہوتا کہ اردو اور اہل اردو کی قومی حیات اور ان کا انسانی ورثے سے مربوط رہنے کی صورت حال جان کنی کے مرحلے میں ہے۔ بلحاظ کمیت ممکن ہے اردو میں اشاعتی مواد دیگر ہندوستانی زبانوں کے شانہ بشانہ ہو لیکن بلحاظ کیفیت اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

عجیب معمہ ہے کہ اردو کے فروغ کے نام پر اہل سیاست کے وعدوں اور دھواں دھار تقریروں کی جہاں ایک طرف کمی نہیں وہیں دوسری طرف اردو کی خدمت کے نام پر "خدمت گاروں" کے ذریعہ وسائل کی فراہمی، اور ان کا علمی مجالس کے انعقاد، قدیم وجدید تخلیقات کی اشاعت اور اردو کے فروغ کی دیگر کوششوں میں "صرف" کی بھی کمی نہیں لیکن بایں ہمہ اردو اور اہل اردو دونوں ہی اساسی علمی اور فکری دولت سے تہی دامن ہوتے جارہے ہیں۔ قدیم سرمایہ برباد ہو کر ناپید ہوتا جارہا ہے اور نئی بنیادی تخلیقات دم توڑ رہی ہیں۔

اردو کتابیں (بشمول رسالے، جریدے اور مجلّے) شائع ہو رہی ہیں لیکن وہ معاشرے کے ہر طبقے کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ ایک زبان اور اس کی علمی وفکری دولت کو مکمل اور خود کفیل اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب وہ اپنے متعلقین کی جملہ بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کرتی ہو۔ حکام، دانشور، پیشہ ور، اہل حرفہ، فنکار، ادیب، طلبہ، بچے، بوڑھے، خواتین غرض جملہ طبقات اور ضرورتوں کی تکمیل میں گزشتہ پچاس سالوں میں اردو کا حصہ روز بروز کم ہوتا جارہا ہے۔ یہ انحطاط اب اس حد

کو پہنچ گیا ہے کہ اردو ادب وشاعری پر تحقیق بھی بیشتر اس تحقیقی مواد سے کیا جارہا ہے جو اردو سے متعلق دیگر زبانوں مثلاً انگریزی میں دستیاب ہے۔ شاید ہی کسی زبان میں اتنے سہل پسند اور "ثابت قدم" ناشرین ہوں گے جتنے اردو میں پائے جاتے ہیں۔ سہل پسندی ایسی کہ اگر کسی ضخیم انگریزی کتاب کے سرسری جائزہ کے لئے دس منٹ اور اس میں ضروری مواد کی نشاندہی کے لئے پانچ منٹ درکار ہوں تو اسی ضخامت کی اردو کتاب کے لئے دس گھنٹے چاہیں۔ (ا۔ع)

☆☆☆

اردو ناشرین کا ایک زریں دور ایسا بھی گزرا ہے جب کہ انہوں نے اردو زبان وادب میں ایسے شہ پارے شائع ہوگئے ہیں جن کے بعض نسخے آج بھی نادر ونایاب تصور کیے جاتے ہیں۔ ایک وقت تھا جب کہ نولکشور اور تاج کمپنی، لاہور اپنی نمایاں خدمات سے اردو طباعت واشاعت کی دنیا میں اپنی روایات کے ایسے نقش چھوڑے ہیں جن کی ایک فیصد تقلید بھی آج کے ناشرین نہیں کرپاتے ہیں۔ اکثر اردو ناشرین کی حالت ایسی ہے کہ انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ طباعت واشاعت کا کوئی تعمیری اور اخلاقی مفہوم بھی ہو سکتا ہے۔ بس انہیں کچھ کمانے سے غرض ہے۔ ایسی صورتحال میں اردو کتابوں کی مقصدی اور تعمیری اشاعت صرف آٹے میں نمک کے برابر ہی ناشرین کرپاتے ہیں۔

وقت کا پہیہ سرعت کے ساتھ گردش کر رہا ہے۔ حالات کروٹ بدل رہے ہیں، لیکن اکثر ناشرین اور مصنفین کا حال یہ ہے کہ قوم اور قومی زبان کے درد میں گھلے تو جا رہے ہیں لیکن نئی نسل کو تعمیری اور اخلاقی کتابیں فراہم کرنے سے یکسر معذور نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نئی نسل کی نویں اور دسویں درجات کے طلباء کا حال یہ ہے کہ انگریزی اور ہندی تو لکھ پڑھ لیتے ہیں لیکن اردو زبان سے بالکل نابلد رہتے ہیں۔

دوسری قوموں کی زبانوں میں کتابوں کا سیلاب سا آیا ہوا ہے لیکن بے چاری اردو اب اتنی ضعیف ہو چکی ہے کہ اردو میں فنی، تکنیکی، سائنسی اور درسی کتب ہائر سکنڈری تک کے طلباء کو بھی فراہم نہیں ہیں۔ حالاں کہ اہل علم ودانش وروں کا اس پر کلیتہً اتفاق ہے کہ "ہر قوم کے لیے اس کی مادری زبان ہی ابلاغ کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہے۔" اس کی مثال ایران، جاپان، فرانس، جرمنی اور چین جیسے ممالک سے بخوبی پیش کی جاسکتی ہے جہاں ہر فن کی کتابیں ان کی اپنی زبانوں میں ہمہ وقت فراہم کردی جاتی ہیں۔ چین کے وزیر اعظم آنجہانی چواین لائی بہترین انگریزی جانتے تھے لیکن بات ہمیشہ چینی زبان میں کیا کرتے تھے اور ترجمان اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مہمان نے ان سے انگریزی میں پوچھا "مسٹر چواین لائی آپ براہ راست انگریزی زبان میں کیوں گفتگو نہیں کرتے؟" چواین لائی نے چینی میں جواب دیا "جناب من، چین گونگا نہیں ہے۔"

مذکورہ صورتحال کے جائزے کے بعد "اردو بک ریویو" کی اشاعت کو ایک جرأت مندانہ اقدام کہا جاسکتا ہے کیوں کہ جب کسی قوم کا رجحان بالکل مخالف سمت میں ہو تو ایسی حالت میں اس کے رجحان کو سنجیدہ رخ کی طرف موڑنا انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ تاہم ایسی تاریکی میں قندیل جلانا ایک ایسی کوشش کہی جاسکتی ہے جس کے مثبت اثرات جلد یا بدیر ضرور رونما ہوں گے اور اردو داں حلقوں کا ذہنی جمود بھی ضرور ٹوٹے گا۔ ہمیں امید ہے کہ اردو ناشرین کے لیے ہم جو بھی کوشش کریں گے ان کے حق میں بہتر ثابت ہوگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ناشرین، قارئین اور مصنفین سبھوں کا یکساں تعاون ہمیں میسر آئے کیوں کہ گاڑی کا توازن اس کے تمام پہیوں پر ہی منحصر کرتا ہے۔ ○○

(ع۔ا)

نومبر ۱۹۹۵ء (شمارہ ۱، جلد ۱)

اردو بک ریویو

DTP Division

اردو، عربی، فارسی اور انگریزی میں کتابیں اور
تھیسس کی

معیاری کمپوزنگ

نوٹ: دہلی سے باہر کے حضرات اپنا مسودہ ڈاک سے
روانہ کر سکتے ہیں۔

پروف ریڈنگ کا مناسب انتظام

رابطہ

DTP. Division
1739/3 (Basement) New
Kohinoor Hotel
Pataudi House, Daryaganj,
New Delhi-110002
Ph: 3289268

مترجم متوجہ ہوں!

اگر آپ اردو سے ہندی، انگریزی، عربی، فارسی اور ترکی وغیرہ زبانوں میں اور مذکورہ زبانوں سے اردو میں بامحاورہ ترجمے کر سکتے ہوں تو درج ذیل تفصیل کے ساتھ اپنا نام اور پتہ روانہ کریں۔ اردو بک ریویو میں مفت شائع کیا جائے گا۔

☆ دلچسپی کے موضوعات

☆ زبان ☆ علمی تجربہ

☆ موجودہ شغل

فکر انگیز کتابیں

عصر حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور روشن مستقبل کو یقینی بنانے کیلئے معروف مفکر و محقق اسرار عالم کی منفرد و عہد ساز تصنیفات:

☆ اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج
صفحات: ۱۱۶ قیمت: 30/-

☆ عالم اسلام کی سیاسی صورت حال
صفحات: ۳۲ قیمت: 10/-

☆ بین الاقوامی ایجنسیوں کا تعارف اور ان کا طریقہ کار
صفحات: ۵۴ قیمت: 15/-

☆ عالم اسلام کی اقتصادی صورت حال
صفحات: ۶۴ قیمت: 16/-

☆ عالم اسلام کی روحانی صورت حال
صفحات: ۱۳۰ قیمت: 30/-

☆ ہند تو
صفحات: ۳۸ قیمت: 10/-

☆ عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال
صفحات: ۴۵۵ (مجلد) قیمت: 120/-

☆ **یا ساری الجبل** ! کیا دجال کی آمد آمد ہے؟
صفحات: ۹۶ قیمت: 30/-

☆ عالم اسلام کی منصبی و مقصدی صورت حال

● ماکان و ما یکون
صفحات: ۲۰۰ قیمت: 50/-

☆ دجال (جلد اوّل)
صفحات: ۴۰۰ قیمت: 120/-

Applied Publications. Pvt.Ltd.
1739/3 (Basement) New Kohinoor
Hotel, Pataudi House, Daryaganj
New Delhi- 110002
Ph: 3289268

قارئین کے تاثرات

● "اردو بک ریویو" کا تازہ شمارہ جلد ۵، شمارہ ۶۱۔ ۶۲، نومبر۔ دسمبر ۲۰۰۰ء موصول ہوا۔ یوں تو میرے پاس کم و بیش ۲ درجن رسائل و جرائد آتے ہیں لیکن اردو بک ریویو کا مجھے شدت سے انتظار رہتا ہے اور یہ واحد رسالہ ہے جو میں اپنی تمام تر مشغولیت اور ایک دوسرے ہی علمی حلقہ (Discipline) کا ہونے کے باوجود تقریباً اول تا آخر صفحہ پڑھ جاتا ہوں۔ آپ نے دریا کو کوزے میں سمویا ہوا ہے۔ آپ کے اداریہ فکر انگیز ہوتے ہیں۔ اور دوسرے مضامین بہت معلوماتی ہوتے ہیں۔

کسوٹی (نومبر۔ دسمبر ص ۷۔ ۸) میں بہت دلچسپ مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کے حال پر رحم فرمائے جہاں کے حکام اس بیمار ذہنیت کے ہوں۔ علامہ اقبالؒ کے خطوط میں تحریف کی خبر سے بہت افسوس ہوا۔ محترم غطریف شہباز ندوی نے "ہند تو" کا اچھا تعارف کرایا ہے۔ لمحات میں نے سرسری طور پر دیکھا تھا۔ ہاشمی صاحب کے تعارف و تبصرہ کو پڑھ کر تفصیل سے پڑھنے کا شوق ہوا ہے۔

موضوعاتی فہرست ترجمان القرآن ۱۹۹۹ء اور خصوصاً سہ ماہی مجلہ "اقبالیات" کا سلسلہ بہت بیش قیمت ہے۔ جزاک اللہ خیرا۔

ڈاکٹر محمد ادریس
صدر، شعبہ کیمیکل انجینئرنگ
ذاکر حسین کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

● میں تقریباً تین سال سے "اردو بک ریویو" کو پابندی سے خرید کر پڑھ رہا ہوں۔ اسکی افادیت و اہمیت اہل علم و ادب کے نزدیک مسلم ہے۔ آپکی محنت کو خداوند قدوس شرف قبولیت بخشتے ہوئے اس رسالے کو خوب ترقی دے۔

شجاعت علی قادری
کھیتا روڈ، شہادہ، نندوربار ۴۲۵۴۰۹

● اس خبر سے اچانک صدمہ ہوا کہ میرے دوست ڈاکٹر منور حسین فلاحی اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت میں انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے بچوں کی حفاظت فرمائے اور متعلقین واحباب کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین! ان سے میری پہلی ملاقات پٹنہ کے خدا بخش لائبریری میں ہوئی تھی۔ ملاقات کرائی تھی برادر محمود عالم صاحب نے۔ پھر ۱۹۹۵ء میں علی گڑھ میں ایک ماہ قیام پذیر تھا تو وہ مجھ سے ملنے کے لیے اکیڈمک اسٹاف کالج علی گڑھ متعدد بار آئے۔

بڑے شریف، کم سخن اور اعلیٰ اخلاق کے انسان تھے۔ انہوں نے علم دین کے ساتھ اردو ادب کا مطالعہ بھی محنت سے کیا تھا اور کئی علمی کام کر رہے تھے۔ ان سے ہماری بڑی توقعات وابستہ تھیں۔

ڈاکٹر ممتاز احمد خاں
ریڈر، شعبہ اردو، بہار یونیورسٹی
مظفر پور ۸۴۲۰۰۲

● آپ کے مؤقر ماہنامہ "اردو بک ریویو" (نئی دہلی) کا کچھ مہینوں سے باقاعدہ مطالعہ کر رہا ہوں اردو دوستوں کو اس سے بڑا آپ کون سا تحفہ دے سکتے ہیں۔ اس مہتم بالشان اقدام پر مبارکباد قبول فرمائیں۔

سید محمد رضا
پالر، ضلع بڈگام۔ ۱۹۱۱۱۱ کشمیر

● جولائی۔ اگست ۲۰۰۰ء کے اداریہ میں آپ نے مردم شماری کے متعلق جو باتیں تحریر کی ہیں، ضرورت ہے کہ ہر ہندوستانی مسلمان ان سے واقف ہو۔ اور مردم شماری کے وقت تمام تفصیلات کو فارم کی خانہ پری کے لیے متعلقہ کارکن کو بتلائے۔ اس سلسلے میں اردو کے تمام اخبارات و رسائل کے مدیران بھی توجہ فرمائیں اور اپنے قلم کے ذریعے لوگوں کو اس جانب متوجہ کرنے کی کوشش کریں۔ خدا کرے آپ کی آواز صدا بہ صحرا ثابت نہ ہو۔

منوہر راج سکسینہ نے "اردو زبان کے دستوری و

قانونی موقف" پر تفصیل کے ساتھ بڑی محققانہ تحریر پیش کی ہے۔ ان کا یہ مقالہ قابل ستائش ہے۔ میں انہیں اس عمدہ مقالہ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

برطانیہ کی بسیار نویس ناول نگار "ڈیم بار برا کارٹلینڈ" کی موت پر جو مختصر لیکن معلوماتی نوٹ تحریر کیا گیا ہے وہ اس مصنفہ کی حیثیت سے کم تر ہے۔ ضرورت ہے کہ اس عظیم ناول نگار پر ایک مستقل مضمون شائع کیا جائے۔ مولانا ناظم ندوی مرحوم کے بارے میں بھی میری یہی رائے ہے۔

آخر میں (رسمی طور پر سہی) میں آپ کو اتنے معیاری اور معلوماتی مجلّہ کی اشاعت پر خلوص دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ آپ کے ذریعے اردو ادب کا یہ بے مثل رسالہ برابر ترقی کے مدارج طے کرتا رہے اور اس کے خریداروں کی تعداد میں روز افزوں ترقی و اضافہ ہو۔

ریاض احمد قادری ایم۔اے
مدیر ماہنامہ "تعلیمات جدید"
J-31/78 کچی باغ، وارانسی ۲۲۱۰۰۱

• نومبر۔دسمبر ۲۰۰۰ء کا تازہ شمارہ موصول ہوا۔ اس سے قبل بھی دو شمارے ملے تھے، شکریہ۔ ادھر چند شماروں سے اردو بک ریویو میں ظاہری و معنوی دونوں اعتبار سے نمایاں تبدیلی آگئی ہے۔ آپ اہل ادارہ خصوصی طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اس بات پر تاریخ گواہ ہے کہ کسی بھی زمانے میں ٹھوس علمی و فکری اور ادبی و ثقافتی کام کے لیے بڑے بڑے مسائل و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے۔ خصوصاً ایک ایسے زمانے میں علمی کام کا بیڑا اٹھانا جبکہ جہل کا غلبہ ہو اور اہل قلم اور اہل فکر و نظر شاذ و نادر ہوں اور ستم بالائے ستم گرانی اور مہنگائی آسمان سے باتیں کرے، جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

تبصرے مجموعی طور سے پسند آئے، ترتیب و تنفید (کمپوزنگ) بھی اچھی لگی۔ کسوٹی اور پیمانہ کی اشاعت بھی قابل تحسین ہے۔ البتہ صفحہ ۳۲ پر "مغربی افریقہ میں اسلام" پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل مبصر نے لکھا ہے کہ "اسلام بنیادی طور پر ایشیا اور افریقہ کا مذہب ہے اس مذہب کے ماننے والے کی اکثریت مغربی، وسطی، جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا اور شمالی و مغربی افریقہ کے علاقوں میں رہتی بستی ہے۔" اسی طرح درمیان تبصرہ "اسلام دور حاضر کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔" محل نظر ہے۔ دراصل توجہ اس بات کی طرف مبذول کرنا مقصود ہے کہ اسلام کبھی بھی مذہب نہیں ہے بلکہ وہ دین ہے اور گفتگو خواہ جس تناظر میں بھی ہو اسلام کا تعارف دین ہی کے تناظر میں ہونا چاہئے۔ حساس جگہوں پر الفاظ کے دروبست اور جملے کی ساخت کا ذرا خیال رکھنا چاہئے۔

ابو القاسم ایوب اصلاحی
شیوا ایجوکیشنل اینڈ کلچرل ایسوسی ایشن
(انگریزی میڈیم اسکول) مقام و پوسٹ: شیو (BDK)
کھیڈ، رتناگیری 415709

معروف اسلامی مفکر و محقق
اسرار عالم
کی دو اہم تازہ تصانیف
یا ساری الجبل! کیا دجال کی آمد آمد ہے؟
صفحات: ۹۶ ہدیہ: ۳۰ روپے
دجّال (جلد اول)
صفحات: ۴۰۰ ہدیہ: ۱۲۰ روپے
رابطہ
Applied Publications
Pvt. Ltd.
(Basement) New Kohinoor Hotel
Pataudi House, Darya Ganj
New Delhi-110002
Ph: 3289268

علم و ادب

مولانا سید سلیمان ندویؒ کے علمی کارنامے

عبدالرشید عراقی

مولانا سید سلیمان ندوی اپنے دور کے ایک جید عالم دین تھے اور اس کے ساتھ عربی، فارسی اور اردو کے بلند مرتبہ ادیب تھے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر مذہبی و دینی، علمی و تحقیقی، تاریخی و تنقیدی مقالات الندوہ لکھنؤ الہلال کلکتہ اور معارف اعظم گڑھ میں لکھے اور سارے ملک سے خراج تحسین حاصل کیا۔ آپ نے جو کتابیں لکھیں ان پر بھی بر صغیر پاک و ہند کے نامور اہل علم و قلم نے ان کی تعریف و توصیف کی۔ سیرۃ النبی ﷺ، تاریخ ارض القرآن، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حیات امام مالکؒ اور حیات شبلی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ سید صاحب نے بعض مقالات اتنے طویل لکھے کہ وہ سید صاحب کی زندگی میں کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ مثلاً رسالہ اہل سنت والجماعت، خواتین اسلام کی بہادری، دنیائے اسلام اور مسئلہ خلافت اور خلافت اور ہندوستان وغیرہ۔

مولانا سید سلیمان ندوی کی پہلودار شخصیت ان کی علمی و ادبی تصنیفات اور تاریخی و تنقیدی اور تحقیقی مقالات سے مکمل طور پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ سید صاحب اپنے تبحر علمی اور فضل و کمال کے ساتھ جامع الصفات والکمالات شخصیت تھے۔ وہ بیک وقت مفسر بھی تھے اور محدث بھی، فقیہہ بھی تھے اور مؤرخ بھی، خطیب بھی تھے اور ادیب بھی، معلم بھی تھے اور متکلم بھی، نقاد بھی تھے اور مبصر بھی، خطیب بھی تھے اور مقرر بھی، مصنف بھی تھے اور صحافی بھی، شاعر بھی تھے اور صوفی بھی۔ اور سب سے بڑھ کر آپ ایک بلند پایہ سیرت نگار بھی تھے۔ ادب و تنقید کا میدان ہو یا تاریخ و سیر کا، سیاسی موضوعات ہوں یا دقیق علمی بحثیں، وہ ہر میدان کے غازی تھے اور ان کا اشہب قلم یکساں جولانی دکھاتا تھا۔

یوں تو سید صاحب کی تمام تصانیف سند کی حیثیت رکھتی ہیں، لیکن آپ نے بہت سے قومی و ملی جلسوں میں جو علمی و تحقیقی مقالات پڑھے وہ آپ کے ذوق تحقیق اور وسعت مطالعہ کا آئینہ دار ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) خطبات مدراس (اکتوبر ۱۹۲۵ء) (۲) عرب و ہند کے تعلقات (مارچ ۱۹۲۹ء) (۳) خیام (دسمبر ۱۹۳۰ء) (۴) عربوں کی جہاز رانی (مارچ ۱۹۱۳ء) (۵) لاہور کا ایک مہندس خاندان جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا۔ (اپریل ۱۹۳۳ء)

خطبات مدراس

اکتوبر ۱۹۲۵ء میں مدراس مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کی دعوت پر سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر آٹھ خطبات ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات سیرۃ النبی ﷺ کا جوہر اور عطر ہیں۔ سید صاحب نے ان خطبات میں سیرۃ نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے۔
(۲) عالمگیر اور دائمی نمونہ عمل صرف محمد ﷺ کی سیرت۔ (۳) سیرۃ نبوی ﷺ کا تاریخی پہلو۔
(۴) سیرۃ نبوی ﷺ کی کاملیت۔ (۵) سیرۃ نبوی ﷺ کی جامعیت۔

(۶) سیرۃ نبوی ﷺ کی عملیت۔ (۷) اسلام کے پیغمبر کا پیغام۔
(۸) ایمان اور عمل۔

یہ خطبات سید صاحب کے وسعت مطالعہ اور ذوق تحقیق کا آئینہ دار ہیں۔ یہ خطبات پہلی بار ۱۹۲۶ء میں منصۂ شہود پر آئے۔ ان خطبات کا انگریزی ترجمہ سعید الحق دیسوی نے "LIVING PROPHET" کے نام سے اور عربی ترجمہ مولانا محمد ناظم ندوی نے "الرسالۃ المحمدیہ" کے نام سے کیا۔ یہ دونوں ترجمے مطبوع ہیں۔

عرب و ہند کے تعلقات

مارچ ۱۹۲۹ء میں سید صاحب نے ہندوستان اکیڈمی الٰہ آباد کی دعوت پر "عرب و ہند کے تعلقات" کے موضوع پر پانچ خطبات ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات سید صاحب کی تحقیقات اور وسعتِ معلومات کا مظہر ہیں۔ اور یہ خطبات تلاش و تحقیق، محنت و کاوش اور حجت واستدلال کے اعتبار سے بے مثل سمجھے جاتے ہیں۔ ان خطبات میں عرب و ہند کے تعلقات کے ایسے ایسے گوشے بے نقاب کئے گئے ہیں جو اب تک نگاہوں سے مخفی تھے۔ سید صاحب نے جن عنوانات کے تحت یہ خطبات ارشاد فرمائے ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) تعلقات کا آغاز اور ہندوستان کے عرب سیاح
(۲) تجارتی تعلقات (۳) علمی تعلقات (۴) مذہبی تعلقات (۵) ہندوستان میں مسلمان فتوحات سے پہلے

یہ خطبات پہلی بار ہندوستان اکیڈمی نے ۱۹۳۰ء میں کتابی شکل میں شائع کئے۔ بعد میں دارالمصنفین اعظم گڑھ سے بھی تین چار بار شائع ہو چکے ہیں۔ ان خطبات کا انگریزی ترجمہ سعید الحق دیسوی نے کیا تھا جو "اسلامک کلچر" حیدر آباد دکن میں قسط وار شائع ہوا اور بعد میں پاکستان میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔

خیام

دسمبر ۱۹۳۰ء میں سید صاحب نے آل انڈیا اورینٹل کانفرنس کے اجلاس پٹنہ میں "خیام" کے نام سے ایک مقالہ پڑھا تھا۔ اس مقالہ کو اہل علم و تحقیق نے بہت پسند فرمایا اور آپ کی وسعت معلومات اور ذوق تحقیق کی خوب داد دی۔ سید صاحب نے اس میں رباعیات کا اضافہ کر کے ایک مستقل کتاب بنا دی۔ اس میں پہلی مرتبہ خیام کو ایک شاعر اور رند کے بجائے ایک فاضل، حکیم اور فلسفی کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور اس کی رباعیات کی تحقیق کی گئی ہے۔ سید صاحب نے اس کتاب پر کئی سال محنت کر کے اس کو مکمل کیا۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۳۳ء میں دارالمصنفین اعظم گڑھ سے شائع ہوئی۔ جب یہ کتاب علامہ اقبال کے پاس پہنچی تو انہوں نے سید صاحب کو لکھا:

"عمر خیام پر آپ نے جو کچھ لکھ دیا ہے اس پر اب کوئی مشرقی یا مغربی عالم اضافہ نہ کر سکے گا۔"

سید صاحب نے اس کتاب میں تین باب قائم کئے ہیں:

(۱) سوانح خیام کے مآخذ و مصادر پر ناقدانہ تبصرہ (۲) مشہور داستان معاصرت کی تنقید
(وطن، نام و نسب، اخذ و استفادہ، فضل و کمال، خیام ابو طاہر کی تربیت میں، خیام ملک شاہ سلجوقی کے دربار میں، خیام ملک شاہی رصد خانہ میں، وفات، قبر، تلامذہ، تصنیفات، شاعر خیام، فارسی رباعیات، عمر خیام کا مذہب، خیام کا مشرب و مسلک، جعلی خیام، خیام کی شراب)
(۳) استدراک و اضافہ

عربوں کی جہاز رانی

مارچ ۱۹۳۱ء میں مولانا سید سلیمان ندوی نے حکومت بمبئی کے شعبہ تعلیم کی فرمائش پر "عربوں کی جہاز رانی" کے موضوع پر انجمن اسلام ہال بمبئی میں چار خطبات ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات سید صاحب کی ذہانت، قوتِ حافظہ، ذوق تحقیق اور وسعت معلومات کے آئینہ دار ہیں۔ یہ خطبات بمبئی کے اردو اخبارات نے شائع کئے۔ انگریزی اخبارات نے بھی ان خطبات کے اقتباسات انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کئے اور سید صاحب کی تلاش و جستجو اور تحقیق کی داد دی۔

سید صاحب کے خطبات کے عنوانات یہ تھے:

(۱) زمانہ جاہلیت اور اسلام میں عربوں کی جہاز رانی، ان کی زبان میں بحری الفاظ کی کثرت، اشعارِ عرب اور قرآن پاک میں بحری سفر کے حوالے۔

(۲) عربوں کی دنیا کے سمندروں سے واقفیت، اور ان کے بحری سفروں کی انتہائی منزلیں اور بعض بحری انکشافات۔

(۳) عربوں کے سامان و آلات جہاز رانی۔

(۴) عربوں کی بحر محیط کو عبور کرنے کی کوششیں اور امریکہ تک پہنچنے کے امکانات۔

یہ خطبات کتابی شکل میں دوبار اسلامک ریسرچ ایسوسی ایشن بمبئی نے شائع کئے اور تیسری بار ۱۹۳۵ء میں دارالمصنفین اعظم گڑھ سے شائع ہوئے۔ ان خطبات کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

لاہور کا ایک مہندس خاندان جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا

مولانا سید سلیمان ندوی نے اپریل ۱۹۳۳ء میں ادارہ معارف اسلامیہ لاہور کے سالانہ اجلاس میں ایک تاریخی و تحقیقی مقالہ بعنوان "لاہور کا ایک مہندس خاندان جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا" پڑھا۔ اس مقالہ میں سید صاحب نے بڑی تلاش و جستجو اور مستند شہادتوں سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ تاج محل کا معمار دز حقیقت نادر العصر استاد احمد معمار ہے جو ہندسہ، ہیئت اور ریاضیات کا بڑا عالم تھا۔ اس اجلاس کی صدارت علامہ اقبال نے فرمائی تھی۔

خطبہ ہائے صدارت

مولانا سید سلیمان ندوی نے مختلف قومی، تعلیمی اور ادبی انجمنوں کے اجلاس میں مختلف اوقات میں صدارتی خطبات ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات ان کی وسعت معلومات اور ادبی ذوق کا آئینہ دار ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) خطبہ صدارت اجلاس شعبہ ترقی اردو آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ پونا ۱۹۱۵ء
(۲) خطبہ صدارت ہندوستانی اکیڈیمی (پانچویں اردو کانفرنس منعقدہ لکھنؤ) ۱۹۳۰ء
(۳) خطبہ صدارت شعبہ اردو مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ کلکتہ ۱۹۳۹ء

دو تحقیقی کتابیں

(۱) ارض القرآن، جلد ۲، (۲) حیاتِ شبلی

مولانا سید سلیمان ندوی ایک بلند پایہ محقق تھے۔ ان کی تحقیق کا مغربی مستشرقین نے بھی اعتراف کیا ہے۔ آپ کی دو کتابیں "ارض القرآن" اور "حیات شبلی" ان کے ذوق تحقیق اور وسعت معلومات اور تلاش و جستجو کا آئینہ دار ہیں۔

ارض القرآن

سید صاحب جب "الہلال" کلکتہ سے دکن کالج پونا میں عربی و فارسی کے اسسٹنٹ پروفیسر ہو کر گئے تو پونا کے قیام میں آپ نے اس اہم تصنیف کا آغاز کیا۔

اس کی جلد اول میں قرآن مجید کی تاریخی آیات کی تفسیر، سرزمین قرآن (عرب) کا جغرافیہ اور قرآن میں جن عرب اقوام و قبائل کا تذکرہ ہے ان کی تاریخی اور اثری تحقیق شامل ہے۔ یہ پہلی بار ۱۹۱۵ء میں دارالمصنفین اعظم گڑھ سے شائع ہوئی۔ دوسری جلد میں بنو ابراہیم کی تاریخ اور عربوں کی قبل اسلام تجارت، زبان اور مذہب پر حسب بیان قرآن مجید و تطبیق آثار و توراۃ و تاریخ یونان و روم تحقیقات و مباحث ہیں۔ یہ پہلی بار ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی۔ مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں:

"ارض القرآن درحقیقت سیرۃ النبی جلد اول کا مقدمہ ہے جس میں عرب قدیم کے حالات تحریر کئے گئے تھے۔ مگر یہ طویل زیادہ ہو گیا، اس لئے اس کا صرف خلاصہ سیرت میں لیا گیا ہے" (حیات سلیمان، ص: ۵۷)

ارض القرآن کا انگریزی ترجمہ مولوی مظفر الدین ندوی نے ۱۹۳۶ء میں کیا۔ انگریزی ترجمہ بھی مطبوع ہے۔

حیاتِ شبلی

مولانا شبلی نعمانی نے جہاں اپنے لائق تلمیذ کو سیرۃ النبی ﷺ کی تکمیل کی وصیت کی تھی وہاں یہ بھی وصیت کی تھی کہ میری سوانح عمری بھی لکھنا۔ چنانچہ سید سلیمان ندوی نے اپنے استاد کی دونوں وصیتیں پوری کیں، سیرۃ النبی ﷺ کی بھی تکمیل کی اور ان کی سوانح عمری بھی لکھی۔ برصغیر پاک و ہند میں بے شمار اہل علم و قلم نے مختلف مشاہیر اور اکابرین کی سوانح عمریاں لکھیں۔ جن کی اگر تفصیل بیان کی جائے تو مقالہ کے طویل ہونے کا خوف ہے، تاہم مشہور سوانح عمریوں میں مولانا الطاف حسین حالی کی تین سوانح عمریاں بہت مشہور و معروف ہیں: یادگار غالب، حیات سعدی اور حیاتِ جاوید (سر سید احمد خان کی سوانح عمری) ان کے علاوہ قاضی عبدالغفار کی حیات اجمل، مولوی محمد امین زبیری کی حیات محسن اور مولوی اکرام اللہ ندوی کی حیات وقار اردو ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنے استاد کی سوانح عمری "حیاتِ شبلی" لکھی۔ یہ صرف مولانا شبلی نعمانی کی سوانح عمری نہیں ہے بلکہ مسلمانانِ ہند کے پچاس برس کے علمی، ادبی، سیاسی، تعلیمی، مذہبی اور قومی واقعات کی مستند تاریخ ہے۔ سید صاحب نے یہ کتاب اس قدر محنت اور تحقیق سے لکھی ہے کہ صاحب سوانح کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی تشنہ نہیں رہ گیا ہے۔ اس کے ایک ایک کارنامہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ برصغیر کے ممتاز اہل قلم نقادوں نے اس کتاب پر بہترین تبصرے کئے اور سید صاحب کی محنت اور تحقیق کی داد دی۔ پروفیسر عبدالقیوم نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ:

"مولانا حالی نے حیاتِ جاوید لکھ کر اپنے سر پر تاج پہن لیا تھا، مولانا سید سلیمان ندوی نے حیاتِ شبلی لکھ کر حالی کے سر سے تاج چھین لیا"

حیاتِ شبلی سید صاحب نے اڑھائی سال میں مکمل کی۔ اور یہ ۸۲۶ صفحات پر مشتمل ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی۔

(بہ شکریہ: میثاق، نومبر ۲۰۰۰ء)

کتابیں ذہن و فکر کو زنگ آلود ہونے سے محفوظ رکھتی ہیں۔

"انڈیا آفس لائبریری"؟

از: مانک ٹالا

انڈیا آفس لائبریری کا نام کس ادب نواز نے نہیں سنا؟ برصغیر ہندوستان سے متعلق تحقیق کرنے کے لیے دور دور کے ممالک کے محققین اس لائبریری میں تحقیق کے لیے آیا کرتے ہیں۔ برطانوی عہد حکومت کے زمانے کی اس برصغیر کی تقریباً سبھی مطبوعہ و غیر مطبوعہ اہم کتابیں، مخطوطے اور دستاویز اس لائبریری میں موجود ہیں۔

جون کے آخری دو ہفتے میں میں نے لندن میں گزارے تھے۔ ادبی و غیر ادبی سرگرمیوں سے وقت نکال کر میں نے انڈیا آفس لائبریری میں جا کر پریم چند پر اپنی تحقیق کے سلسلے کی دو ایک گتھیاں سلجھانے کی کوشش کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے اپنے میزبان کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تو اس نے مقامی لائبریری میں ٹیلی فون کر کے اس لائبریری کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ اب انڈیا آفس لائبریری کا الگ سے کوئی وجود نہیں رہا بلکہ اس لائبریری اور برٹش میوزیم لائبریری دونوں کا پورا ذخیرہ کتب، مخطوطے اور آرٹ کی اشیاء وغیرہ ایک نئی بڑی عمارت میں منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ اس لائبریری کا نام ہے 'برٹش لائبریری'۔ یہ سینٹ پینکراس (St. Pancras) کے علاقے میں واقع ہے۔

میں اپنے میزبان کے ساتھ برٹش لائبریری میں پہنچا۔ یہ ایک بہت بڑی عالی شان وسیع و عریض عمارت ہے۔ ساری عمارت خوش نما باغ باغیچوں سے گھری ہوئی ہے۔ احاطے کے اندر پہنچتے ہی نیوٹن کا مجسمہ نظر آیا۔ وہی نیوٹن جس نے کشش ثقل پر تحقیق کر کے مروجہ روایات کو باطل ثابت کیا تھا، اس جگہ پر بیٹھا وہ پرکار کی مدد سے کائنات کی بے حساب وسعت کا جائزہ لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہم باغیچے کی روشوں سے گزرتے ہوئے اصل عمارت میں داخل ہوئے۔ یہاں ایک جگہ بیٹھنے کے لیے ایک ادھ کھلی کتاب کی شکل کی بڑی سی بینچ ہے۔ ہم آرٹ کے اس نمونے کو نہارتے ہوئے انکوائری آفس کی طرف گئے۔ وہاں ہم نے اپنا حرف مدعا بیان کیا۔ ہمیں ایک ایک فارم اور کچھ پمفلٹ دیے گئے اور کہا گیا کہ ہم فارم بھر کر تیسری منزل پر 'انڈیا آفس لائبریری' کے ریڈنگ روم میں چلے جائیں۔ ہم فارم بھر کر تیسری منزل پر لائبریری ہال میں پہنچ گئے۔ وہاں کے انچارج کو اپنے اپنے فارم دیے۔ میں نے اپنی شناخت کے لیے اپنا پاسپورٹ دکھایا اور میرے میزبان نے برطانیہ میں اپنی رہائش کا شناختی کارڈ۔ میز پر ایک کیمرہ بھی فٹ تھا۔ ہماری تفصیلات کمپیوٹر میں درج (Feed) کی گئیں اور ہمیں باری باری کرسی پر بٹھا کر کیمرہ کلک کیا گیا۔ چند ہی لمحوں میں دو پلاسٹک کے کارڈ باری باری برآمد ہوئے۔ ان پر ہمارے فوٹو کے ساتھ ضروری تفصیلات بھی درج تھیں۔ یہ کارڈ ایک ماہ کی عارضی مدت کے لیے تھے۔ لائبریری انچارج کے سامنے دو میزوں پر بھی کمپیوٹر رکھے تھے۔ ہال کافی بڑا تھا اور جگہ جگہ بڑی بڑی میزیں رکھی ہوئی تھیں جن کے گرد کرسیاں بڑے سلیقے سے لگائی گئی تھیں۔ دو ایک حضرات اپنے اپنے Lap Top کمپیوٹروں پر اپنی ضرورت کی تفصیلات ٹائپ کر رہے تھے۔ باقی لوگ یوں ہی مطالعے میں مصروف تھے اور اپنے مطلب کی تفصیلات پنسل سے نوٹ کر رہے تھے۔ وہاں صرف پنسل کے استعمال کی اجازت تھی۔ آمنے سامنے کی دیواروں پر ریک (Racks) لگے ہوئے تھے جن میں حوالے کی

کتابیں سلیقے سے سجی ہوئی تھیں۔ ہم نے اپنی ضرورت بیان کی تو ہمیں بتایا گیا کہ فلاں جگہ پر ہماری ضرورت کی حوالے (Reference) کی کتابیں رکھی ہیں۔ وہاں حوالہ جات کے لیے اب کارڈ سسٹم نہیں تھا بلکہ پرانے حوالہ جاتی کارڈوں کی ہر صفحے پر زیراکس کاپیاں کردی گئی تھیں۔ ایک صفحے پر تقریباً آٹھ کارڈوں کی زیراکس کاپیاں کی گئی تھیں۔

پریم چند نے، جب وہ نواب رائے کے قلمی نام سے تخلیق و تصنیف کرتے تھے، دسمبر ۱۹۰۶ء میں ایک ناول "کشنا" شائع کردیا تھا۔ یہ ناول اب کہیں بھی دستیاب نہیں ہے۔ اس کے وجود کا پتا ماہنامہ "زمانہ" کانپور کے اکتوبر نومبر ۱۹۰۷ء (مشترکہ شمارے) میں شائع شدہ ایک تبصرے کی وجہ سے ملتا ہے۔ ہندوستان کے چند ممتاز محققوں نے اس کا پتا لگانے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر کمل کشور گوئنکا جو پریم چند پر ایک بہت اہم اتھارٹی تسلیم کئے جاتے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب "پریم چند وشوکوش" جلد ۲ کے صفحہ ۱۰۲ پر انڈیا آفس لائبریری کے کیٹلاگ سے ایک عکس شائع کیا تھا۔ اس کی تین سطروں سے اس ناول "کشنا" کی ابتدائی تفصیلات ملتی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ کشنا یا نواب رائے / دھپت رائے / پریم چند کے ناموں سے اس کا کچھ نہ کچھ پتا چل جائے گا۔ کیٹلاگ کی کتابوں کی تفصیلات درج تھیں۔ لیکن "کشنا" کا کہیں پتا نہیں تھا۔ 'ک' (K) کے تحت بھی اس ناول کا کہیں نام نہیں تھا۔ مجھے زبردست نراشا کا سامنا کرنا پڑا۔

کیٹلاگ کی کتابوں میں 'ک' (K) 'ن' (N) 'د' (D) اور 'پ' (P) کے دو دو تین تین صفحے بالکل Blank تھے۔ صفحوں کو دیکھ کر اتنا تو پتا چلتا تھا کہ ان پر زیراکس لیے گئے ہیں۔ کارڈوں کے حاشیے بھی صاف نظر آرہے تھے لیکن "مدعا عنقا تھا ان کے عالم تحریر کا۔"

آخر میں نے کیٹلاگ میں سے "ہم خرما و ہم ثواب" (اشاعت ۱۹۰۶ء) اور "پریم پچیسی" (حصہ اول، اشاعت اکتوبر ۱۹۱۴ء) کی تفصیلات ایک کاغذ پر نوٹ کیں۔ میں نے اپنی تحقیق کے دوران ان کتابوں کا بھی ذکر کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ان کے ابتدائی یا آخری صفحات میں شاید کوئی ایسی تفصیل مل جائے جو میری مزید تحقیق میں مددگار ثابت ہو۔

یہ تفصیلات لے کر ہم لائبریری کے انچارج کے پاس گئے۔ اس نے ہمیں یہ تفصیلات سامنے میز پر رکھے کمپیوٹر میں Feed کرنے کے لیے کہا۔ ہم دونوں میں سے کوئی بھی کمپیوٹر کے استعمال کی جانکاری نہیں رکھتا تھا۔ بہر حال ہمارے قریب سے لائبریری کے عملے کی ایک محترمہ گزر رہی تھیں، انہوں نے ہماری مشکل کشائی کی۔ لیکن ہمیں پتہ چلا کہ ہماری مطلوبہ کتابیں کم از کم ایک گھنٹے کے بعد منزل مقصود پر آئیں گی۔ چنانچہ ہم لنچ کے لیے باہر چلے گئے۔

واپسی پر ہمیں یہ کتابیں مل گئیں۔ اب یہ کتابیں اپنی الگ حیثیت نہیں رکھتی تھیں بلکہ ان کے ساتھ دیگر مصنفین کی کتابیں بھی جلد بندی کی گئی تھی۔ جلد بندی اس طرح کی گئی تھی کہ ہر جلد کا حجم ایک جیسا تھا۔

میں نے اپنی مطلوبہ کتابوں کی ادھر ادھر سے ورق گردانی کی اور ان کے پہلے تین تین صفحوں کی زیراکس کاپیاں حاصل کیں۔ اس کا انتظام وہیں لائبریری انچارج کے قریب ہی تھا۔ بس ایک پونڈ ادا کرنا پڑا۔

جس جلد میں "پریم پچیسی" تھی اس میں سوامی شردھانند کی کتاب "اندھا اعتقاد اور خفیہ جہاد" بھی موجود تھی۔ یہ کتاب مسلمانوں اور عیسائیوں کے خلاف لکھی گئی تھی۔ کسی زمانے میں سوامی شردھانند پکے قوم پرست تھے۔ جس زمانے میں (۲۲-۱۹۲۰ء) ترک موالات اور خلافت کی تحریکیں زوروں پر تھیں اس زمانے میں جامع مسجد کے منبر پر سوامی شردھانند نے ہی ایک زوردار تقریر کی تھی اور خوب واہ واہ حاصل کی تھی۔ لیکن جب یہ تحریکیں ماند پڑ گئیں تو فرقہ پرستی نے پھر سے اپنا سر اٹھانا شروع کردیا تھا۔ اسی دور میں سوامی جی نے یہ کتاب لکھی تھی۔

اس کتاب کے خلاف پریم چند نے ماہنامہ "مادھوری" کے ماگھ 1981 (۱۹۲۴ء) کے شمارے میں بہت سخت

تبصرہ کیا تھا۔ امرت رائے کی مرتبہ "وودھ پرسنگ" جلد ۳ (ص: ۲۴-۳۲۳) میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

اس زمانے کے مشہور ناول نگار مولانا عبدالحلیم شرر اڈیٹر "دل گداز" کا ایک ناول "حسن کا ڈاکو" بھی دو جلدوں میں اسی جلد کے اندر موجود تھا۔ یہ اس ناول کی دونوں جلدوں کی طبع ثانی تھی۔ قیمت فی جلد ۱۲ / آنے (۷۵ پیسے) تھی اور ہر اڈیشن اڑھائی ہزار جلدوں کا تھا۔

قاری کی دلچسپی کے لیے پہلے صفحے کے عنوان کے نیچے کی تحریر درج کر رہا ہوں:

"مصنفہ: مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر اڈیٹر دلگداز / جس میں / بعض ہندوستانی روٴسا اور نوابوں کی بدکاریاں ان سے سوسائٹی کی تباہی اور پھر ان کا انجام نہایت عمدگی سے دکھایا گیا ہے۔"

آخر میں برٹش لائبریری کی کچھ تفصیلات بھی پیش کر رہا ہوں۔ اس عمارت کے فرش کا مجموعی رقبہ ایک لاکھ مربعہ میٹر ہے۔ اس کا تہ خانہ لندن کا سب سے عمیق تہ خانہ ہے۔ ان کے اندر کتابوں کے جو ریک (Racks) رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی لمبائی تین سو میٹر کے برابر ہے۔ ان میں ایک کروڑ بیس لاکھ کتابیں سما سکتی ہیں۔ یہ ذخیرۂ کتب تین ہزار سال پر محیط ہے۔ لائبریری میں دنیا کے ہر موضوع پر تحقیق کا مصالحہ موجود ہے۔

اس عمارت کے ساتھ ایک الگ چھ منزلہ عمارت ہے جو کنگز (King's) لائبریری کہلاتی ہے۔ اس میں پینسٹھ ہزار (۶۵۰۰۰) کتابیں، بیس ہزار پمفلٹ اور چار سو مخطوطے ہیں۔ یہ شہنشاہ جارج چہارم کو اپنے والد شہنشاہ جارج سوئم سے ورثے میں ملی تھیں۔ جارج چہارم نے ۱۸۲۳ء میں یہ سارا ورثہ قوم کی نذر کردیا تھا۔

انڈیا آفس لائبریری کے حصے میں اب نہ صرف برصغیر کا ذخیرۂ کتب وغیرہ موجود ہے بلکہ اس میں باقی ایشیائی ممالک اور شمالی و شمال مشرقی ممالک کی نادر کتابیں، مخطوطے وغیرہ بھی شامل کردئے گئے ہیں۔ ○○

(بشکریہ: ہماری زبان، نئی دہلی)

پتہ: E-10، سین سیڈ اپارٹمنٹس، پالی ہل، ممبئی 400052

بچوں کے ادیب و شاعر عادل اسیر دہلوی کی کتابیں ہم سے طلب فرمائیں

☆ گلستان کی کہانیاں	درجہ V-VI	30/=
☆ بچوں کی رباعیاں (اول)	نرسری اور I	8/=
☆ بچوں کی رباعیاں (دوم)	I	10/=
☆ آسان نظمیں	K.G.	10/=
☆ بوجھو تو جانیں (پہیلیاں)	نرسری اور K.G	10/=
☆ گیت مالا	II اور III	15/=
☆ بچوں کے دوہے	I اور II	10/=
☆ رباعیات عادل	(ہائی اسکول کے طلبا کے لیے)	20/=

نوٹ: اسکول کے نصاب میں مذکورہ بالا کتابوں کو شامل کیا جاسکتا ہے۔

رابطہ: APPLIED PUBLICATIONS PVT.LTD:
Publishing Consultants, Publishers & Distributors
1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel
Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002 Phone:3289268

نئی صدی کے چار نئے تحفے

☆**تدبر حدیث** : (حصہ دوم) تالیف: ڈاکٹر سید محمد لقمان الاعظمی الندوی

ترجمہ: مولانا شمس الحق ندوی

عرب دنیا کے جانے پہچانے عالم دین و مبلغ اسلام حضرت مولانا، ڈاکٹر سید محمد لقمان الاعظمی الندوی کے فکر انگیز و درد مند قلم سے نیت، ایمان، اخلاق، اجتماعیت، حقوق، امانت، عدل و انصاف، علم و عمل اور فکر آخرت جیسے اہم ابواب کے تحت چالیس مستند و معتبر احادیث کا ترجمہ، مفصل تشریح، ہر حدیث کا فقہی پہلو اور موجودہ حالات سے اس کی تطبیق۔

دعوت و تربیت کا کام کرنے والوں کے لیے ایک بے مثال تحفہ، اردو میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب۔

سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ ☆صفحات: ۴۰۸ ☆قیمت: ۱۲۵/-(مجلد)

☆ **قرآن مبین کے ادبی اسالیب**: ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی

مشہور اسلامی اسکالر ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی کے قلم سے قرآن حکیم کے اسلوب کی دل پذیری اور ہر دور کے لیے اس کی اہمیت و ضرورت پر ایک ٹھوس گفتگو اور ادب کے مختلف اسالیب کے مطالعے سے اس کے تفوق و برتری پر بصیرت افروز دلائل و نظائر۔

سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ ☆صفحات: ۲۰۸ ☆قیمت: ۵۰/-

☆**دینی مدارس ۔ مسائل اور تقاضے** ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی

مشہور ماہر معاشیات اور اسلامی اسکالر ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی کے قلم سے دینی مدارس اور درس گاہوں کے نصاب تعلیم، طریقۂ تعلیم اور مالیات کی فراہمی کے سلسلے میں مفکرانہ اور ٹھوس گفتگو، طلبہ کی فکری و ذہنی اساس کو مستحکم و بلند کرنے کے لیے طریقہ تعلیم پر نئے انداز سے غور و فکر کی دعوت۔

سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ ☆صفحات: ۳۲ ☆ قیمت: ۱۰/-

☆ **غیر مسلم ذہن کے شبہات اور ہمارا موقف** پروفیسر عمر حیات خاں غوری

اسلام اور اس کے بنیادی عقائد، توحید، رسالت، کتاب، آخرت اور عبادات سے متعلق ہندوستان کے غیر مسلم بھائیوں کے ذہن میں پیدا ہونے والے شکوک، شبہات اور اندیشوں اور سماجی اور معاشرتی مسائل پر ان کے اعتراضات کا جواب دینے کی ایک کوشش۔ سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ ☆صفحات: ۱۱۲ ☆قیمت: ۳۵/-

اردو انگریزی فہرست کتب کے لیے رابطہ قائم کریں

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز

ڈی ۳۰۷، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

فون: 6317858،6911652 فیکس: 6820975

E-mail:mmipub@nda.vsnl.net.in

Advtt. UBR 2001

طریق محمدی

تبصرہ : حاذق ضیائی سہسرامی

نام کتاب	: طریق محمدی	مؤلف	: مولانا محمد صاحب جوناگڈھیؒ		
مراجع و تعلیق	: مولانا حافظ ابو سہیل انصاری	صفحات	: ۳۱۸	قیمت	: ۹۰/-
ناشر	: اہل حدیث اکیڈمی، مرزاہادی پورہ چوک، مئوناتھ بھنجن (یوپی)				

دیگر علمائے کرام کی طرح علمائے اہل حدیث ہند بھی نزعی اور فروعی مسائل پر جس نوعیت کی کتابیں لکھتے رہتے ہیں، اور اپنے مسلک کو برحق ثابت کرتے ہیں اور دوسروں کو برسر باطل سمجھتے سمجھاتے ہیں اسی نوعیت کی کتاب یہ بھی ہے۔

کتاب کے اصل مؤلف و مرتب مولانا محمد جوناگڈھی ہیں۔ یہ کتاب ان کی تصنیفات "محمدیات" کی تیسری کڑی ہے۔ کتاب کا پورا نام یوں ہے۔

"اتباع سنت نبوی اور ترک تقلید شخصی یعنی طریق محمدی" ہے، کل عنوانات زیر بحث ۳۱۴ ہیں۔ جن کے مضمرات پر گفتگو آسان نہیں، احتمالات بہت ہیں، جن کی وضاحت بھی چند جملوں میں مشکل ہے۔

نیز یہ کتاب مولانا حافظ ابو سہیل انصاری کی مراجعہ و تعلیق سمیت تازگی خیال کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ ناشر کا بیان ہے:

"یہ کتاب (طریق محمدی) مولانا مرحوم کی وہ معرکۃ الآراء و انقلابی تصنیف ہے... آگے دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس نے ایوان تقلید کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو شیعہ سنی کے خلاف اور بریلوی، دیوبندی کے خلاف اور دیوبندی بریلوی یا اہل حدیث کے خلاف مدتوں سے کرتے ہیں، اور اپنی تصنیفات میں ایک دوسرے کو چیلنج بھی!

کتاب پر تقریظ عہد حاضر کے مشہور صاحب قلم سیرت النبی پر مقبول عام کتاب "الرحیق المختوم" کے مصنف نے لکھی ہے جو ایک بین الاقوامی ایوارڈ یافتہ ہیں اور امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہیں، اور حسین آباد، مبارک پور میں مقیم ہیں۔

مبارک پور ایک گونہ مذہبی امور کا مرکز ہے، جہاں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے مدارس و مراکز ہیں، اور باہمی آویزش پر کتابیں، فتاوے کا اجراء فرماتے رہتے ہیں۔ اس طرح گروہ بندی کا چراغ ایک دوسرے کے خلاف جل رہا ہے اور مسلکی اختلاف کو دیکھ کر نفس دین ہی مشتبہ ہو رہا ہے، اس کی کسی کو فکر نہیں، ایسے میں دین کی سربلندی اور احیاء اسلام کا کام ہو تو کیوں اور کیسے اور کون اہل کفر اور عہد نو کے ازموں کا توڑ کرے اور مغرب کی علمی یلغار و اباحیت سے مسلم آبادی نکل سکے!

اس کتاب کو پڑھ کر یہ کہنا کہ بلاشبہ فقہائے اسلام کی بہت سی فروعی موشگافیاں ایسی ہیں جس نے اصل دین کا

ہی حلیہ بگاڑ دیا ہے، اس طرح کی کچھ مثالیں اس کتاب میں خوب آئی ہیں، مصنف نے خاص کر در مختار مع شامی یعنی فقہ حنفی کی مشہور کتاب سے مسواک کے احکام کے ذیل میں ایسی چھ مثالیں بھی پیش کی ہیں، جن سے عبرت ہی حاصل کی جاسکتی ہے، اس طرح اس کتاب میں نقد و گرفت بھی ہے، وعظ و پند بھی اور مناظرانہ چیلنج بھی! تحقیق بھی ہے اور تلبیس و تحقیر بھی۔

راقم کی نظر جب کتاب کے پہلے صفحہ پر پڑی اور سورہ مائدہ کی آیت ۳ "الیوم اکملت لکم ... کے ترجمہ کے بعد یہ عبارت سامنے آئی :

"یہ آیت ۹ھ ذی الحجہ کے مہینہ میں میدان عرفات میں عرفہ کے دن نازل ہوئی، اس کے بعد آپ دو ماہ دنیا میں رہے اس عرصہ میں وحی تو آتی رہی لیکن احکام اسلامی نازل نہیں ہوئے"

تقابلۃً مذکورہ عبارت کے ساتھ مولانا شبیر عثمانیؒ کی تفسیر کی یہ عبارت پڑھئے:

"یہ آیت ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے روز جمعہ کے دن "عصر" کے وقت نازل ہوئی جب کہ میدان عرفات میں نبی کریم ﷺ کی اونٹی کے گرد چالیس ہزار سے زائد انقیاد و ابرارؓ کا مجمع کثیر تھا اس کے بعد صرف اکیاسی روز حضور اس دنیا میں جلوہ افروز رہے"

پہلی عبارت میں دو ماہ "یعنی ۵۸ یا ۶۰ دن کا ذکر ہے تو دوسری عبارت میں اکیاسی دن کا" یہ اختلاف تعین اوقات روایت ہی کی بنیاد پر تو ہے! جانچئے اور پرکھئے!

اختصار اًسیرت النبی ﷺ جلد اول کا باب سال اخیر حجۃ الوداع، اختتام فرض نبوت، ذی الحجہ ۱۰ ہجری مطابق فروری ۶۳۲ء کا متن بھی سامنے رہے تو اختلاف کی نوعیت واضح ہو، گویا شروع زمانہ ہی سے مسلک کی تحقیق راویوں کی روایت کی بنیاد موقوف ہے، چاہے معاملہ تفسیر کا ہو، یا حدیث و تاریخ کا۔

اس بحث کو سمجھنا ہو تو بخاری کی تفسیر اذا جاء کو سیرت النبی ﷺ کے اسی صفحہ پر دیکھئے:

اس بنا پر ایک صحبت میں حضرت عمرؓ نے صحابہ سے اس آیت کے معنی پوچھے، لوگوں نے مختلف معنی بتائے، حضرت عمرؓ نے عبد اللہ بن عباس کی طرف دیکھا، وہ کمسن تھے اور جواب دینے میں جھجکتے تھے، حضرت عمرؓ نے ان کی ڈھارس بندھائی تو انہوں نے کہا کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کے قریب وفات کا اعلان ہے کہ استغفار موت کے لئے مخصوص ہے۔

اب بتایا جائے کہ حضرت ابن عباسؓ نے کس قول رسول ﷺ کی روشنی میں یہ رائے ظاہر کی تھی۔

اس کتاب کی اصل کمزوری کو سمجھنا ہو تو حدیث ترکت فیکم امرین ... صفحہ ۲ بحوالہ مؤطا امام مالک کے ترجمہ کے بعد یہ تشریح دیکھئے :

"امرین "یعنی ایک کتاب اللہ دوسری سنت رسول ﷺ یعنی قرآن و حدیث"

ہر وہ حدیث جو صحاح کی کتب ہی میں آئی ہوں کیا واقعی دلیل قطعی سنت ثابتہ ہیں، یا بہت کچھ ظنی، اہل علم سے وضاحت چاہئے۔

اگر احادیث کی وہی حیثیت قطعیہ ہوتی تو امام اعظم تو کجا ان کے شاگرد امام محمد (جو امام مالک کے بھی شاگرد تھے) مؤطا امام محمد نہ لکھتے اور اقوال ابو حنیفہ کو اس کتاب میں جمع نہ کرتے، تفصیل حنفی مسلک کے مؤطا مع الحاشیہ مولانا فرنگی محلی دیکھی جائے تو تحقیق حقیقی کا باب وا ہو۔

مختصر یہ کہ "طریق محمدی" خطا و صواب کے اظہار سے خالی نہیں اس کتاب کے صفحہ ۱۴۴ کو دیکھئے "ایک نہیں

بیس ابو حنیفہ اور لفظ امام اعظم جس انداز سے لایا گیا ہے کیا وہ اصل ابو حنیفہؒ کی ذاتی حیثیت کو مشکوک نہیں بناتا۔ یہ تحقیق ہے یا تلبیس یا کچھ اور بہر حال اس کتاب کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ زبان سادہ ہے البتہ مضامین نارسائی فکر و فہم کا نتیجہ!

پتہ : محمد ارتضاء الدین ، محلہ نورن گنج، سہسرام ، ضلع رہتاس، 821115 (بہار)

میری تمام سرگذشت

(سید ابوالحسن علی ندویؒ)

تبصرہ: ڈاکٹر فرحت فاطمہ

نام کتاب : میری تمام سرگذشت (سید ابوالحسن علی ندویؒ)		مصنف : ڈاکٹر محمد نفیس حسن
صفحات : ۱۹۲	قیمت : -/۱۲۵ روپے	
ناشر / ملنے کا پتہ: محمد نسیم حسن۔ ۲۵۴۵۔ تراہا بہرام خاں، دریا گنج، نئی دہلی۔ ۲		

ممتاز عالم دین، مفکر اسلام، اسلامی مورخ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا کارنامۂ حیات تقریباً پوری صدی پر پھیلا ہوا ہے (۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے اور ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۹ء میں انتقال ہوا) وہ اپنی ذات میں ایک متحرک صدی تھے۔ ان کی بے لوث خدمات کا دائرہ پوری ایک صدی پر محیط ہے۔ ان کے فیوض و برکات پوری دنیائے انسانیت کے لیے تھے۔ موصوف ایک منفرد اسلوب نگارش کے حامل، عربی ادب کے انشاء پرداز، تاریخ و سیرت کا وسیع و ہمہ گیر مطالعہ و ذوق رکھنے والے ایک مفکر، عالم اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ انہوں نے اسلام اور اسلامی تاریخ کو جس انداز سے اس دور میں متعارف کرایا وہ ہماری ملی تاریخ کا ایک انتہائی روشن باب ہے۔

مقام مسرت ہے کہ ڈاکٹر محمد نفیس حسن جنہیں حضرت علی میاں کو قریب سے دیکھنے اور ان کے علم و مطالعہ سے مستفید ہونے کے مواقع بارہا حاصل ہوئے۔ انہوں نے اپنے علم و مطالعہ اور مشاہدہ کو یکجا کر کے مولانا کی جو سوانحی کتاب تصنیف کی ہے وہ ان کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

اس کتاب کے پہلے باب "فکری اساس" میں مصنف نے صرف انہیں عناصر کی نشاندہی کی ہے جو مولانا کی شخصیت اور فکر و فہم کی تعمیری اساس ہیں۔ مولانا کی شخصیت بڑی پہلو دار تھی۔ اس میں شخصیت کا بنیادی پہلو، خاندانی دینی ماحول اور دین اسلام کے وسیع مطالعہ سے تعمیر ہوا تھا۔ دوسرا اہم پہلو تاریخ اسلام کے مطالعہ سے عبارت تھا۔ مولانا کی شخصیت کا ایک بڑا اور اہم پہلو تصوف اور طریقت پر مبنی تھا۔

حضرت علی میاں کی شخصیت کو ان کے ورثہ، مطالعہ، مشاہدہ اور تجربے نے غیر معمولی بنا دیا تھا۔ ان کی طبیعت کی نرمی اور صلح جوئی امن پسندی اور خیر اندیشی نے انہیں اسلام کی اجمالی شان کا ترجمان بنایا۔

دوسرا باب جو "خامۂ معجز رقم" کے عنوان سے ہے اس میں مولانا علی میاں کے اسلوب تحریر اور اسلوب فکر کا دلکش و معنی خیز جائزہ لیا گیا ہے۔ بعض اہم تصانیف سے متعلق بھرپور تبصرہ بھی شامل ہے اور بیشتر تصانیف و رسائل کی طویل فہرست بھی دی ہے۔

تیسرے باب "عالمی سیاحت" میں مصنف نے بیرون ہند میں مولانا کے متعدد سفر، دورے اور وہاں پر پیش

کئے گئے خطبات و تقاریر کا عطر کشید کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا نے اپنی موثر تقریروں کے ذریعہ مسلمانوں میں کس طرح عملی جوش کو ابھارا اور اپنی تحریروں سے انہیں گہرے علمی شعور سے آشنا کیا۔ یہ باب بے شمار اہم واقعات اور نہایت اہم نکات کا ترجمان ہے۔ مصنف کے اسلوب کی دلآویزی کا یہ عالم ہے کہ مصنف نے قاری کو بھی فکری طور پر مولانا کی سیاحت میں شریک کرلیا ہے۔

چوتھا باب وطن عزیز ہندوستان میں مولانا کی عظیم و وسیع تر خدمات سے روشناس کراتا ہے۔ مولانا اپنے علم و فضل، تصنیف و تالیف، رشد و ہدایت کے علاوہ اس تحریک پیام انسانیت کے لیے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے جس کے حوالے سے مولانا کی انفرادیت کا نقش اہل وطن کے لیے ایک نہ مٹنے والا نقش ہے اس تحریک کے ذریعے سے ہندوستان کو امن و عافیت اور دائمی اخلاقی اقدار کا درس دیا گیا۔

آخری باب مصنف کے ذاتی مشاہدہ و احساس پر مبنی ہے اس میں مولانا سے قرب و تعلق کے وسیلے سے متعدد واقعات و مشاہدات کی وہ جھلکیاں ہیں جن سے حضرت علی میاں کی شخصیت اور اسلوب فکر کے بہت سے اہم گوشے روشن ہوتے ہیں۔ ہر باب کے عنوانات اور ذیلی عنوانات مصنف کی ادبی حسن کاری کا نمونہ بھی ہیں جن سے ان کے جمالیاتی ذوق کا اندزہ ہوتا ہے۔

اس کتاب کا اختتام منظوم خراج عقیدت "جذب دروں" پر ہوتا ہے۔ اس نظم میں مولانا علی میاں سے مصنف کی والہانہ وار فتگی اور شیفتگی خوبصورت الفاظ میں ڈھل کر پُر تاثیر معنویت میں تبدیل ہو گئی ہے۔

"میری تمام سر گزشت" (سید ابوالحسن علی ندویؒ) کی کتابت، طباعت، سرورق جاذب نظر اور دلکش ہے۔

توقع ہے کہ اردو کے ادبی حلقوں میں مصنف کے اس جذبۂ خلوص کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور ہر خاص و عام میں اس کی پذیرائی ہو گی۔ ○○

پتہ: ڈاکٹر فرحت فاطمہ (ریڈر شعبہ اردو) **D-11**، مورس نگر، دھلی یونیورسٹی، دھلی **110007**

تحقیقات و تاثرات

تبصرہ: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

کتاب	:	تحقیقات و تاثرات	مصنف	:	ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی
صفحات	:	۵۲۸	قیمت	:	۲۵۰ روپے (مجلد)
ناشر	:	ادارہ علم و فن، ۱۰۸۔ بی، الفلاح، ملیر ہالٹ، کراچی			

زیر نظر کتاب میں پانچ عنوانات (تاریخ و سیاست، شخصیات و سوانح، تجزیہ و تنقید، دینی افکار، ذاتیات) کے تحت مرتب شدہ بیشتر مقالات و مضامین، تحقیقی نوعیت کے ہیں۔ مصنف ایک طویل عرصے تک تعلیم و تدریس کے سلسلے میں متعدد عرب ممالک میں مقیم رہے۔ پھر ڈاکٹریٹ کے سلسلے میں کیمبرج یونیورسٹی میں کچھ وقت گزارا۔ عربی زبان پر دسترس کے ساتھ ساتھ تاریخ اور مذہب کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ ایک باشعور عالم کی طرح انہیں عصری اور سیاسی مسائل سے بھی خصوصی دلچسپی ہے۔ ان کی نہاد و افتاد تحقیقی ہے۔ چنانچہ موضوع کچھ بھی ہو، وہ ایک تحقیق

کار کی طرح موضوع کو اس کی جزئیات کے ساتھ اور بڑی باریک بینی سے دیکھتے اور پھر معقول شواہد کی روشنی میں نتائج اخذ کرتے ہیں۔

"بوسنیا ماضی و حال" کے تاریخی و سیاسی جائزے میں انہوں نے بتایا کہ اہل بوسنیا اس سرزمین کے اصل باشندے (son of the soil) ہیں۔ یہاں پرچم اسلام عثمانی ترکوں نے پہنچایا تھا۔ یہاں کی تاریخ مشرقی یورپ میں تہذیب و تمدن، عدل و انصاف، رواداری، انسانی خدمت اور تعمیر و ترقی کی ایک طویل داستان ہے۔ اہل بوسنیا نے اقوام متحدہ کے مشورے اور تائید کے بعد ہی اپنے یہاں ریفرنڈم کرایا تھا جس میں ۶۸۔ ۶۳ فی صد لوگوں نے یوگوسلاویہ سے آزادی کے حق میں رائے دی اور اقوام متحدہ نے اسے ایک آزاد ملک کی حیثیت سے اپنا ممبر تسلیم کرلیا مگر سیکریٹری جنرل کا رویہ غیر عادلانہ، غیر انسانی اور ظالمانہ رہا کیونکہ وہ خود ایک قبطی عیسائی اور ایک یہودی بیوی کے شوہر ہیں۔ چیچنیا کے بارے میں رضوان علی ندوی صاحب نے بتایا ہے کہ اگرچہ روس نے اپنے استعماری مقاصد و مفادات کے تحت قوقازیا قفقاز کے علاقے کو آٹھ الگ الگ جمہوریتوں میں تقسیم کردیا تھا مگر اس علاقے میں عربی اور ترکی اسلامی ثقافت کا گہرا اثر رہا ہے۔ یہاں اشتراکی تسلط سے قبل تک عربی و فارسی بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ مغربی علاقے میں ترکی زبان دوسری بڑی زبان تھی۔ روسی کمیونسٹوں نے بڑے پیمانے پر روسیوں کو یہاں لا لاکر آباد کیا۔ مسلمانوں کا تناسب پہلے ۹۰ فی صد تھا، ۱۹۷۹ء میں گھٹ کر ۶۸ فی صد رہ گیا ہے۔ پہلے یہاں عربی رسم الخط رائج تھا، اسے روسی رسم الخط سے بدل دیا گیا۔ یہ سرسبز و شاداب اور تیل کی دولت سے مالامال خطہ روس کے لئے "سونے کی ایک چڑیا" کی حیثیت رکھتا تھا۔ روس کی ساری جبریت اور لادینیت کے پرچار کے باوجود اس علاقے کے لوگوں کے دلوں سے جذبہ حریت کو مٹانا آسان نہ تھا۔ چنانچہ اسٹالن نے چیچنیا کی تمام مسلم آبادی کو سائبیریا کے برفانی اور صحرائی علاقوں میں جلاوطن کردیا۔ جب اسٹالن مر گیا، تب مہاجرین میں سے بچے کھچے لوگوں کو وطن واپس آنے کی اجازت ملی لیکن اس ہجرت سے ان کے اسلامی عقیدے میں اور پختگی پیدا ہوئی۔ ۱۹۹۱ء میں چیچنیا نے اپنی آزادی کا اعلان کیا۔ اس وقت روس انتہائی بدحال تھا اور اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ چیچنیا کے خلاف لڑ سکے لیکن جب ماسکو کی حکومت امریکی مالی امداد کی وجہ سے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئی تو سب سے پہلے اس نے حزب مخالف کے لیڈر عمر اختر خانوف کو اپنا آلہ کار بنانے کے لئے ۱۰ بلین روبل کی خطیر رقم دی تاکہ وہ اس کو صدر دودائف کی حکومت کے خلاف استعمال کرے اور اس کو غیر مستحکم کر کے ملک میں بے چینی پھیلائے۔ چیچنیا کی آزاد مملکت کے خلاف اور بھی بہت سے اقتصادی حربے استعمال کئے گئے مگر چیچنیا کے جانباز اور حریت پسند روسیوں کے آگے جھکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر ہم زندہ رہے تو خوش حالی کی زندگی بسر کریں گے اور اگر مر گئے تو اللہ کے حضور میں ہوں گے اور خوش نصیب ہوں گے۔

لاہور اور کراچی پر مضامین خالصتاً تحقیقی ہیں۔ تحقیق و تدقیق کا یہ انداز قریب قریب سارے مضامین میں نمایاں ہے۔ ایک مضمون میں معروف مورخ طبری پر شیعیت کے الزام کی تردید کی ہے۔ اسی طرح تاریخ اسلام سے متعلق متعدد شخصیات اور بزرگوں (امام شافعی، سید عبداللہ شاہ غازی، ابن تیمیہ وغیرہ) کے احوال و سوانح کے متعلق ندوی صاحب نے حقائق و اوہام کو الگ الگ کیا ہے۔ ندوی صاحب کے متعدد مضامین بعض اہل قلم کی بے احتیاطیوں یا ناکافی اور سرسری معلومات کی تردید اور اصل حقائق کی نقاب کشائی کے سلسلے میں لکھے گئے ہیں۔ انہوں نے اخبارات و رسائل کے چند معروف کالم نگاروں پر خوب خوب نقد و جرح کی ہے۔ عمران خان کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد کی بد گمانیوں کی وہ تردید کرتے ہیں۔ ایک مضمون میں **نفحة العرب** (مولانا محمد اعزاز علی) کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ اسی طرح ایک اور مضمون میں خطبات حرم (ڈاکٹر ملک غلام مرتضی) پر کڑی گرفت کی ہے۔

ندوی صاحب کے دائرہ تحقیق میں تنوع بھی ہے اور رنگارنگی بھی۔ چند عنوانات مباحث دیکھئے: ڈاکٹر اسرار احمد، مسئلہ کشمیر اور درس مفاہمت، اسلام میں عورت کی حکمرانی، سیدنا عثمانؓ کا قرآن کہاں ہے، استنبول و اسلام بول، خاندانی منصوبہ بندی، شریعت اور قاہرہ کانفرنس۔ مصنف اس بات کے قائل ہیں کہ علمی اور تاریخی موضوعات پر لکھتے ہوئے حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ خود بہت باریک بین ہیں مثلاً معروف قرآنی آیت: **وتلك الايام نداولها بين الناس** کو بہت سے لوگ "و" کے بغیر لکھ دیتے ہیں۔ ندوی صاحب کہتے ہیں اس "و" کو باقی رکھنا ضروری ہے کہ عربی زبان کا یہی انداز ہے اور جو لوگ عربی زبان سے کماحقہ واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں اور کبھی کوئی آیت یا قرآنی جملہ لکھتے وقت اس واو استناف کو حذف نہیں کرتے۔ ایک اور جگہ انہوں نے بتایا ہے کہ سعودی عرب کے ایک ساحلی ملک کو اردو صحافت میں غلط طور پر "اومان" لکھا جاتا ہے، اصل میں یہ عمان ہے۔ (ع پر پیش اور بغیر تشدید کے، م کے ساتھ) یہ اردن کے پایہ تخت سے جدا ہے۔ اگرچہ دونوں کا املا ایک ہے لیکن تلفظ میں فرق ہے۔

آخری حصے کے چار مضامین میں سے ایک "دمشق سے کیمبرج تک" تو سفر نامہ ہے اور تین مضامین بعض شخصیات (ڈاکٹر طٰہٰ حسین، ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور ماہر القادری) سے ملاقاتوں کی یادداشتوں اور ان کے بارے میں مصنف کے تاثرات و نقوش پر مشتمل ہیں۔ "دمشق سے کیمبرج تک" میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا تفصیلی ذکر آیا۔ پھر مابعد مضمون میں بھی انہی باتوں کی تکرار ہے جسے حذف کیا جاسکتا تھا۔ لیکن مجموعی حیثیت سے یہ سوانحی یا شخصی مضمون بہت دلچسپ ہیں اور ان میں عام قاری کے لئے بھی ایک لطف اور کشش موجود ہے۔

مصنف موصوف نے مشرق و مغرب کے بلند پایہ علمی اداروں اور جامعات سے تعلیم حاصل کی۔ ربع صدی سے زائد عرصہ عرب ممالک میں گزارا۔ چوٹی کے عرب علماء، ادبا اور نامورانِ دین و سیاست کی صحبت اٹھائی اسی طرح کیمبرج یونیورسٹی کے فضلا سے اکتساب علم و تحقیق کیا۔ چنانچہ ان کی تحریروں میں ایک بلند نگہی، خالص علمی رویہ، ذہنی کشادگی، جرأت و صاف گوئی اور دینی و اخلاقی حمیت موجود ہے۔ ان کے اسلوب میں کسی طرح کا ابہام یا الجھاؤ نہیں ہے۔ دینی موضوعات پر لکھنے والوں میں بہت کم لوگ ایسی واضح، صاف اور صریح نثر لکھنے پر قادر ہیں۔ ندوی صاحب کا یہ مجموعہ مضامین، امید واثق ہے کہ باذوق قارئین کے لئے معلومات افزا رہے گا۔

پتہ: شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور.

اسرار طریقت

تبصرہ: نوشاد عالم چشتی

نام کتاب	:	اسرار طریقت	ترتیب	:	محمد طاہر انصاری، بی۔اے (علیگ)
اشاعت	:	۱۹۹۸ء	صفحات	:	۱۰۴
قیمت	:	۳۵ روپئے			
ناشر	:	مصنف، ملنے کا پتہ: مدینہ بک ڈپو، ابراہیم پورہ، بھوپال			

زیر تبصرہ کتاب "اسرار طریقت" جناب طاہر انصاری صاحب کی مرتب کردہ ایک اچھی معلوماتی کتاب ہے جس میں انصاری صاحب نے اپنے شیخ طریقت الحاج حضرت مولانا اسرار الحق خاں صاحب کے وعظ و نصیحت، معمولات و افکار اور اذکار کو خوبصورتی کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔

"اسرار طریقت" کا بیان سادہ اور دلکش ہے۔ گفتگو سلجھے ہوئے انداز میں کی گئی ہے۔ مختلف مقامات پر بہت سے

شکوک و شبہات دور کرنے اور اعتراضات رفع کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ تصوف کے حاملین و مخالفین کے درمیان نزع تو ایک طویل عرصے سے چلا آرہا ہے مگر تصوف کی شدید مخالفت کے باوجود ابھی تک حقیقت تصوف کی حیثیت مجروح نہیں ہو سکی ہے بلکہ اس کی افادیت آج تک قائم و دائم ہے۔ حال میں وسط ایشیاء کی ریاستیں آزاد ہوئیں ہیں، ان میں "فکر حدیث" کو جلا بخشنے اور اسلام سے وابستہ رکھنے میں جو اہل تصوف نے بنیادی کردار ادا کیا ہے اس حقیقت سے تمام اہل علم جو ذرائع ابلاغ پر نظر رکھتے ہیں اچھی طرح واقف ہیں۔

دراصل "مخالفین تصوف" باطنیت، سرّیت اور تصوف کو اپنی عصبیت کی بنیاد پر ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جبکہ ان تینوں کا آپسی میں قطعی کوئی تعلق نہیں۔ باطنیت اور سرّیت کا ڈانڈا اسماعیلیت، بابیت و بہائیت جیسی زمین دوز اسلام مخالف تحریک سے ہے اس کے برعکس تصوف حقیقی کا تعلق ہمیشہ اکابرین اہل سنت و جماعت سے رہا ہے۔ حاملین تصوف کے اسلامی خدمات کو نظر انداز کر کے ہم دنیا کے کسی حصے میں بھی اسلام کی مکمل تاریخ قلم بند نہیں کر سکتے اور نہ امن عالم اور رواداری کا کوئی روشن رخ دشمنان اسلام کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ دور حاضر میں مخالفین تصوف نے جس طرح جہاد کے اسلامی تصور کا استحصال کیا ہے اس کے نتائج اظہر من الشمس ہے۔ لیکن یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے کہ دور حاضر میں کسی صحیح اہل تصوف کا ملنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ بہت سارے لوگوں نے شعبدہ بازی اور نام نہاد کیمیاگری کو ہی مقصود تصوف سمجھ لیا ہے۔ اس لئے لوگوں کو اس باب میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے کیونکہ ہر چمکتی ہوئی چیز سونا نہیں ہوتی اور بقول اقبال

قم باذنی کہنے والے دنیا سے رخصت ہوئے
اب خانقاہوں میں مجاور ہیں یا کہ گورکن

اسرار طریقت میں پیش کردہ خواجہ اعظم، حضرت خواجہ معین الدین چشتی غوث اعظم حضرت محی الدین جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی کے اقوال اور ان حضرات کی تحریرات کے اقتباسات سے ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین حقیقی سر چشمہ تصوف تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گے انشاءاللہ۔ کتابت کمپیوٹرائز ہونے کی وجہ سے کہیں کہیں حسن تزئین سے محروم ہے ویسے کاغذ اور ٹائٹل مناسب ہے۔

پتہ: ڈائرکٹر سنی مرکز، (حال مقیم) روم نمبر E.W-37. ایس ایس ہال ساؤتھ، اے ایم یو، علی گڑ 202002

پروفیسر خواجہ احمد فاروقی

تبصرہ: محمود عالم

نام کتاب	:	بیسویں صدی کی ممتاز شخصیت: پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	مصنف	:	خلیق انجم
صفحات	:	۱۰۵	قیمت	:	۱۰۰ روپئے
سنہ اشاعت	:	۲۰۰۰ء			
ناشر	:	انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر، ۲۱۲ راؤز ایونیو۔ نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۰۲			

ہم "عہد فاروقی" میں جی رہے ہیں۔ رشید احمد صدیقی کے بعد عہد فاروقی ایک فطری ترتیب ہے۔ ضیاء الحسن فاروقی، خواجہ احمد فاروقی، شمس الرحمٰن فاروقی، نثار احمد فاروقی اور دکن چلے جایئے تو عبد الرزاق فاروقی، عظیم آباد میں شمیم فاروقی وغیرہ۔ لفظ "فاروق" میں ایک غیر معمولی بات ضرور ہے۔ تنقید و تحقیق میں اس لفظ کی معنویت واضح ہے حق

وباطل، خوب ناخوب اور رطب ویابس میں فرق کئے بغیر نہ کوئی محقق ہو سکتا ہے اور نہ نقاد۔ پروفیسر خواجہ احمد فاروقی کی شخصیت میں جو جاذبیت تھی عجب نہیں کہ اس لفظ فاروقی کی تاثیر ہو۔

اگر آپ پہلی ملاقات میں کسی کو اسقدر متاثر کرتے ہیں کہ اس ملاقات کی خوشگوار یادیں اس کے دل ودماغ میں محفوظ ہو جاتی ہیں اور یہ نقش اول ایسا ہے کہ وہ اسے کبھی بھلا نہیں پاتا تو یقیناً آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر ایسی خوبیاں رکھ دی ہیں جن کی وجہ سے آپ کی شخصیت نہایت پر کشش ہو گئی ہے لیکن اگر ایسی بات نہیں ہے تو پھر آپ کو اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ جائزہ لینے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ آئینہ کے سامنے اپنا سراپا دیکھنے میں مصروف ہو جائیں یہ کام مستورات حور مقصورات ہی کو زیب دیتا ہے۔ مرد کی شخصیت اس کے کردار کی مستی میں پنہاں ہے۔

پروفیسر خواجہ احمد فاروقی کی شخصیت ایسی ہی پر کشش تھی کہ آدمی پہلی ملاقات میں ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا اور اس ملاقات کی خوشگوار یادیں ذہن میں ہمیشہ تازہ رہتی تھیں۔ ان سے مل کر اور ان سے گفتگو کر کے یہ محسوس ہوتا تھا کہ ہم میر اور غالب کے عہد میں پہنچ گئے ہیں۔ ان کی گفتگو نہایت شستہ زبان میں شیریں لب ولہجہ میں ہوا کرتی تھی۔ مبالغہ نہیں وہ سراپا اردوئے معلیٰ تھے۔

زیر تبصرہ کتاب اتنی عمدہ ہے کہ اسے میں نے تقریباً ایک ہی نشست میں پڑھا ہے۔ کچھ تو خواجہ احمد فاروقی صاحب کی شخصیت کی کشش اور کچھ خلیق انجم صاحب کا انداز بیان۔ پوری کتاب پڑھنے کے بعد تشنگی کم ہونے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے۔ کاش خواجہ احمد فاروقی کی زندگی کے ہر چھوٹے بڑے واقعہ کو کوئی جمع کر دیتا اور ہم اس شخصیت کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرتے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کے حالات پڑھکر زبان وادب کے لئے کچھ نہ کچھ کر گذرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کسی عظیم شخصیت کے حالات اور سوانح پڑھنے کا فائدہ یہی ہے کہ اس کی ذات ہمارے لئے مشعلِ راہ بن جائے اور ہماری زندگی میں جو کاہلی اور جمود ہے وہ ختم ہو جائے۔ خواجہ صاحب ایک فعال اور متحرک انسان تھے لیکن ان کی فعالیت محض اپنی ذات کے لئے نہ تھی بلکہ اردو زبان اور اس کے حوالے سے ملک وملت کے لئے تھی۔ ڈاکٹر خلیق انجم ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ اردو زبان وادب کی زندگی اور بقا کے لئے اپنے استاد محترم پروفیسر خواجہ احمد فاروقی مرحوم کی طرح انتھک جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس مختصر کتاب میں انہوں نے خواجہ صاحب کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا ہے اور ان کے کارناموں کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ ان کی باضابطہ تصنیف نہیں ہے بلکہ دہلی یونیورسٹی کی فرمائش پر انہوں نے جو توسیعی خطبہ دیا تھا اسے کتابی شکل میں شائع فرمایا ہے خواجہ صاحب کی زندگی اور ان کے علمی اور ادبی کارناموں کا احاطہ کرنے کے لئے پی ایچ۔ ڈی کے لئے لکھا گیا ہزار صفحات کا مقالہ بھی ناکافی ہوگا۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے سو صفحات کے اس مقالہ میں بیسویں صدی کی اس ممتاز شخصیت کی ایک جھلک پیش کر دی ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم ان کے فن کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں :

"خواجہ صاحب تحقیق اور تنقید کے مرد میدان ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے خاصی تعداد میں خاکے لکھے ہیں اور ان کے خطوط کو مکتوب نگاری کی تاریخ میں ممتاز مقام حاصل ہے۔ تحقیق ہو یا تنقید خاکہ نگاری ہو یا مکتوب نگاری ہر میدان میں خواجہ صاحب کی نثر میں جو تازگی، توانائی، برجستگی، شگفتگی، سادگی اور پرکاری ہے وہ بہت کم ادیبوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اپنی نثر میں یہ خوبصورتی اور دلکشی پیدا کرنے کے لئے انہوں نے بچپن ہی سے ایسے ادیبوں کا گہرا مطالعہ کیا تھا جو صاحب طرز تھے خواجہ صاحب نے نثر میں انفرادیت حاصل کرنے کے لئے بہت ریاض کیا تھا۔ ابتداء میں وہ اپنی تحریر کو کئی کئی بار لکھتے تھے۔ اتنی بار ترمیم وتنسیخ کرتے کہ تحریر کا پہلا مسودہ آخری مسودہ سے بالکل مختلف ہو جاتا تھا۔ جب تک وہ اپنی تحریر سے بالکل مطمئن نہ ہو جاتے۔ اسے اشاعت کے لئے نہیں بھیجتے" (صفحہ ۷۶)

نثر کا حسن، یوں تو ہم ہندوستان کے دیگر معاصر ادیبوں میں بھی پاتے ہیں لیکن خواجہ صاحب کی بات ہی کچھ اور تھی۔ خواجہ صاحب ایک عظیم محقق اور نقاد تھے۔ تحقیق میں کوئی چیز حرف آخر نہیں ہوتی۔ لیکن میر تقی میر پر آپ کا تحقیقی مقالہ ایک کارنامہ ہے۔ یہ وہی تحقیقی مقالہ ہے جس کو قاضی عبدالودود جیسے عظیم محقق نے ہدف تنقید بنایا تھا۔ قاضی عبدالودود (اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ کرے) علم وتحقیق کی دنیا میں مجذوبیت کے اسی بلند مقام پر فائز تھے کہ جب وہ کسی کو "جاہل" قرار دیتے تھے تو یوں سمجھئے کہ وہ اسے "ڈاکٹر آف فلاسفی" کی سند عنایت کرتے تھے۔ جن لوگوں نے ان کو قریب سے دیکھا اور استفادہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ قاضی صاحب، خدائے سخن میر تقی میر مفکر اسلام علامہ اقبال اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کو کن "خطابات" سے نوازتے تھے۔ اس معاملہ میں وہ ہر حدود و قیود سے آزاد تھے۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ قاضی صاحب نے تحقیق کو چوکنا اور ہوشیار کر دیا۔ تحقیق میں لاپروائی اور بے احتیاطی کا دور ختم ہو گیا۔ اردو تحقیق پر قاضی صاحب کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔

اس کتاب میں اشخاص کا اشاریہ شامل ہے لیکن کمپوزنگ میں بے احتیاطی سے اس کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے نہیں ہو سکی ہے۔ چونکہ یہ ایک مختصر اشاریہ ہے اس لئے اشخاص کے نام تلاش کرنے میں دقت نہیں ہوتی۔

ڈسٹ کور دیدہ زیب۔ کمپوزنگ بہتر اور فونٹ خوبصورت ہے۔ خلیق انجم صاحب کو کم از کم ڈسٹ کور اور پہلے صفحہ کی کتابت کسی خوش نویس خطاط یا آرٹسٹ سے کروانا چاہئے تھا۔

امید کہ یہ کتاب علمی حلقوں میں بے حد پسند کی جائے گی۔ OO

پتہ : لائبریرین وامی، پوسٹ بکس نمبر 10845، ریاض 11443، سعودی عرب

ذاکر صاحب کے خط

تبصرہ : پروفیسر ریاض الرحمٰن شروانی

کتاب	:	ذاکر صاحب کے خط جلد چہارم	مرتب	:	پروفیسر مختار الدین احمد
صفحات	:	۲۱۰	قیمت	:	۱۲۵ روپے
ناشر	:	خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۴			

نام نیک رفتگاں ضائع مکن کے موٹو کے مطابق خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ اپنے سابق لائق اور فعال ڈائرکٹر ڈاکٹر عابد رضا بیدار کے وقت سے اردو کے ممتاز اہل قلم، بالخصوص بہار سے تعلق رکھنے والے حضرات کی تحریروں کو جمع کر کے شائع کرنے کا اہتمام کرتی رہی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اس کی یہ روایت موجودہ ڈائرکٹر جناب حبیب الرحمٰن چغانی کے دور میں بھی اسی طرح قائم ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین بہار کے گورنر (۱۹۵۷ تا ۱۹۶۲) رہے اور اپنی گورنرشپ میں انہوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان میں خدا بخش لائبریری کے استحکام اور فروغ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس حیثیت اور اس کارنامے کے علاوہ بھی ذاکر صاحب کی شخصیت اور مختلف میدانوں میں ان کی خدمات اتنی وقیع ہیں کہ ان کو اور ان کے بارے میں تحریروں کی اشاعت کو خدا بخش لائبریری کے کاموں میں اولین مقام حاصل ہونا چاہئے تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔ ان پر مختلف دانشوروں اور قلم کاروں کے تاثرات دو جلدوں میں شائع کئے گئے ہیں اور

ان کے خطوط کی چار جلدیں اشاعت پذیر ہوئی ہیں۔ پہلی جلد جو سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ عکسی ایڈیشن ہے۔ تیسری اور چوتھی جلدوں کے مرتب اردو اور عربی کے نامور محقق اور مصنف پروفیسر مختار الدین احمد، وائس چانسلر مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ ہیں۔ تیسری جلد کے سارے خطوط مولانا عبد الماجد دریابادی کے نام تھے۔ زیر تبصرہ جلد میں ۲۸ حضرات کے نام خطوط شامل ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ خطوط خود مرتب کے نام ہیں۔ جس کی تعداد ۱۴ ہے اور یہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ہیں اعتبار زمانی اس جلد کے خطوط جامعہ ملیہ اسلامیہ سے راشٹرپتی بھون تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اردو کے ممتاز خطوط نگاروں کی اگر ایک فہرست تیار کی جائے تو ظاہر ہے اس میں ذاکر صاحب کا نام کسی طرح جگہ نہیں پائے گا۔ ان کے خطوط کی اہمیت یہ ہے کہ وہ ایک ایسے ذی علم، مہذب اور بااخلاق شخص کے خطوط ہیں جس نے اپنی پوری زندگی خدمت ملک و ملت میں گزار دی اور ملک کے اعلیٰ ترین مناصب حاصل کرنے کے بعد بھی اس کے انکسار، تواضع اور مروّت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ جتنے اونچے ہوتے گئے شاخِ ثمر دار کی مانند اتنے ہیں جھکتے گئے۔ ان کے یہ اوصاف ان کے پیش نظر خطوط سے بخوبی عیاں ہیں۔ انہیں جب بھارت رتن کا اعزاز حاصل ہوا یا جب وہ صدر جمہوریہ ہند منتخب ہوئے تو انہیں تہنیت کے لاتعداد پیغامات موصول ہوئے۔ انہوں نے سب کا جواب دینا اپنا فریضہ قرار دیا اور لکھا تو یہی لکھا کہ "اگرچہ اس اعزاز کے استحقاق کی وجوہ خود مجھ پر روشن نہیں پھر بھی آپ کی خوشی سے خوش ہوں" یا "آپ نے میرے انتخاب پر جو مبارک باد دی ہے اس کا دل سے شکر گزار ہوں دعاء فرمائیں کہ اس کا اہل ثابت ہوں"

پیش نظر مجموعے میں بعض خطوط خاصے طویل ہیں اور بعض محض دوسطری۔ کتابوں پر کچھ لکھنے یا کسی سے کسی معاملے میں سفارش کرنے سے ہمیشہ معذرت کی ہے لیکن اس انداز میں کہ مکتوب الیہ کی دل شکنی نہ ہو۔ خطوط بزرگوں کے نام بھی ہیں (مثلاً خان بہادر مولوی بشیر الدین اور مولانا سید سلیمان ندوی) ہم عصروں کے نام بھی (مثلاً قاضی عبد الغفار اور مولوی عبید الرحمٰن خاں شروانی) اور خوردوں کے نام بھی (جن میں پروفیسر مختار الدین احمد کے علاوہ پروفیسر نذیر احمد اور سید صباح الدین عبد الرحمٰن جیسے فضلاء شامل ہیں)

تمام مکتوب الیہم کا حفظ مراتب ہر خط میں ملحوظ نظر رکھا گیا ہے جو بڑی بات ہے۔ فاضل مرتب نے اپنے "پیش گفتار" میں ذاکر صاحب کے جملہ مطبوع خطوط کی جامع فہرست درج کی ہے اور ایسے بزرگوں کی نشان دہی کی ہے جن کے نام ذاکر صاحب کے خطوط بڑی تعداد میں لازماً موجود ہوں گے لیکن وہ ابھی شائع نہیں ہوئے ہیں۔ جن لوگوں سے انہیں ذاکر صاحب کے خطوط دست یاب ہوئے ہیں ان سب کا نام بنام شکریہ ادا کیا ہے۔ انہوں نے اپنے مزاج کے مطابق مکتوب الیہم کے حالات زندگی نہایت کاوش سے جمع کر کے شائع کیے ہیں اور اس سلسلے میں بھی جن لوگوں سے مدد ملی ہے ان کا ذکر شکریہ کے ساتھ کر دیا ہے۔ خطوط پر حواشی بھی ان کی جاں فشانی اور دیدہ وری کے غماز ہیں۔ البتہ مکتوب الیہم کے حالاتِ زندگی اور حواشی میں عدم توازن کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کے حالاتِ زندگی اتنے طویل ہیں کہ ان کے علاوہ ان کی آل اولاد کے احوال کے لئے بھی گنجائش نکالی گئی ہے اور بعض دوسرے اور زیادہ اہم لوگوں کے حالاتِ زندگی میں کافی کفایت سے کام لیا گیا ہے۔ کتاب کے صفحہ ۸۹ پر مندرج ۱۱ر اگست ۵۸ء کا خط قاضی عبد الغفار کے نام نہیں ہو سکتا کیوں کہ قاضی صاحب کا ۵۶ء میں انتقال ہو گیا تھا۔ یہ خط پروفیسر آل احمد سرور کے نام ہو سکتا ہے۔ کتاب خوب صورت چھپی ہے اور اس کی قیمت واجبی ہے۔ ☆☆

پتہ : ریٹائرڈ پروفیسر اے . ایم .یو علی گڑھ، حبیب منزل ، میرس روڈ، علی گڑھ .202002

پروفیسر سید مقبول احمد: حیات وخدمات

تبصرہ: ڈاکٹر محمد ہاشم قدوائی

کتاب	:	پروفیسر سید مقبول احمد: حیات وخدمات	مصنف	:	پروفیسر مسعود الرحمٰن خاں ندوی
صفحات	:	۱۵۲	قیمت	:	۸۰ روپے
ناشر	:	خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۸۰۰۰۰۴			

پروفیسر مقبول احمد صاحب مسلم یونیورسٹی کے ان استادوں میں تھے جو علم و فن میں امتیازی پوزیشن رکھتے تھے۔ وہ اسلامی جغرافیہ کے ماہر خصوصی تھے۔ اس موضوع پر انہوں نے ڈاکٹریٹ کیا تھا اور ان کی متعدد اعلیٰ درجے کی تصانیف ہیں۔ انہوں نے اس موضوع پر درجنوں فاضلانہ مقالات مختلف بین الاقوامی مذاکروں اور مشہور و معرف علمی مجلسوں میں پیش کیے۔ وہ انگریزی، عربی، اردو، فارسی کے عالم تھے۔ گجراتی، ہندی اور فرنچ بخوبی سمجھ لیتے تھے اور پڑھ لیتے تھے اس کے علاوہ انہیں اطالوی اور ترکی زبانوں میں بھی شدبد تھی۔

ان کا تقرر ۵۱ء میں مسلم یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں بطور لیکچرر کے ہوا۔ اسلامک اسٹڈیز کے شعبہ کے قیام کے بعد وہ اس میں ریڈر ہو گئے۔ ۶۷ء میں ویسٹ ایشین اسٹڈیز کے سنٹر کے قیام کے بعد وہ اس کے ڈائرکٹر اور پروفیسر ہوئے۔ مئی ۷۹ء میں مسلم یونیورسٹی سے ریٹائر ہوئے۔ وہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ممبر رہے۔ کشمیر یونیورسٹی میں سنٹرل ایشین اسٹڈیز کے ڈائرکٹر رہے۔ جامعہ ملیہ دہلی کے ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ سے بھی ان کا کئی برس تعلق رہا۔ ستمبر ۹۴ء سے دسمبر ۹۵ء آل البیت یونیورسٹی مغربی اردن میں جغرافیہ کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۸۴ء میں صدر جمہوریہ ہند کی طرف سے انہیں عربی میں قومی اسکالر کی سند عطا ہوئی۔ کشمیر یونیورسٹی نے انہیں اعزازی ڈاکٹریٹ اور مسلم یونیورسٹی نے انہیں ۸۶ء میں ایمیریٹس پروفیسر مقرر کیا۔ وہ متعدد علمی انجمنوں کے رکن رہے۔

وہ نرے کتابی جغرافیہ دان نہ تھے بلکہ دوسرے مسلم جغرافیہ دانوں کی طرح انہوں نے بھی اپنے مطالعے کی تصدیق کے لئے ذاتی مشاہدات کو بنیاد بنایا چنانچہ انہوں نے متعدد ملکوں کی سیاحت کی ان ملکوں میں مصر، لبنان، شام، عراق، اردن، ترکی، سعودی عرب، افغانستان، ایران، پاکستان، تاجیکستان، ازبکستان، تیونس، ملیشیا، جاپان، سوویت، یونین، اسکاٹ لینڈ، اٹلی، فرانس، ہالینڈ، بلجیم، جرمنی تھے۔

مصنف نے ان کی رہنمائی میں ریسرچ کی تھی۔ یہ کتاب لکھ کر انہوں نے اپنی شاگردی کا حق ادا کیا۔ راقم السطور کے پروفیسر صاحب سے خاصے تعلقات تھے۔ وہ ان کی کریم النفسی، شرافت طبعی، علمی ذوق سے بہت متاثر تھا۔ انہوں نے چاہا تھا کہ میرا تقرر کشمیر میں ان کے انسٹی ٹیوٹ میں ہو جائے کاش ان کا تعلق مسلم یونیورسٹی کے اس گروپ سے نہ ہوتا جو یونیورسٹی کے اسلامی کردار کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اور جس کو ڈاکٹر ذاکر حسین کی سرپرستی حاصل تھی۔ گو خود پروفیسر صاحب اس گروپ کی گھٹیا سیاست کا شکار ہوئے اور اس سے وہ حد درجہ بیزار تھے۔

کتاب میں پروفیسر صاحب کے خاندانی حالات اور ان کے قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کا ذکر ہے۔ ان کی انگریز بیوی اور تینوں بیٹوں کا ذکر ہے۔ مصنف نے ان تمام شخصیتوں پر حواشی دیئے ہیں جن کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے۔ اور پروفیسر صاحب کی تصانیف اور مقالات کی فہرست بھی دی ہے۔

پروفیسر صاحب کا انتقال مئی ۱۹۹۸ء میں ممبئی میں ہوا۔ کاش اس کتاب میں پروفیسر صاحب کی اسلامیت نمایاں ہوتی!

پتہ : ریٹائرڈ استاذ اے. ایم.یو علیگڑھ ، D-1، پریت ویہار ، دھلی 110092

اورنگ زیب کی داستانِ معاشقہ: حقیقت یا افسانہ

تبصرہ : محمود عالم

نام کتاب :	اورنگ زیب کی داستان معاشقہ : حقیقت یا افسانہ	مصنف :	اکبر رحمانی
صفحات :	۱۲۷ قیمت : ۱۰۰ روپے	سال اشاعت :	فروری ۲۰۰۰ء
ناشر :	ڈائرکٹرایجوکیشنل اکاڈمی۔اسلام پورہ، جلگاؤں، ۴۲۵۰۰۱، (مہاراشٹر)		

زیر تبصرہ کتاب کے پیش لفظ میں جناب عبدالرؤف خاں صاحب نے مصنف کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے: "جناب پروفیسر اکبر رحمانی ایک ممتاز ادیب، ماہر تعلیم اور مؤرخ ہیں۔ خصوصاً ازمنہ وسطی کی تاریخ سے انہیں خاص دلچسپی ہے۔ مختلف رسالوں اور اخبارات میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ خاندیش کے علاقے کی تاریخ پر ان کی کتاب، تاریخ خاندیش کے بکھرے اوراق، چند سال پہلے شائع ہو کر علمی حلقوں میں مقبول ہو چکی ہے۔ اسی کتاب میں اورنگ زیب کی داستانِ معاشقہ کا ایک باب تھا۔ یہی مزید تحقیق چھان بین اور اضافوں کے بعد علیحدہ کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے" (صفحہ سات)

اس کتاب کو الگ شائع کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جناب اکبر رحمانی صاحب اس غلط فہمی کو رفع کرنا چاہتے ہیں جو مراٹھی ناول نگار مسٹر ن۔ س۔ انعامدار کے ناول "شہنشاہ" کو پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مسٹر انعامدار نے اپنے ناول میں اورنگ زیب کی داستانِ معاشقہ کو اس طرح پیش کیا ہے جس سے حقائق کا چہرہ مسخ ہو کر رہ گیا ہے۔ گویا اس ناول کے ذریعہ اورنگ زیب کی کردار کشی کی گئی ہے۔

جناب اکبر رحمانی کی زیر تبصرہ کتاب کو پڑھنے سے یہ احساس ہوتا ہے کہ اصل قصور وار ہمارے وہ مؤرخین ہیں جنہوں نے اس عشقیہ داستان کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے۔ خود اکبر رحمانی صاحب نے تمام تاریخی شواہد جمع کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکالا ہے کہ زین آبادی سے اورنگ زیب کے عشق کا واقعہ ایک سچا واقعہ ہے ایک تاریخی حقیقت ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے "احکام عالمگیری" اور "مآثر الامراء" کے علاوہ مولانا آزاد، پروفیسر نجیب اشرف ندوی، سید صباح الدین عبدالرحمٰن کی عبارتوں کو بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ اکبر رحمانی صاحب کو صرف اس قدر شکایت ہے کہ اس معمولی واقعہ کو منوچی کے بیانات اور دیگر کمزور حوالوں سے مراٹھی کے ناول نگاروں اور مؤرخوں نے اس طرح بیان کیا ہے جس سے شہنشاہ اورنگ زیب کی عزت و آبر، تقوی و پرہیز گاری پر حرف آتا ہے۔ مصنف "سخنہائے گفتنی" میں لکھتے ہیں:

"راقم نے اس داستان کی کافی چھان بین اور معاصر شہادتوں، رقعات عالمگیری، انصاف پسند اور حق گو مورخین اور علمائے کرام کے بیانات نیز باغ زین آبادی اور مقبرہ زین آبادی سے متعلق سرکاری فارسی دستاویزات کی مدد سے حقیقت کا پتہ چلایا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اورنگ زیب اور زین آبادی کے عشق کا واقعہ من گھڑت اور فرضی نہیں لیکن اس کے بیان کرنے میں فارسی اور مراٹھی مورخوں اور ناول نگاروں۔ نے منوچی اور دیگر سیاحوں نے جو حاشیہ

آرائی کی ہے وہ سر اسر مبالغہ آرائی اور جھوٹ اور بے بنیاد ہے" (صفحہ دس)

جناب اکبر رحمانی نے اورنگ زیب کے وکیل صفائی کا فریضہ اس طرح انجام دیا ہے کہ شبہ کا جو فائدہ ملزم کو مل سکتا تھا اب وہ بھی نہیں مل سکتا۔ انہوں نے اورنگ زیب کے تقوی اور پرہیز گاری کے ثبوت میں ایک واقعہ بھی نقل نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس داستانِ معاشقہ کی تمام کڑیوں کو جمع کر دیا ہے۔ تمام تر شہادتیں اس سلسلہ میں جمع کر دی ہیں کہ یہ ایک سچا واقعہ ہے۔ ناول کے بارے میں تو ہر ایک جانتا ہے کہ ایک فرضی داستان ہے۔ اورنگ زیب اور زین آبادی جس وقت تنہائی میں عشق و محبت کا اظہار کر رہے تھے اس وقت وہاں مسٹر انعامدار اور مولوی ذکاءاللہ ویڈیو کیمرہ یا ٹیپ رکارڈر لیکر کھڑے نہیں تھے۔ منظر نگاری اور مکالمہ نگاری ناول نگار کے ذہن کی اپج اور تخیل کی کرشمہ سازی ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ناول نگار خواہ الہام کی بنیاد پر مکالمہ لکھنے کا دعویٰ کیوں نہ کرے اس کو بہر حال فرضی، خیالی اور فکشن ہی کہا جائیگا۔

میں نے مسٹر انعامدار کا ناول "شہنشاہ" نہیں پڑھا اس لئے اس کے بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں دے سکتا کہ ناول نگار نے ادب اور تاریخ میں کس حد تک توازن بر قرار رکھا ہے۔ لیکن مکالمہ کا وہ حصہ جو اس ناول سے اکبر رحمانی صاحب نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کی شخصیت سے متعلق انعامدار کی واقفیت سرسری اور ناقص ہے جبکہ کردار نگاری کے لئے ضروری ہے کہ ناول نگار اس کردار کے تمام پہلوؤں کا اس قدر مطالعہ کرے کہ وہ اس میں ڈوب جائے اور تھوڑی دیر کے لئے ایسا محسوس کرے گویا وہ کردار خود ہے۔ انعامدار نے اورنگ زیب کے منہ سے جس طرح کے جملے کہلوائے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس عظیم شخصیت کا گہرا مطالعہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے اورنگ زیب کو آج کل کے عیاش حکمرانوں پر قیاس کر لیا ہے۔

سائنس کی طرح تاریخ ایک ایسا موضوع ہے جس میں بغیر دستاویزی ثبوت اور مستند مآخذ کے ایک لفظ بھی قابل قبول نہیں۔ اگر کوئی مصنف اپنے جی سے کوئی بات لکھ کر کسی تاریخی شخصیت، قوم یا ملک کی طرف منسوب کر دے تو فوراً کسی نہ کسی گوشے سے اس کی تردید ہو جائے گی اور مصنف کی جہالت سب پر عیاں ہو جائے گی۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مستشرقین اور ان کے متبعین تاریخ کے حوالے سے حاشیہ آرائی کرتے رہے ہیں۔ مستشرقین بالعموم مسلمانوں سے بغض و عناد رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اس قسم کی حاشیہ آرائی کر کے مسلمانوں کے خلاف لوگوں میں نفرت پھیلانے کی کوشش کی ہے۔

یہ امر بہت افسوسناک ہے کہ آزادی کے بعد تاریخ کی نصابی کتابوں میں فرقہ پرستی کا زہر گھولا جا رہا ہے لیکن یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ انصاف پسند مصنفین تاریخ کو اس زہر سے پاک کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں اور اورنگ زیب اور مغل بادشاہوں کے سلسلہ میں غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے لئے جن حق پسند مؤرخین اور مصنفین نے نمایاں کردار ادا کیا ہے ان میں مسٹر بی این پانڈے، شیر سنگھ اور ان کی اہلیہ اور ڈاکٹر اوم پرکاش بہت نمایاں ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب میں چار ابواب ہیں جو اصل عنوان کتاب سے الگ ہیں۔ تاہم یہ تاریخ سے متعلق ہیں اس لئے انہیں بھی اس کتاب کے اخیر میں شامل کر لیا گیا ہے۔ وہ ابواب یہ ہیں۔ "شیواجی کی بیویاں" (۲) جودھا بائی اکبر کی ملکہ اور جہانگیر کی ماں نہیں تھی۔ (۳) پدمنی اور علاء الدین خلجی کا قصہ حقیقت کے آئینہ میں (۴) تاجی راؤ اور مستانی کا معاشقہ۔

بہر حال تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں اور بالخصوص داستان معاشقہ پڑھنے والوں کے لئے اس کتاب میں دلچسپ معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔ اکبر رحمانی صاحب کی محنت اور دیدہ ریزی کی داد نہ دینا بڑی ناانصافی ہو گی۔ امید ہے کہ اس کتاب کا نقش ثانی نقش اول سے بہتر ہو گا۔ ○○

پتہ : لائبریرین وامی، پوسٹ بکس ۱۰۸٤٥، ریاض ۱۱٤٤۳، سعودی عرب

پارلیمنٹ سے بازار حسن تک

تبصرہ: عارف اقبال

کتاب	:	پارلیمنٹ سے بازار حسن تک	مصنف	:	ظہیر احمد بابر
صفحات	:	۳۸۰	قیمت	:	-/۲۰۰ روپے، اشاعت : ۲۰۰۰
ناشر	:	ٹیپو برادرز، ۷، ۳، ستار پارک، راج گڑھ، لاہور (پاکستان)			

زیر نظر کتاب کا پہلا ایڈیشن جب ۲۰۰۰ء کے اوائل میں منظر عام پر آیا تو مصنف کو خدشہ لاحق ہوا کہ ان پر سیاست زدہ عوام اور بالخصوص خواص کی طرف سے عنقریب عتاب نازل ہوگا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے اس کتاب کی تین مکرر اشاعت نے یہ ثابت کر دیا کہ پاکستان کی عوام کو اپنے ملک کے سیاست دانوں کو "قریب سے" جاننے کا حد درجہ اشتیاق ہے۔

مصنف کے خیال میں پاکستانی سیاست کے ان سفید پوش کرپٹ رہنماؤں کو منظر عام پر لانا ضروری ہے، جن کی زندگیاں ہمیشہ تضادات اور مکرو فریب سے پر رہی ہیں۔ سیاست کے افق پر ان کا کردار بظاہر تعمیری کیوں نہ رہا ہو لیکن ان کی ذاتی زندگی (Private Life) "عشق و مستی" میں ڈوبی رہی ہے۔ اس کتاب میں ایوب خاں، یحییٰ خاں، گوہر ایوب، ذوالفقار علی بھٹو، نصرت بھٹو، بے نظیر بھٹو، میاں نواز شریف، ان کے بھائی شہباز شریف، عمران خاں، غلام مصطفیٰ کھر اور اپنی سوانح "فرزند پاکستان" کے مصنف اور وفاقی وزیر شیخ رشید کے عشقیہ "معرکوں" کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ شیخ رشید کی بیوی شیخ شہناز پر اپنے شوہر کے ذریعے کیے جانے والے مظالم کی داستان بھی اس میں ہے۔ کئی سیاست دانوں کی نور نظر "جنرل رانی" کے سحر انگیز حسن کی عبرت ناک کہانی بھی اس کتاب کی زینت ہے۔

پاکستان کے بازار حسن کی معروف حسیناؤں میں ملکہ ترنم نور جہاں، دلشاد بیگم، جنرل رانی اور اداکارہ ریما کا خصوصی ذکر ہے۔ کتاب میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ وہ سیاست کے کھلاڑی جہاں اپنے ملک کی حسیناؤں کے زلفوں کے اسیر ہوئے وہیں بھارت کی کئی معروف اداکاراؤں سے بھی ان کے عشق کے قصے مشہور ہوئے۔ بھارت کی اداکاراؤں میں مدھوبالا، نرگس، ہیما مالینی اور ریکھا کے ساتھ جوہی چاولہ اور ایشوریہ رائے تک کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں خود پاکستان کی دیگر متعدد حسیناؤں میں حال ہی میں انتقال کرنے والی پاپ سنگر نازیہ حسن کا بھی نام شامل ہے۔ ثمینہ دولتانہ جو مسلم لیگ کے مرکزی رہنماؤں میں اہم مقام رکھتی ہیں اور وفاقی وزیر بھی رہ چکی ہیں کی متضاد شخصیت پر بھی کھل کر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ شیخ رشید کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنی ذاتی زندگی میں انتہائی فحش گو واقع ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ عوامی مجلس میں بھی اپنی فحش گوئی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جام صادق علی اداکارہ ریما پر بری طرح فریفتہ رہے۔ اسی طرح عبدالحفیظ پیرزادہ اور ممتا بھٹو کی جنسی بے راہ روی بھی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اعظم خاں ہوتی (سابق وفاقی وزیر) ہیما مالینی، ریکھا اور جوہی چاؤلہ کے عشق میں گرفتار رہے۔ نواب صادق علی خاں عباسی (نواب بہاولپور) ۱۹۵۴ء میں لندن چلے گئے، ان کا رنگ کالا تھا مگر گوری عورتوں کو پسند کرتے تھے۔ ان کے حرم میں ۳۴۰ عورتیں تھیں۔ (بحوالہ وی ایس نیپال کی کتاب "Beyond Belief")۔ اس کتاب میں قومی مہاجر تحریک کے قائد الطاف حسین (حال مقیم لندن) کو انتہائی عیاش، جابر اور ظالم انسان ثابت کیا گیا ہے۔ اسی طرح ولی خاں کو دین سے منحرف انسان بتایا گیا ہے۔

۳۸۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مطالعہ سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ایوب خاں کے دور سے شاید کوئی بھی سیاست داں نہیں بچا ہے جو جنسی اسکنڈل میں ملوث نہ رہا ہو۔ البتہ کتاب میں جنرل ضیاء الحق (مرحوم) کے بارے میں کوئی منفی بات نہیں لکھی گئی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستانی سیاست دانوں کا طرز عمل جہاں مقام عبرت ہے وہیں پاکستان کے موجودہ سیاسی انتشار اور کرپشن پر اس کتاب میں کسی خاص نقطے کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔ کتاب کے مصنف ایک کہنہ مشق صحافی بھی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ پاکستانی سیاست سے وابستہ ان شخصیات کی ذاتی زندگی کے تاریک اور شرمناک پہلوؤں کو اجاگر کرنا اب ناگزیر ہو گیا تھا تاکہ عوام خود فیصلہ کرے کہ ملک خداداد میں اس پر کس طرح کے سیاست داں اور اس کے حواری مسلط رہے اور اب ان حقائق کے بعد کیا رویہ اختیار کیا جانا چاہئے۔ ○○

وفیات مشاہیر بہار

تبصرہ: ڈاکٹر محفوظ الحسن

نام کتاب	:	وفیات مشاہیر بہار (۱۹۴۷ء سے ۱۹۹۹ء تک کا اشاریہ)				
مصنف	:	ڈاکٹر سید شاہد اقبال	صفحات	:۱۱۲	قیمت	: -/۱۰۰ روپے
تقسیم کار	:	ایلائیڈ پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۱/۴۳۹/۳، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی۔110002				

وفیات نگاری کو ادب کے زمرے میں رکھا جاسکتا ہے یا نہیں اس بحث سے قطع نظر یہ بات بڑے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ وفیات نگاری سے تحقیقی ادب میں مدد لی جاتی ہے اور لی جاتی رہے گی۔ اگر اس نقطے کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو ڈاکٹر سید شاہد اقبال کی یہ کتاب جسے انہوں نے بڑی عرق ریزی سے مرتب کیا ہے ایک خاص اہمیت کی حامل ہے اور اس کی نوعیت سنگ میل کی ہے کہ انہوں نے بہار کی ۳۳۰ شہرۂ آفاق شخصیوں کی تاریخ پیدائش و وفات کو یکجا کر دیا ہے۔

مذکورہ کتاب کے نام سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں صرف تاریخ وفات درج ہوگی لیکن کتاب کے مطالعے کے بعد اس کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں تاریخ پیدائش، تاریخ وفات، مدفن کے ساتھ ساتھ ہر شخص کی شخصیت کو چند جملوں میں سمیٹنے کی کوشش کامیابی سے ہمکنار ہوتی نظر آتی ہے۔ ممکن ہے اس کے اندراجات پر کسی صاحب فہم کو اعتراض ہو لیکن شاہد اقبال کے پاس اس اعتراض کا مثبت و مسکت جواب بھی ہے۔

بہار کے بطل جلیل اور برصغیر ہند و پاک کے مقتدر دانشور اور محقق پروفیسر مختار الدین احمد کے تعارف نے اس کی اہمیت اور افادیت میں چار چاند لگا دیا ہے۔ یہ وفیات نگاری پر خصوصی، پُر مغز اور مفصل مقالہ ہے جس سے تشنگانِ علم و ادب کی سیرابی ہوتی ہے۔

وفیات سے دلچسپی رکھنے والوں، حقیقی کام کرنے والوں اور جامعات کے شعبوں کے لیے یہ ایک انمول تحفہ ہے۔ ڈاکٹر سید شاہد اقبال کی یہ محنت رنگ دکھائے گی اور کتاب کو قبولیت عام حاصل ہوگی۔ ○○

پتہ: معرفت ہفتہ وار ہماری زبان، اردو گھر، 212 راؤز ایوینو، نئی دہلی 110002

مومن کانفرنس کی دستاویزی تاریخ

تبصرہ: سہیل انجم

نام کتاب :	مومن کانفرنس کی دستاویزی تاریخ مرتب : اشفاق حسین انصاری (سابق ممبر پارلیمنٹ)
معاون مرتب:	معین اختر انصاری صفحات: ۵۴۰ قیمت: -/۴۵۰
ناشر :	مومن میڈیا پیکٹ D-657 دلشاد گارڈن، دہلی 110095

اگر یہ سوال کیا جائے کہ جنگ آزادی میں کن کن مسلم تنظیموں اور جماعتوں نے حصہ لیا تو ایسے بہت کم لوگ ملیں گے جو دیگر مسلم جماعتوں کے ساتھ مومن انصار کا بھی نام لیں۔ کیوں کہ اس کے بارے میں لوگوں کو زیادہ علم نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی دستاویزی چیز ہمارے سامنے موجود نہیں ہے۔ البتہ یہ جماعت آج کئی گروپوں میں تقسیم ہے اور لوگ اس سے سیاسی فائدہ اٹھانے کے لیے اس کا استعمال کرتے آئے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ابھی تک اس سلسلے میں کوئی دستاویزی مواد موجود نہیں تھا لیکن اب اشفاق حسین انصاری اور معین اختر انصاری نے یہ ناگزیر کام بلکہ کارنامہ انجام دے دیا ہے۔ اشفاق حسین نے اس دستاویزی کتاب کے آغاز میں "حرف اول" کے عنوان سے ایک مضمون قلمبند کیا ہے جس کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے برسوں کی جاں فشانی اور کلکتہ، پٹنہ، رانچی، لکھنؤ، الہ آباد، ممبئی، بھیونڈی، حیدر آباد اور دیگر شہروں اور مومن تحریک کے مراکز کا دورہ کر کے دستاویزی مواد اکٹھا کیا۔ اس میں انہیں ایک دہائی سے بھی زیادہ کا عرصہ صرف کرنا پڑا اس کی وجہ غالباً یہ رہی کہ مومن کانفرنس اور مومن تحریک کے بارے میں دستاویزی مواد ایک جگہ موجود نہیں ہے۔ اس لیے انہیں مواد کی فراہمی میں بہت ہی صبر آزما حالات اور تکلیف دہ صورتحال سے گزرنا پڑا اور بالآخر انہوں نے مومن کانفرنس کی دستاویزی تاریخ مرتب کر دی۔

مومن کانفرنس صنعت و حرفت سے تعلق رکھنے والوں کی ایسی جماعت رہی ہے جس نے جنگ آزادی میں حصہ لیا اور مسلم معاشرے میں اصلاح کا بھی کام کیا۔ لیکن بعد میں اس جماعت میں صرف انصاری اور بنکر برادری کے لوگ ہی رہ گئے اور ایثار پیشہ اور مخلص کارکنوں کا توڑا ہو گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ جماعت زوال کے گہرے گڈھے میں گر گئی ہے۔ بہر حال اس کتاب کے مرتبین حضرات نے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ اس میں کلکتہ میں ہونے والے ۱۹۲۸ کے اجلاس اول سے لے کر ۱۹۳۷ میں اجلاس ششم کانپور اور پھر اجلاس ہفتم، نہم اور دہلی اجلاس ۶۷ء اور ۸۵ تک کا احاطہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ مومن تحریک کا آغاز، مومن تحریک کا اہم مورد، آل انڈیا مومن کانفرنس کی اجمالی تاریخ اور مومن تحریک کے اخبارات و رسائل کے عنوان سے بھی مضامین شامل کتاب کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کو مستند بنانے کی غرض سے مختلف اجلاس میں پڑھے گئے خطبات کو نہ صرف جوں کا توں پیش کر دیا گیا ہے بلکہ خطاب کے سرورق کو بھی من و عن شائع کر دیا گیا ہے۔ ایک اور اہم کارنامہ یہ ہے کہ بیشتر اجلاس میں خطبہ صدارت پیش کرنے والوں کی تصاویر بھی کتاب کے آخری ٹائٹل پر شائع کی گئی ہیں۔ ان تصاویر کا حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ کتاب کی ورق گردانی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی کتابت اور کمپوزنگ کا کام انتہائی عجلت میں کیا گیا ہے اس لیے پروف ریڈنگ کی اغلاط

ہیں۔ پھر بھی مجموعی طور پر یہ زبردست کارنامہ ہے اور اس کے لیے اشفاق حسین انصاری اور معین اختر انصاری دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ○○

پتہ: 426 ذاکر نگر (ویسٹ) جامعہ نگر، نئی دھلی 110025 فون: 6934804

نفسی تجربے اور ادبی تخلیق

تبصرہ: ڈاکٹر مشتاق احمد

نام کتاب :	نفسی تجربے اور ادبی تخلیق مصنف : ارشد مسعود ہاشمی
صفحات :	۱۲۷ قیمت : -/۱۲۵ روپے سن اشاعت: ۲۰۰۰ء
ملنے کا پتہ :	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

شعر و ادب کی ہمہ گیریت اور ہمہ گیر ادب کی تخلیق و تفہیم کے عمل کا مسئلہ مدت دراز سے غور و فکر کا موضوع رہا ہے۔ اس ضمن میں ارشد مسعود ہاشمی کی تصنیف "نفسی تجربے اور ادبی تخلیق" بایں لحاظ ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے کہ اس میں ان عوامل کو ایک بالکل۔ نئے زاویے سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ارشد مسعود ہاشمی اردو اور انگریزی کے علاوہ چینی زبان و ادب سے بھی گہرا شغف رکھتے ہیں۔ چینی ادب کے متعلق ان کی چار تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں۔ اس خالص تنقیدی تصنیف میں فلسفہ، تصوف، جمالیات، طبعیات، حیاتیات اور نفسیات کی موجودگی نے اسے گرانقدر بنا دیا ہے۔

ادب کی ہمہ گیریت سے بحث کرتے ہوئے مصنف نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ بنیادی محرک جو ادب کو آفاقی قدروں سے روشناس کراتا ہے، اس کی تفہیم نفسی تجربے (Psychic Experience) کی سطح پر کی جاسکتی ہے۔ اس مقام پر انسان کا وجود بذات خود کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ وہ ایک نسل کا ترجمان بن جاتا ہے۔ جس کی کڑیاں پہلے انسان کی تخلیق سے جا ملتی ہیں۔ انہوں نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے ایک کلیہ دو نظریہ تطابق اعلیٰ (Grand Interaction Theory) پیش کرتے ہوئے اعلیٰ ادب کی مشترک قدروں کی نشاندہی کی ہے۔

باب اول میں نفسی تجربہ کے مختلف پہلوؤں پر فلسفیانہ بحث کے دوران سائنس، فلسفہ، تصوف اور ادب کو اپنے دائروں میں سمیٹ کر اس طرح مدلل طریقے سے بیان کیا گیا ہے کہ معلومات کے نئے آفاق سے آشنائی ہونے لگتی ہے۔ یہ باب اس کتاب میں ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

باب دوم "اساطیر اور ادبی تخلیق" میں نفسی تجربے، آرکی ٹائپ اور اسطور کو ادب کی تخلیق کے تین بنیادی محرکات کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ ان کی وجہ سے فنکار کا ذہن حافظہ اعظم کا حصہ بن جاتا ہے۔ اس باب میں مصنف نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ تمام ہمہ گیر اور آفاقی ادب میں آرکی ٹائپ یا اسطور کے بعض عناصر موجود ہوتے ہیں۔ ادب کی تخلیق اور اس کے معنی کی تفہیم سے متعلق یہ حصہ بھی موضوع کی پیشکش کے لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ ان مختلف النوع عوامل سے بحث کرنے کے بعد مصنف یہ نتیجہ پیش کرتا ہے کہ:

"شاعری کی تخلیق کا کائناتی آہنگ تو خیر معدوم ہی ہو چکا ہے اس کی تفہیم کے زاویے بھی اتنے

سکڑ گئے ہیں کہ اکتاہٹ مقدر بنتی جا رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ میرے نزدیک یہی ہے کہ
نفسی تجربوں کی ہماری دنیا کہیں گم سی ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم ان کی میکیکیت کے مقیاس
سے بے بہرہ ہو چکے ہیں اور اپنے اسطوری معنوی کے ریڈور کو کھو چکے ہیں۔" (ص: ۸۲)

تیسرا باب "ادبی تخلیق کا عمل" متذکرہ دو ابواب کے نتائج کی روشنی میں تخلیق کے عمل کی مربوط مستحکم اور مستند صورتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ تخلیق کے عمل کو اس باب میں مختلف تصویروں کی مدد سے بھی پیش کیا گیا ہے۔ جمالیات اور فلسفہ کی آمیزش نے اس خالص نفسیاتی موضوع کو بھی دلکش بنا دیا ہے۔ اس باب میں یہ کلیہ کلیدی حیثیت رکھتا ہے کہ تخلیق سے مکمل آشنائی کے لیے قاری یا ناقد کو فنکار کی ذہنی سطح سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ جس کی وجہ سے ہم نہ صرف فن پارہ کے جمال سے بلکہ اس کی ان ممکنات سے بھی آگاہ ہو سکتے ہیں جو خود فنکار کے تحت الشعور میں نہ تھیں۔ اس مقام کو حاصل کر لینے کے بعد تنقید بذات خود ایک تخلیق کی حیثیت حاصل کر لیتی ہے۔ ناقد کا ذہن فنکار کے ذہن کے ساتھ ساتھ محو پرواز رہتا ہے۔ چوتھے باب "تنقید بطور تخلیق" میں تنقید کی اس تخلیقیت سے بحث کی گئی ہے۔

مختصر یہ کہ زیر نظر کتاب اردو ادب کے عالمانہ تنقیدی مباحث میں ایک خوشگوار اضافہ ہی نہیں بلکہ ایک نئے صحت مند تنقیدی رجحان کی پیش بندی بھی ہے۔ جس کا ہر صفحہ مروجہ اردو تنقید کے برخلاف اپنی ایک علیحدہ شناخت رکھتا ہے جس میں یقیناً تنقیدی نظریات کے عالمی سرمائے کا ایک حصہ بننے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔ مصنف کی زبان کے کلاسیکی رچاؤ نے اسے خود ایک بہترین تخلیق بنا دیا ہے۔ یہ کتاب مصنف کی وسیع النظری اور ان کے منفرد تنقیدی شعور کی ترجمانی کرتی ہے۔ ○○

پتہ: شعبہ اردو، ملّت کالج دربھنگہ، رہائش: محلہ رحم گنج، پوسٹ لال باغ، دربھنگہ (بہار) 846004

میر تقی میرؔ عالمی سیمینار

تبصرہ: محمود عالم

نام کتاب : میر تقی میرؔ عالمی سیمینار	مرتب : اطہر رضوی
صفحات: ۲۷۱ قیمت : ۳۰۰ روپے (۱۰ ڈالر)	اشاعت : مارچ ۲۰۰۰ء
ناشر : شاہد پبلی کیشنز ۲۲۵۳، ریشم والی گلی، کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲	

فاضل مرتب جناب اطہر رضوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ متعدد کتابوں کے مؤلف ہیں، غالب اکیڈمی کینڈا کے صدر کی حیثیت سے کینڈا اردو کی جو خدمت انجام دیتے ہیں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ اب تک چھ ۶ بین الاقوامی مشاعرے اور پانچ بین الاقوامی سیمینار کروا چکے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میر تقی میر پر منعقدہ عالمی سیمینار میں پیش کئے جائے والے مقالات کا مجموعہ ہے۔ یہ سیمینار ۱۹ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو ٹورانٹو کینڈا میں منعقد کیا گیا تھا۔ اس سیمینار میں دہلی سے ڈاکٹر تنویر احمد علوی، شکاگو سے ڈاکٹر چودھری نعیم، کراچی سے پروفیسر منظر ایوبی، بھوپال سے پروفیسر آفاق احمد، دہلی سے ڈاکٹر ظل ہما اور ڈاکٹر شاہد حسین نے شرکت کی۔ شہر ٹورانٹو کی نمائندگی ڈاکٹر خالد سہیل نے کی اور سبھوں نے میر تقی میر پر اپنے تحقیقی مقالے پیش کئے۔

جناب شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر فرمان فتحپوری اور اکرام بریلوی نے اپنے غیر مطبوعہ مقالات بھجوائے۔ ان

سب حضرات کے تحقیقی مقالے اس کتاب میں شامل ہیں۔ اخیر میں تبرک کے طور پر ناصر کاظمی مرحوم کا معرکۃ الآراء مضمون "میر ہمارے عہد میں" شامل کیا گیا ہے۔ کتاب کے اخیر میں تسلیم الٰہی زلفی کے چند اشعار "نذر میر" کے عنوان سے ہیں اس کے بعد میرؔ کی چند غزلیں ہیں۔

کتاب کی ابتداء میں وزیر اعظم کنیڈا، وزیر اعظم پاکستان، ڈاکٹر فرمان فتحپوری، ڈاکٹر گیان چند جین، ڈاکٹر معین الرحمٰن، ڈاکٹر وزیر آغا اور پروفیسر سید عباس حیدر رضوری کے پیغامات اور خطوط ہیں۔

پروفیسر سید عباس حیدر رضوری اپنے پیغام میں لکھتے ہیں :

"میر تقی میر کی استادی کا جس طرح مرزا غالب نے اعتراف کیا ہے اور ان کے کمال شاعری کی داد دی ہے اس کے پیش نظر غالب شناسوں اور غالب دوستوں سے بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ممدوح کے ممدوح یعنی میر کے عالمی تعارف پر توجہ فرمائیں گے"

میر کا کلام بنیادی طور پر عشق کے عالمگیر جذبہ اور تہذیب عاشقی کے قدروں کا حامل ہے ساتھ ہی اس میں زندگی اور زمانے کی صداقتوں کا تذکرہ بھی کم نہیں۔ ان کا منتخب کلام مشاہدہ کی وسعت سے زیادہ تجربہ واحساس کے آبگینوں پر مشتمل ہے۔ ان کے اسلوب اور زبان کی کامیاب پیروی پر شعرا آج بھی فخر اور سخن فہم حضرت تعریف و تحسین کرتے ہیں۔ ایسے باکمال شاعر کے فن کا اعتراف اور اس کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کسی بھی زبان اور قوم کے ادب نواز فخر محسوس کریں گے۔

جناب اطہر رضوی نے ہر مقالہ کی ابتدا میں مقالہ نگار کی شخصیت کا جامع تعارف لکھا ہے۔ اس تعارف کی وجہ سے یہ مجموعہ دستاویزی حیثیت کا حامل ہو گیا ہے۔

سب سے دلچسپ مقالہ ڈاکٹر خالد سہیل کا ہے "میر تقی میر: فن اور پاگل پن" کے عنوان سے اس مقالہ میں فاضل مقالہ نگار نے جو پیشہ کے اعتبار سے ماہر نفسیات اور معالج ہیں میر کو ڈپریشن کا مریض بتایا ہے۔ ڈاکٹر خالد سہیل لکھتے ہیں:

"میر کی زندگی ہم پر واضح کرتی ہے کہ جہاں انہوں نے فن کی عظمتوں کو چھوا وہیں وہ غم واندوہ کی گہرائیوں میں اترے۔ جہاں انہوں نے شاعری کی بلندیوں کو ہاتھ لگایا وہیں انہوں نے پاگل پن کے کرب کو بھی برداشت کیا اور پھر اس کرب کا تخلیقی اظہار کیا" (صفحہ ۵۳)

ڈاکٹر نعیم چودھری (مصنف مقالہ میرؔ کا دورۂ جنوں) کو میرؔ مالیخولیا کے مریض نظر آتے ہیں۔ بھلا ہو ڈاکٹر فرمان فتحپوری کا جنہوں نے اپنے مقالہ "میر کی شاعری" میں حقائق تک پہنچنے کی سعی مشکور کی ہے ڈاکٹر فرمان فتحپوری لکھتے ہیں:

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب میر کو زندگی بھر آفات و آلام کا سامنا رہا تو پھر ان میں وہ اعتدال و توازن کیونکر پیدا ہو گیا جو انہیں ایک شاعر بنانے میں مددگار ثابت ہوا؟ اسکا جواب میرؔ کی ابتدائی زندگی اور تربیت و حالات سے مسلسل نبرد آزمائی کی روشنی میں بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ میرؔ نے تصوف کے جس ماحول میں تربیت پائی تھی اور اس میں ان کے والد اور چچا نے جس قسم کا درس انہیں دیا تھا، اس میں انسان دوستی، احترام آدمیت اور رضائے الٰہی کو اساس کی حیثیت حاصل تھی۔ انہیں پہلے ہی یہ بتا دیا گیا تھا کہ -- بیٹا عشق اختیار کرو کہ عشق ہی اس کارخانے پر مسلط ہے۔ اگر عشق نہ ہوتا تو یہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ بے عشق زندگی وبال ہے اور عشق ہی بناتا ہے۔ عالم میں جو کچھ ہے عشق کا ظہور ہے... اور مقام عشق مشتاقیت وحبیت سے بلند و برتر ہے۔ -(ذکر میر) چنانچہ میر کے ذہن میں یہ بات اوائل عمر ہی سی راسخ ہو چکی تھی کہ نہ تو بندہ اپنے اللہ سے کبھی غافل ہو سکتا ہے اور نہ بے نیاز... نتیجتاً میر تقی میرؔ شروع سے آخر تک اپنی

زندگی اور شاعری دونوں میں غم ناکی و غم پرستی کے مبلغ ہونے کے بجائے محبت کے پیامبر و داعی تھے چنانچہ ان کی شاعری کی ظاہر سطح المیہ و حزنیہ سہی، حقیقت میں عاشقانہ و نشاطیہ ہے"(۱۸۴)

اس کتاب میں شامل سب سے اہم مقالہ شمس الرحمٰن فاروقی کا ہے۔ اپنے تحقیقی اور عالمانہ مقالہ میں فاروقی صاحب نے اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے کہ کیا شاعری واقعتاً شاعر کی شخصیت کا اظہار کرتی ہے۔ انہوں نے عندلیب شاداں کے اس خیال کی تردید کی ہے کہ اچھے شاعر اپنی غزل میں وہی کچھ بیان کرتے ہیں جو ان کے ذاتی تجربے میں داخل ہو اور غزل کہنے کا حق اس کو ہے جو اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے، آپ بیتیکہتا ہے۔ فاروقی صاحب نے بابائے اردو مولوی عبدالحق اور مجنوں گورکھپوری کے افکار و خیالات کا جائزہ لیا ہے۔ مولوی صاحب کے مطابق میر کی زندگی ان کی شاعری کو منعکس کرتی ہے اور مجنوں صاحب کے مطابق میر کی شاعری ان کی زندگی کو منعکس کرتی ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کا یہ بڑا احسان ہے انہوں نے تنقید کے قدیم و جدید اصولوں کو مفصل بیان کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ میر کے بڑے شاعر ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ ہر طرح کے مضمون کو اپنی شاعرانہ گرفت میں لے آتے ہیں۔ کوئی چیز نہ اتنی چھوٹی ہے اور نہ اتنی بڑی کہ میر اس کے ساتھ معاملہ نہ کرسکیں۔ اور یہاں پہنچ کر قرآن پاک کی وہ آیتیں بے ساختہ یاد آتی ہیں جن میں شعراء کی روش پر تنقید کی گئی ہے کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور وہ بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ شمس الرحمٰن فاروقی کے اس تنقیدی مقالہ نے اس حقیقت کو واشگاف کردیا کہ جو لوگ میرؔ کے اشعار کی روشنی میں اس شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کررہے ہیں وہ گمراہ ہوسکتے ہیں کیونکہ میرؔ نے جہاں اعلیٰ اور ارفع جذبات و احساسات کی ترجمانی کی ہے وہیں گھٹیا اور سفلی واردات بھی بیان کئے ہیں۔ اگر ان کے اشعار کو آپ بیتی پر مبنی قرار دیا جائے تو اس سے جو تصویر بنے گی وہ انتہائی متضاد ہوگی۔ ہاں اگر اشعار کو مضمون آفرینی پر مبنی کہیں تو کوئی مشکل نہیں پڑتی۔ شاعروں کا کام ہی ہے کہ نت نئے مضمون باندھیں اور اس طرح اپنی قادر الکلامی کے ثبوت دیتے ہوئے غزل میں تنوع اور دلکش پیدا کریں۔ فاروقی صاحب نے میرؔ اور مصحفی دونوں کے اشعار پیش کرتے ہوئے اس حقیقت کو دہرایا ہے کہ شعرا ہر وادی میں بھٹکتے ہیں۔

اس کتاب میں ڈاکٹر شاہد حسین کا مقالہ "میر کا لب ولہجہ" پروفیسر آفاق احمد کا مقالہ میر تقی میرؔ: اپنے زمانے کی سب سے معتبر آواز، محترمہ ڈاکٹر ظل ہما کا مقالہ "میر کی مثنویوں کا تہذیبی مطالعہ" پروفیسر منظر ایوبی کا مقالہ "میر کی غزلوں میں نئے موضوعات کی تلاش" ڈاکٹر تنویر احمد علوی کا مقالہ میر کی تاریخی حسیت اور جناب اکرام بریلوی کا مقالہ "میر تقی میرؔ آئینہ ایام میں" شامل ہیں۔

پروفیسر خواجہ احمد فاروقی کے تحقیقی مقالہ، نقوش کے میر تقی میر نمبر اور آل انڈیا میر اکیڈمی لکھنو کی شائع کردہ دستاویزی کتاب کے بعد میر تقی میرؔ عالمی سیمینار کے یہ مقالات میرؔ شناسی میں ایک قیمتی اضافہ ہیں۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جس گہرائی اور گیرائی کے ساتھ میرؔ کی شاعری کا مطالعہ اور جائزہ لیا جانا چاہئے تھا اب تک اس کا حق ادا نہیں ہوسکا ہے۔ میرؔ کے کلام کی صحیح ترجمانی اور اس کی تعبیر و تشریح تو ایک سچا عاشق ہی کرسکتا ہے، جس نے واقعی اردو زبان اور اردو شاعری سے عشق کی حد تک تعلق قائم کرلیا ہو۔

نہیں رہتے عاقل علاقے بغیر
کہیں میرؔ دل کو دوانے لگا

پتہ: لائبریرین، وامی، پوسٹ بکس **10845**، ریاض **11443**، سعودی عرب

قصہ مہر افروز و دلبر

تبصرہ: پروفیسر ریاض الرحمٰن شروانی

کتاب :	قصہ مہر افروز و دلبر : تنقیدی و تہذیبی تجزیہ	مصنف	ڈاکٹر شاہد حسین
صفحات :	۲۴۴	قیمت :	۲۵۰ روپئے
تقسیم کار :	شاہد پبلی کیشنز، ۲۲۵۳ گلی ریشم والی، کوچہ چیلان، دریا گنج، دہلی ۲		

اردو میں قصہ و داستان کی روایت بہت قدیم ہے اور اس کے مطالعے اور تجزیے کی طرف رجحان پچھلے چند برسوں میں کافی بڑھا ہے جو ایک اچھی علامت ہے کیوں کہ یہ قصے اور داستانیں ہمارے عہد گزشتہ کے تہذیب و تمدن کی دستاویز ہونے کے ساتھ ساتھ لسانی ارتقاء پر بھی بہت اچھی روشنی ڈالتی ہیں۔ قصہ مہر افروز دلبر کا شمار اردو کے قدیم ترین قصوں میں ہوتا ہے لیکن اس کے زمانہ تصنیف، مصنف اور مقام تصنیف کے بارے میں حتمی فیصلہ آج تک نہیں ہوسکا ہے۔ اس کا متن سب سے پہلے اردو کے مشہور دانشور اور محقق ماہر لسانیات پروفیسر مسعود حسین خاں نے اس مخطوطے کی مدد سے جو انہیں آغا حیدر حسن کے کتب خانے سے ملا تھا ۱۹۶۶ء میں شائع کیا تھا۔ یہ مخطوطہ اس سے پہلے کہاں کہاں رہا تھا اور آغا حیدر حسن تک کیسے پہنچا تھا اس کا مختصر حال ڈاکٹر شاہد حسین نے "قصے کا قصہ" کے زیر عنوان تحریر کردیا ہے۔

پیش نظر تصنیف ڈاکٹر شاہد حسین کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو پروفیسر شارب ردولوی کے پیش داستاں اور خود فاضل مصنف کے "قصے کا قصہ" اور "نقش اول" کے علاوہ چھ ابواب میں تقسیم ہے۔ ان ابواب میں مصنف نے قصوں میں تہذیب کی عکاسی، قصہ مہر افروز و دلبر کا تاریخی ماحول اور تہذیبی فضا، اس کی زبان اور تمدنی رشتے جیسے موضوعات کا دیدہ وری سے جائزہ لیا ہے نیز قصہ مہر افروز دلبر کا اس عہد کے دوسرے قصوں سے سرسری تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔

اس سے پہلے بقول پروفیسر شارب ردولوی، پروفیسر مسعود حسین خاں کے علاوہ پروفیسرہ خواجہ احمد فاروقی، پروفیسر گیان چند جین، ڈاکٹر پرکاش چندر مونس، پروفیسر نثار احمد فاروقی اور ڈاکٹر جمیل جالبی جیسے مستند اہل قلم اور محقق اس قصے کی طرف توجہ مبذول کرچکے ہیں اور داد تحقیق دے چکے ہیں لیکن وہ سب ان گتھیوں کو سلجھانے سے قاصر رہے ہیں جن کی طرف اوپر اشارہ کیا جاچکا ہے اس صورت میں ڈاکٹر شاہد حسین کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں تھا کہ "انہیں محققین کی آراء کے پیش نظر فیصلہ کرنے کی کوشش" کرتے اور باقی کام اس راہ کے آئندہ راہ نوردوں کے لئے چھوڑ دیتے۔ ہمارے نزدیک شاہد صاحب کی ایک دشواری یہ بھی ہے کہ ان کا دار و مدار مطبوع مواد پر رہا اور مخطوطے کی زیارت سے وہ محروم رہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا تحقیقی کام جس کی بنیاد کسی مخطوطے پر ہو خود مخطوطے سے استفادہ کئے بغیر کیسے مکمل ہوسکتا ہے۔ انہیں پروفیسر مسعود حسین خاں کے مرتب کردہ متن ہی پر انحصار کرنا پڑا۔ تاہم جہاں تک قصہ مہر افروز و دلبر کے زمانہ تصنیف کا تعلق ہے زیادہ قوی قیاس مغلیہ عہد میں شاہ عالم ثانی کے دور سے قریب تر محسوس ہوتا ہے، قصے کا مصنف عیسوی خاں نامی شخص قرار پاتا ہے چاہے اس کے حالات تک رسائی نہ ہوئی ہو اور مقام تصنیف سے متعلق ڈاکٹر شاہد حسین کی ترجیح گوالیار یا اس سے ملحق کسی علاقے کے لئے محسوس ہوتی ہے۔

فاضلِ مصنف نے کتاب کے شروع میں "تعارف نامہ" کے تحت اپنی آٹھ پشتوں (بشمول صاحب زادی و

صاحبزادگان) کا جو شجرہ مہیا فرمایا ہے نیز بھائی بہنوں کے اسمائے گرامی درج کئے ہیں اگر ہمارے جملہ مصنفین اس روایت کی پیروی کو اپنا شعار بنالیں تو آئندہ دور کے محققین کی بعض دشواریاں دور ہو جائیں۔ کتاب اچھی چھپی ہے، پھر بھی قیمت کسی قدر زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ OO

پتہ: ریٹائرڈ پروفیسر اے. ایم. یو، علی گڑھ، حبیب منزل، میرس روڈ، علی گڑھ. 202002

نامعقولتیں

تبصرہ: سالک دھامپوری

کتاب	:	نامعقولتیں (مزاحیہ مضامین)	مصنف	:	اقبال انصاری
اشاعت	:	۱۹۹۰ء	صفحات	:	۱۳۰روپے
ناشر	:	محمد شیراز، ایف ۱۷۶، پانڈو نگر، دہلی ۹۲			

زیر نظر کتاب جناب اقبال انصاری کے ۲۱ مزاحیہ مضامین کا ایک مجموعہ ہے۔ اقبال انصاری ادبی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کی کہانیاں اور مضامین ملک کے بیشتر اخبار و رسائل میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ موصوف کو اپنی بات کہنے اور اس میں مزاح پیدا کرنے کا فن بخوبی آتا ہے۔ اس کتاب میں موصوف کی ۳ سالوں کے دوران لکھے گئے مضامین شامل ہیں جو وقتاً فوقتاً رسائل میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔

اس کتاب میں شامل مضامین گو بہت زیادہ مزاحیہ مضامین کے زمرے میں نہیں آتے لیکن اقبال انصاری نے ان میں مزاح پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے ایسا محسوس بھی ہوا کہ بعض جگہ زبردستی مزاح پیدا کرنے کی کوشش کی گئی جس سے وہاں بات عجیب سی ہو گئی نہ تو مزاح کا رنگ ہی نمایاں ہو سکا نہ وہ سنجیدگی و متانت ہی نظر آئی۔

ان مضامین میں اقبال انصاری نے اپنے ارد گرد کے ماحول اور سماج کو ہی موضوع بنایا ہے۔ لوگ کیسا محسوس کرتے ہیں، کس طرح سوچتے ہیں، کس طرح ملتے ہیں اور ایک دوسرے کے تئیں ان کے دلوں میں کس قسم کے جذبات ہوتے ہیں؟ یہ ساری چیزیں ان مضامین میں مختلف انداز سے موجود ہیں۔ ان مضامین میں ادبی مباحث بھی ہیں اور شعر و شاعری سے متعلق گفتگو بھی۔ ایک مضمون "اور ہم نے میدان مار لیا" کا یہ اقتباس دیکھئے:

بہر حال رزمی صاحب سے ہماری عصرانہ ملاقاتیں جاری رہیں ایک دن انہوں نے آتے ہی کہا "ایک شعر سنو" ہم نے پوچھا آپ کا ہے؟ بولے نہیں ماہر لکھنوی کا ہے۔ ہم دل ہی دل میں خوش ہوئے کہ چلو شاید شعر ہماری سمجھ میں آجائے ہم نے کہا ارشاد.. رزمی صاحب نے شعر پڑھا:

اے حسن مجسم تری تصویر بنا کر
دانستہ مصور نے قلم توڑ دیا ہے

اس اقتباس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس میں کس قسم کا مزاح موجود ہے۔

بعض مضامین میں اقبال انصاری نے طنز کا بھی اچھا خاصہ مظاہر کیا ہے۔ "ایک سچا واقعہ" میں نام و نہاد تعلیم یافتہ حضرات جو کسی نہ کسی طرح اونچے عہدہ پر فائز ہیں ان کی علمی قابلیت کی عکاسی اس طرح کی ہے:

نوکری کے لئے انٹرویو کس طرح لیا گیا۔

سوال : آپ کا نام؟ عرض کیا : اقبال انصاری
سوال : آپ کی کالی پھی کیسن؟ عرض کیا : ایم۔اے بی ایڈ
سوال : اس پوسٹ کے لئے ہم نے جو ایڈورٹائج 'اکھبار' میں دیا تھا وہ آپ نے 'گور' سے پڑھا تھا؟
عرض کیا : جی ہاں۔
سوال : اس میں ہم نے ساپھ لکھا تھا کہ اس پوشٹ کے لئے ہمیں ایک ٹرینڈ گریجیٹ کی جرورت ہے آپ نہ تو ٹرینڈ ہیں نہ گریجویٹ۔ پھر آپ نے اپلائی کیوں کیا؟

اس مضمون میں واقعی اقبال انصاری صاحب نے ان لوگوں کی تصویر کشی کی ہے جو اردو کی تصویر... بیچتے ہیں۔ اور اس کا عملی نمونہ دوردرشن اور ریڈیو پر خبریں سنانے والے اناؤنسر کی زبان سے سنا جا سکتا ہے۔

مجموعی اعتبار سے اقبال انصاری کا یہ مجموعہ مضامین ہلکے پھلکے مزاح سے لطف اندوز ہونے والوں کے لئے ایک بہترین غذا ہے۔ کتاب کی قیمت عام قاری کی دسترس سے باہر ہے۔ ایک صفحہ کی قیمت تقریباً ایک روپیہ چار پیسے ہے۔ OO

پتہ: ای / ۳۵. بی، ابو الفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دھلی. ۲۵

دیوان رنجور

تبصرہ: عادل اسیر دہلوی

کتاب کا نام	:	دیوان رنجور (نسخہ خدابخش لائبریری)	شاعر	:	رنجور عظیم آبادی		
اشاعت	:	۲۰۰۰ء	صفحات	۱۷۷	قیمت	:	۸۰/روپے
ناشر	:	خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۴					

زیر نظر کتاب عظیم آباد (بہار) کے ایک اہم شاعر شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد یوسف جعفری رنجور (پیدائش ۱۸۶۳ء، وفات ۱۹۲۳ء) کی تین بیاضوں پر مشتمل وہ کلام ہے جن کے قلمی نسخے خدابخش لائبریری میں موجود ہیں۔ اس سے پہلے بھی خدابخش لائبریری سے رنجور تین بیاضیں "کلام رنجور" (دو بیاضیں) اور ایک "بیاض رنجور" کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔ یعنی اب تک خدابخش لائبریری نے رنجور کی چھ بیاضیں شائع کی ہیں "دیوان رنجور" کی تینوں بیاضوں کو ان کی انفرادیت کے اظہار کے لئے الگ الگ رکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں شائع شدہ کلام کی فہرست بھی کتاب کے آخر میں شامل ہے۔

رنجور کے کلام کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے مزاج میں سنجیدگی کے ساتھ ساتھ ظرافت بھی موجود تھی۔ جس کا ثبوت دیوان میں پائے جانے والے متعدد اشعار ہیں۔ مثلاً:

گئے کل رات صاحب کوہِ شملہ، کی ہوا کھانے
اکیلی میم ہے چمکا نصیبہ خانساماں کا

نہیں ہے پاس اگر وہ مس رہوں کیوں مبتلا غم میں
کہ تصویر اس کی ہے موجود میرے دل کے البم میں

غرض سرمہ لگانے سے نہ مطلب پان کھانے سے
ہوئی خاصی فرنگن اختری تعلیم پانے سے

گیا تھا رات واعظ میکدے میں وعظ کہنے کو
مگر نکلا وہ کوئی شے چھپائے نیچے دامن کے

ظریفانہ کلام کے ساتھ ساتھ رنجور کے سنجیدہ کلام میں بھی بے حد پختگی پائی جاتی ہے۔ چند اشعار ملاحظ ہوں :

راتیں رہیں وہ راتیں نہ دن ہی رہے وہ دن
تم کیا بدل گئے کہ زمانہ بدل گیا

قاتل میرے لہو نے بھی کیا گل کھلائے ہیں
دامن پہ تیرے دیتے ہیں کیا ہی بہار داغ

اس عشق کا برا ہو کہ ناحق بھی یار سے
کرتا ہے بات بات پہ یہ بدگماں مجھے

باتوں سے تیری میں ہوں ترش رویہ کیا کہا
شیریں تراز شکر ہیں تری گالیاں مجھے

ظریفانہ کلام میں چند جگہوں پر میجر تخلص استعمال کیا گیا ہے۔ چند ریختیاں بھی شامل ہیں۔ ایک غزل "قادیانی غزل" کے نام سے اور ایک تضمین "قادیانی نغمہ" کے نام سے بھی موجود ہیں جن میں قادیانی مذہب پر طنز کیا گیا ہے۔ کتابت وطباعت کا معیار اعلیٰ ہے۔ کاغذ بھی اچھا ہے لیکن پروف ریڈنگ کی غلطیوں کا احساس جگہ جگہ ہوتا ہے۔

پتہ : ملک بک ڈپو، ترکمان گیٹ، دھلی 110006

دل کا موسم

تبصرہ : ڈاکٹر منظر اعجاز

کتاب	:	دل کا موسم (شعری مجموعہ)	مصنف	:	مختار احسن انصاری
اشاعت	:	اکتوبر ۱۹۹۸ء	صفحات	:	۳۲۰، قیمت : ۲۰۰ روپے
ناشر	:	سعیدہ مختار انصاری، عالیہ پبلی کیشنز، اشرف بلڈنگ، ولی پورہ، مولانا آزاد روڈ، دھولیہ 424001			

وہ اک جنازہ جس پہ ہے اردو لکھا ہوا
وہ جا رہے ہیں قوم کے رہبر لئے ہوئے

یہ شعر اردو کے کسی نوحہ نگار کا نہیں بلکہ اس غم گسار کا ہے جو تقریباً چار دہائی سے اردو شاعری بالخصوص اردو غزل کے گیسوئے خمدار سے الجھا ہوا ہے۔ جو آج بھی منت پذیر شانہ ہے، میری مراد مختار احسن انصاری سے ہے جو پیشے

کے اعتبار سے پولس آفیسر ہیں لیکن دل عاشق کا ہے کیوں کہ وہ شاعر بھی ہیں۔ عشق اور شاعری لازم وملزوم ہو یا نہ ہو لیکن دونوں کی ہم کاری سے ایسے نغمے ضرور پھوٹتے ہیں جو روح کو گدگداتے ہیں اور فضائے جاں کو خوشبوؤں سے بھر دیتے ہیں۔ اور شاید اسی وجہ سے:

خوشبوئے محبت سے معطر ہیں وہ ابتک
جو لوگ کبھی آپ کے احسنؔ سے ملے ہیں

احسنؔ کے یہاں زبان کی نزاکتوں کا بھی لحاظ وپاس ملتا ہے اس کے ساتھ ہی ان کے بیان میں ایک طرح کی خود اعتمادی بھی پائی جاتی ہے۔

مجھے پہچان لے گا خود زمانہ
غزل پہنچے گی جب اہل زباں تک

ان کے اعتماد کی ایک جھلک ایک وسیع معنوی تناظر میں یوں بھی دیکھ سکتے ہیں:

جنوں کی آخری حد بھی تو ہوگی
پشیماں کیا کبھی قاتل نہ ہوگا

واقعات وواردات اور تجربات ومشاہدات کا تنوع، رنگا رنگی اور بوقلمونی مختار احسن کی شاعری میں بدرجہ اتم ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو مختلف معیار اور ہر مختلف ذوق وطبائع کے قارئین کو مختلف سطحوں پر اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اور ان کی تسکین وتسلی کا خوبصورت اور زوردار جواز بن جاتی ہے۔ یہ کیفیت حروف وصوت کی زیبائی ورعنائی اور پیکر ومعنی کی گہرائی اور گیرائی کے توازن وتناسب سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ کیفیت مختار احسن انصاری کے اشعار میں کہیں کم کہیں زیادہ لیکن ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

تم آگ کا دریا ہو ننھا سا دیا ہم ہیں
تم گھر کو جلاتے ہو ہم طاق میں جلتے ہیں

بادل بن کر اہل سیاست ہر جانب منڈلاتے ہیں
شاید پھر موسم آیا ہے سانپوں کے ڈسوانے کا

کانٹے خوشبو ڈھونڈ رہے ہیں
پھولوں کا دل ڈوب رہا ہے

دل میں رہئے کہ خون کے قطرے
آرزوئے طواف رکھتے ہیں

کسے فرصت کہ دیکھے زخم دل کا
اُدھر گل کی نمائش ہو رہی ہے

اپنا کردار سنوارو نہ کرو شکوہ دہر
لوگ پھر سر پہ بٹھائیں گے تمہیں کل کی طرح

ایک اور شعر جو بہت خوبصورت ہو سکتا تھا:

تنگ آ کے آفتاب نے کرنیں سمیٹ لیں
میں سو رہا تھا دھوپ کی چادر لئے ہوئے

ظاہر ہے کہ دھوپ کی چادر اوڑھ کر سونے کی بات ہوتی تو لطف دوبالا ہو جاتا لیکن قافئے اور ردیف کی پابندی نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ لیکن اتنا طے ہے کہ مختار احسن کے شعری تلازمات اور رموز و علائم میں تازہ کاری بھی ہے، ندرت بھی اور حدت کے دوسرے لوازمات کے ساتھ ترسیل و تاثیر کی توانائی بھی۔ اس مجموعے میں شامل ملک زادہ منظور احمد اور ی۔ آر۔ چوپڑہ کے مضامین مختار احسن انصاری کی شاعری کا بھرپور جائزہ اور محاکمہ پیش کرتے ہیں۔ ○○

پتہ : صدر پوسٹ گریجویٹ شعبہ اردو، اے این کالج، پٹنہ 800013

ادارہ علم و فن کی تین اہم کتابیں

تذکرہ خطاطین

مرتب : محمد راشد شیخ صفحات : ۲۵۴ (طباعت چہار رنگہ آرٹ پیپر) قیمت : ۔/۷۰۰

(بیسویں صدی کے نامور خطاطوں کے حالات اور ان کی بہترین تخلیقات پر مشتمل اردو زبان میں پہلی کتاب)

عظمت رفتہ

ضیاء الدین احمد برنی، بی اے، صفحات: ۵۱۲، قیمت: ۱۵۰

(برصغیر پاک و ہند کی چورانوے نامور شخصیات کے حالات، واقعات و تصاویر کا دلچسپ تذکرہ)

انشائے ماجد یا لطائف ادب

از: مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، صفحات: ۵۸۴ قیمت: ۔/۲۵۰

(مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی ادبی تحریروں کا دلچسپ مجموعہ)

رابطہ : (پاکستان)

ادارہ علم و فن، الفلاح، ملیر ہالٹ، کراچی 75210

(بھارت)

اپلائڈ پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ

APPLIED PUBLICATIONS Pvt. Ltd.

1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel

Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi

Ph: 3289268

تعارف و تبصرہ

نعت رسول خداؐ، شاعر: ڈاکٹر محمد علی اثر، صفحات: ۲۴ ہدیہ: ادعیہ

ناشر: نشاط پبلشرز 20-4-226/9 محبوب چوک، حیدر آباد۔ ۲

تبصرہ: جاوید دربھنگوی

ڈاکٹر محمد علی اثر کا نام اردو دنیا کے لیے نیا نہیں۔ دکنیات کے مطالعے کے سلسلے میں محی الدین قادری زور کے بعد غالباً دوسرا بڑا نام محمد علی اثر کا ہے۔ ان کی تحقیقی کتابیں غواصی شخصیتیں اور فن ۱۹۷۷ء دکنی غزل ۱۹۸۶ء دکنی شاعری تحقیق و تنقید ۱۹۸۸ء تحقیقی نقوش ۱۹۹۳ء نوادرات تحقیق ۱۹۹۶ء اور مقالات اثر ۲۰۰۰ء ادبی دنیا میں ان کی شناخت قائم کر چکی ہیں اور بھی غالباً درجن بھر کتابیں وہ ترتیب دے چکے ہیں۔ ان کے شعری مجموعے ملاقات ۱۹۸۰ء اور حرف نم دیدہ ۱۹۹۰ء بھی منظر عام پر آ چکے ہیں۔ نعت رسول خداؐ ان کی طویل نعت ہے جو اردو کی سب سے طویل نعتوں میں ایک ہے۔ یہ بیک وقت توشۂ آخرت بھی ہے اور اظہار محبت بھی اور اس اظہار میں فنی مہارت نے بڑی جامعیت پیدا کر دی ہے۔

تمہیں ہو ہر اک جہاں کے سرور درود تم پر سلام تم پر
تمہیں ہو آقا شفیع محشر درود تم پر سلام تم پر
ہوا تمہارا ظہور جس پل بتوں کا سارا نکل گیا بل
جھکا کے سر وہ گرے زمیں پر درود تم پر سلام تم پر
تجلیات خدا سمیٹے زمیں پہ پہنچے جو آسماں سے
تھا گرم تب تک تمہارا بستر درود تم پر سلام تم پر

کہیں کہیں ان کی عقیدت مائل غلو بھی ہو جاتی ہے لیکن عام طور پر انہوں نے اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا ہے اور یہ محض لفاظی نہیں جو بڑی بات ہے اور ان کا یہ عجز انہیں بھٹکنے نہیں دیتا۔

تمہاری مدحت سے میرے آقا مرے تخیل میں ہے اجالا
وگرنہ پہلے تھی فکر بنجر درود تم پر سلام تم پر

میں سمجھتا ہوں یہ نعت اپنی نوعیت کی کامیاب نعت ہے اور ادبی حلقے میں پسند کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ ☆☆

پتہ : 259 تاپتی ہوسٹل، جے۔ این۔ یو، نئی دہلی 110067

نغمۂ رحمت مرتب: ظفر انصاری ظفر، صفحات: ۴۰ قیمت: ۔/۱۰ روپے

ناشر: عبدالقیوم انصاری اردو لائبریری، شاہ پور خرد ویشالی

تبصرہ: محمد عارف فاروقی

جواں سال شاعر و ادیب ظفر انصاری ظفر کی یہ کوشش قابل صد تحسین ہے۔ اس لیے کہ جس موضوع کو انہوں نے ترتیب دیا ہے یقیناً وہ اہل ایمان کے روح کی غذا ہے۔ نعت شریف کا تعلق انسانی جذبے سے ہوتا ہے۔ یہ انسان کے دل و دماغ میں عقیدت و محبت کا دریا بہا دیتا ہے۔ اسی سے قاری و سامعین پر وجدان کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور سب

سے بڑی بات یہ کہ اس کے ذریعہ فرد و معاشرے کی اصلاح بھی ہوتی ہے اور تذکیہ نفس بھی ہوتا ہے۔ فرد کے اندر نعتیہ کلام سننے کی جس قدر دلچسپی ہوتی ہے اس قدر نثری کلام میں نہیں ہوتی۔ اسلام کی استواری کا دارومدار عشق پر ہوتا ہے نہ کہ عقل پر۔ ہاں اس عشق میں احتیاط کی ضرورت ہے کہ یہ عشق، عشق منصور نہ ہو جائے۔ یعنی ہر جگہ توازن لازمی ہے۔ ظفر انصاری ظفر کے مذکورہ انتخاب "نغمۂ رحمت" میں جو بھی نعتیہ کلام ترتیب دیئے گئے ہیں ان میں بڑا توازن اور اعتدال ہے۔ ہر شعر پر بے شک کا لفظ آتا ہے۔

میں ہی کیا؟ نبیوں کو حاجت ہے رسول اللہ کی
واہ کیا شان رسالت ہے رسول اللہ کی

حمید ویشالوی

ان کے رتبے کو پہنچ سکتا ہے کوئی کس طرح
بعد خالق جب فضیلت ہے رسول اللہ کی

ظفر انصاری ظفر

کوئی بھی شعر ایسا نہیں جس پر شریعت کی رو سے حرف لگایا جا سکے۔ مذکورہ مجموعہ کے بیشتر نعتیہ کلام میں بڑی صداقت ہے اور ذہانت و فطانت کا پتہ چلتا ہے۔ مرتب کی یہ عظیم کوشش یقیناً ان کے نام کو حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارک پر کام کرنے والوں کی فہرست میں شامل کر دے گی۔

پتہ : 259، تاپتی ہوسٹل، جے. این. یو، نئی دھلی. 110067

فاہیان کا بیٹا، مصنف: محمد اکرم اعظمی، صفحات: ۸۰، قیمت: ۴۰/- روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی، پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ 202002

تبصرہ: محمد رضی الاسلام ندوی

بچوں کے لیے حیوانات کی زبان اور ہلکے پھلکے انداز میں حکمت کی باتیں بیان کرنا ادباء کا ایک معروف طریقہ رہا ہے۔ دنیا کی تمام زبانوں میں کہانیوں کی ایسی کتابیں موجود ہیں۔ زیر نظر کتاب کے ایک افسانہ "فاہیان کا بیٹا" میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ تاکہ ایک طرف نوعمر قارئین کی دلچسپی برقرار رہے اور ساتھ ہی ان کی معلومات میں اضافہ ہو، انہیں حالات حاضرہ کا صحیح شعور ہو، اور ان کی صحیح ذہن سازی ہو۔ فاہیان ایک چینی سیاح گزرا ہے۔ مصنف نے اس کا نام مستعار لے کر افسانے کے اصل کردار کو اس کا بیٹا بنا کر پیش کیا ہے۔ اس نام سے ذہن مرحوم مائل خیر آبادی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جنہوں نے اسی طرح بچوں کے لیے "ابن بطوطہ کا بیٹا" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی اور اس میں بہت خوبصورتی سے بچوں کے لیے دین کی باتیں سمو دی تھیں۔

اس کتاب میں اس کے علاوہ مزید چھ افسانے ہیں۔ "حسن عمل" میں بے آب و گیاہ وادی میں حضرت ہاجرہؓ کی داستان عزیمت بیان کی گئی ہے۔ دیگر افسانوں میں سماج کے بعض نازک اور سلگتے ہوئے مسائل چھیڑے گئے ہیں۔ مصنف اگرچہ کم لکھنے والوں میں سے ہیں، لیکن ان کی تحریروں میں پختگی اور سلاست پائی جاتی ہے۔ اور کاروان ادب اسلامی سے تعلق نے ان میں مقصدیت کی گہری چھاپ چھوڑی ہے۔ ڈاکٹر انیس ادیب نے مصنف کے فن کا "تعارف" کراتے ہوئے بجا طور پر لکھا ہے کہ "ان کے محسوسات نے جب کبھی افسانہ کا پیراہن اختیار کیا ہے تو ناگزیر طور پر ان

افسانوں میں اصلاح اور مقصد کا عنصر نمایاں رہتا ہے، ان کی تحریروں میں سادگی، سلاست اور روانی پائی جاتی ہے، معمولی باتوں اور جزئیات کو وہ اپنے طرز تحریر سے دلچسپ بنا دیتے ہیں۔" (ص: ۳)

ان افسانوں میں سے بعض ماہنامہ حجاب رام پور اور ادارۂ ادب اسلامی کا ترجمان ماہنامہ پیش رفت دہلی میں شائع ہو کر اہل فن سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ امید ہے اس کتاب کو بھی ادب اسلامی کے حلقوں میں پذیرائی حاصل ہو گی۔ ☆☆

پتہ : پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ 202002

بوجھو تو جانیں، مصنف: عادل اسیر دہلوی صفحات: ۳۲، قیمت: دس روپے

ناشر: ملک بک ڈپو، ترکمان گیٹ، دہلی۔۶

تبصرہ: انور کمال حسینی

پہیلیاں بوجھنا بچوں اور بڑوں دونوں کو ہی اچھا لگتا ہے اور بچپن میں پہیلیاں بوجھنا نہ صرف ایک پسندیدہ مشغلہ ہوتا ہے بلکہ اسے تربیت کا ایک بہتر وسیلہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ پہیلیوں سے جنرل نالج بڑھتی ہے جو دوران تعلیم یقیناً کام آتی ہے۔ پہیلیاں نظم میں بھی ہوتی ہیں اور نثر میں بھی اور یہ اتنا دلچسپ سلسلہ ہوتا ہے کہ ہماری ہندی فلموں کے گیتوں میں بھی انہیں اپنایا گیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب عادل اسیر کی وہ کاوش ہے جس میں انہوں نے پہیلیوں کو منظوم پیش کیا ہے۔ اسے سونے پر سہاگہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک تو بچوں کا پسندیدہ وسیلۂ تفریح اور وہ بھی شاعری میں اور اس انداز میں کہ بچوں کی ذہنی تربیت بھی ہو اور وہ اس مشغلہ میں شامل ہو کر بہت سی باتیں سیکھیں اور اپنی عام معلومات میں اضافہ کر لیں۔ پہیلیاں بوجھنے بجھانے کو امیر خسرو کی روایت کہا جاتا ہے اور یہ چھوٹی سی کتاب اسی روایت کے تسلسل کا ایک ثبوت ہے۔

اس کتاب میں شامل پہیلیوں میں سادگی بھی ہے اور شرارت بھی، ذہانت بھی ہے اور چالاکی بھی اور یہ وہی پہیلیاں ہیں جو برسوں سے دوہرائی جا رہی ہیں اور کبھی سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتی رہی ہیں تو تحریر اور طباعت و اشاعت کی ایجاد کے بعد انسانی تہذیبی قدروں کا حصہ بن کر محفوظ ہو گئی ہیں۔ اگرچہ اس کتاب میں چند ہی (صرف پندرہ) پہیلیاں ہیں لیکن عادل اسیر کے انداز پیش کش اور دلچسپ اسلوب کی وجہ سے بچے اور بڑے ان سے یکساں طور پر لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ کتاب لیزر کمپوزنگ میں سفید کاغذ پر صاف ستھری شائع ہوئی ہے جس کا سرورق بھی جاذب نظر ہے۔ ☆☆

پتہ : نیو لائن پروسیس، 387 حوض قاضی، دھلی. 110006

چند تازہ مطبوعات ہم سے طلب فرمائیں
☆ **تنقیح و تشریح** : محمود عالم کے تبصرے اور تنقیدی مضامین
مرتب: عارف اقبال قیمت: =/100
☆ **پرواز راز** (شعری مجموعہ) از: ڈاکٹر خلیل الرحمٰن راز
Contact: Applied Publications Pvt. Ltd.
1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel
Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002 Ph: 3289268

A TRUSTED NAME IN UNANI MEDICINE

REX

WINNER OF ALL INDIA
HAKIM AJMAL KHAN AWARD

FOR BEST UNANI DRUGS MANUFACTURING COMPANY

- RAFIQ-E-HAYAT (General House-hold Medicine)
- GESUDARAZ (Powder for washing the Hair)
- GOLI NAWAB ALI SHAH (For sexual debilities)
- REXOTONE (Herbal Health Tonic)
- GASONIL (SYP. / Pills) (For Gastric Trouble Pills)
- MELOREEN (For Malerial Fever)
- MENSOREX (For Menses Troubles)
- MUSAFFI AJEEB (Blood Purifier)
- REX HEALTH TONIC (Health Tonic)
- REX JANAM GHUTTI
- REX BABY TONIC
- HAIR TONE (Hair Tonic)
- HEARTOREX (For Heart Problems)
- KAFOREX (Cough Syrup)
- LIVOREX (Liver Tonic)
- SHAKRINO (For Diabetes)
- TONSIREX (For Tonsilitis)

صحت ہے تو اسکی حفاظت کی جائے ☆ مرض ہے تو اس کا علاج کیا جائے

REX (U & A) REMEDIES PVT. LTD.
A-51/1, G.T. Karnal Road Industrial Area, Delhi - 110033
Phone (s) : 7432093, 7216583 Fax: 91-11-7118302
VISIT US : www.rexremedies.com Email:rexremedies@hotmail.com

موضوعاتی فہرست

سہ ماہی مجلّہ اقبالیات، لاہور

اپریل ۱۹۶۰ء تا جولائی ۱۹۹۴ء (پانچویں قسط)

مرتبہ: **اختر النساء**

اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور

سوانح و شخصیات

مقالہ نگار	عنوان	جلد:شمارہ	ماہ	صفحات
اختر راہی، پروفیسر	علامہ اقبال کا سفر افغانستان	۴:۱۶	جنوری، ۱۹۷۶ء	۵۴_۳۸
اعجاز احمد، شیخ	اقبال کی زندگی کا ایک ورق	۴:۱	جنوری، ۱۹۶۱ء	۵۷_۵۱
افضل حق قرشی	مجلس کشمیری مسلمانان لاہور اور اقبال	۴:۲۳	جنوری، ۱۹۸۳ء	۲۱۲_۲۰۵
حسن اختر، ڈاکٹر ملک	"طالب علم اقبال"	۲:۲۴	جولائی، ۱۹۸۳ء	۱۲۵_۱۱۹
حسن اختر، ڈاکٹر ملک	علامہ اقبال کا سلسلہ ملازمت	۴:۲۵	جنوری ۱۹۸۵ء	۱۲۸_۱۱۷
خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر	علامہ اقبال سے میری ملاقات	۴:۶	جنوری، ۱۹۶۶ء	۱۳۵_۱۲۹
رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر	تیسری گول میز کانفرنس اور اقبال	۳:۲:۱۸	جولائی، اکتوبر ۱۹۷۷ء	۱۲۵_۷۹
	اقبال کا تیسرا سفر یورپ: چند روایات کا تجزیہ	۲:۲۶	جولائی، ۱۹۸۵ء	۱۳۲_۱۱۷
سلطان محمود حسین، ڈاکٹر	اقبال کی پہلی جماعت کا نتیجہ	۲:۲۴	جولائی، ۱۹۸۳ء	۱۷۲_۱۶۸
سلطان مقصود	"کچھ یادیں"	۴:۲۶	جنوری، ۱۹۸۴ء	۲۱۱_۲۰۷
شکیل احمد، سید	حیات اقبال کے چند نئے گوشے	۲:۲۶	جولائی، ۱۹۸۵ء	۵۴_۵
صالح الکبریٰ عرشی / عطاء الرحمٰن	اقبال کی زندگی کا ایک گمشدہ ورق	۴:۲	جنوری، ۱۹۶۲ء	۷۴_۶۱
عبدالقادر	اقبال اور معلمین اقبال	۴:۱۲	جنوری، ۱۹۷۲ء	۱۲۸_۹۹
عبدالقادر	اقبال کی فلسفیانہ زندگی	۲:۱۶	جولائی ۱۹۷۵ء	۶۵_۴۳
عبدالواحد معینی، سید	اقبال کی تاریخ پیدائش	۴:۱۲	جنوری، ۱۹۷۲ء	۸۶_۷۷
عطاء الرحمٰن / صالح الکبریٰ عرشی	اقبال کی زندگی کا ایک گمشدہ ورق	۴:۲	جنوری، ۱۹۶۲ء	۷۴_۶۱
گرم حیدری	اقبال: عصر رواں کا عظیم ترین معلم دین	۲:۲۱	جولائی، ۱۹۸۰ء	۶۶_۲۳
کلیم اختر	علامہ اقبال، دوسری گول میز کانفرس اور تحریک کشمیر		جولائی، ستمبر ۱۹۹۴ء	۱۰۴_۹۱
محمد ایوب قادری	علامہ اقبال کا سفر دہلی سنہ ۱۹۰۵ء	۲:۷	جولائی، ۱۹۶۶ء	۲۶_۲۱

محمد حسین عرشی امرتسری	حیات اقبال کا ایک گوشہ پنہاں	۲:۱۵	جولائی، ۱۹۷۴ء	۱_۱۲
"	علامہ اقبال: ایک مرد خدامست	۴:۱۴	جنوری، ۱۹۷۴ء	۵_۱۸
محمد شفیع کنبوہ	اقبال کی زندگی کے چند گوشے	۲:۷	جولائی، ۱۹۶۶ء	۹۷_۱۰۱
"	اقبال کی بعض یادیں	۲:۸	جولائی، ۱۹۶۷ء	۹۲_۹۸
محمد عبداللہ قریشی	اقبال اور اخبار "طریقت"	۴:۱	جنوری، ۱۹۶۱ء	۱۱_۲۸
محمد منور	علامہ اقبال: تاریخ ساز فرد	۴:۲۴	جنوری، ۱۹۸۴ء	۱۷۵_۱۸۷
محی الدین غازی اجمیری	اقبال کی زندگی کے چند گوشے	۴:۷	جنوری، ۱۹۶۷ء	۶۳_۷۳
معین الدین عقیل، ڈاکٹر	بعض شخصیات و تحریکات سے اقبال کی دلچسپی	۴:۲۵	جنوری، ۱۹۸۵ء	۳۱_۴۰
منظور الحق صدیقی	اخبار ایمان میں علامہ اقبال کا ذکر	۲:۲۰	جولائی، ۱۹۷۹ء	۶۷_۷۰
مہدی حسن، سید	علامہ اقبال سے ایک مختصر ملاقات	۲:۱۰	جولائی، ۱۹۶۹ء	۳۴_۳۵
مہر عبدالحق، ڈاکٹر	اقبال کی خدمت میں میری پہلی و آخری حاضری	جولائی، ۱۹۹۰ء	جنوری، ۱۹۹۱ء	۲۹_۴۰
نور محمد قادری، سید	حلقہ نظام المشائخ اور علامہ اقبال	۲:۲۴	جنوری، ۱۹۸۳ء	۱۷_۲۴
	"علامہ اقبال کی عقیدت صوفیائے عظام سے"	۴:۲۴	جنوری ۱۹۸۴ء	۱_۵۲
وقار عظیم، پروفیسر سید	اقبال حضور باری میں	۴:۴	جنوری، ۱۹۶۴ء	۱_۲۵

شاعری

اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر	کلام اقبال میں حیوانات کا تذکرہ	۲:۲۷	جولائی، ۱۹۸۵ء	۱۸۱_۲۴۹
اکبر حیدری کشمیری	پروانہ اور اقبال	۲:۳۴	جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء	۱_۳۷
امین احسن اصلاحی، مولانا	اقبال: ایک الہامی شاعر	۴:۲۷	جنوری، ۱۹۸۷ء	۱۳_۱۸
بروہی، اے۔ کے	اقبال: ایک فلسفی شاعر کی حیثیت سے	۲:۱۸_۳	جولائی تا اکتوبر ۱۹۷۷ء	۵۵_۷۷
توقیر احمد خاں، ڈاکٹر	اقبال کی امیجری کے چند اساسی پہلو	۴:۲۹	جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء	۱۴۷_۱۶۰
جگن ناتھ آزاد، پروفیسر	اقبال کے کلام میں خطابت اور شاعری	۲:۳۰_۴	جولائی ۱۹۸۹ء تا جنوری ۱۹۹۰ء	۲۱۷_۲۴۴
رفیق خاور	اقبال کی فارسی غزلیں	۴:۲۳	جنوری ۱۹۸۳ء	۱۰۱_۱۴۶
سعد اللہ کلیم	علامہ اقبال کی اردو غزل اور انسانی عظمت کا تصور "اقبال ریویو"	۴:۲۴	جنوری، ۱۹۸۴ء	۱۵۹_۱۷۴
سمیع اللہ قریشی	اقبال کے نزدیک دعا اور عبادت کا مفہوم	۴:۱۵	جنوری، ۱۹۷۵ء	۸_۲۷

سمیع اللہ قریشی	کلام اقبال میں حسین اور شہادت حسین کا مقام	۲:۱۷	جولائی ۱۹۷۶ء	۱۳_۲۱
شان یون	"ارمغان چین ... علامہ اقبال اور ان کی شاعری"	۴:۲۶	جولائی ۱۹۸۶ء	۷_۱۵
صدیق جاوید	"بال جبریل کی غزلیں"	۲:۲۴	جولائی، ۱۹۸۳ء	۶۳_۱۱۷
صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	اقبال کے کلام میں موضوع اور ہیئت کی ہم آہنگی	۴:۳	جنوری، ۱۹۶۳ء	۱۵_۲۳
گلزار احمد، صوفی	علامہ اقبال: امت اسلامیہ کا عظیم شاعر اور فلسفی	۴:۲۱	جنوری، ۱۹۸۱ء	۲۱_۲۳
علی خامنہ ای، سید	اقبال: مشرق کا بلند ستارہ	۴:۲۷	جنوری، ۱۹۸۷ء	۱۹_۴۸
غلام محمد	قلندریہ اصطلاح اقبال	۲:۴	جولائی، ۱۹۶۳ء	۶۰_۶۷
کمال محمد حبیب	اقبال کے کلام میں جمالیاتی عنصر: ایک اجمالی جائزہ	۲:۱۵	جولائی، ۱۹۷۴ء	۳۶_۶۰
ماہر القادری، مولانا	کلام اقبال میں کردار نگاری	۲:۱	جولائی، ۱۹۶۰ء	۱۵_۲۶
"	اقبال کی اردو شاعری	۲:۲	جولائی، ۱۹۶۱ء	۲۵_۶۹
"	اقبال کی شاعری	۲:۱۴	جولائی، ۱۹۷۳ء	۱_۲۹
محمد اسلم ضیاء، ڈاکٹر	اقبال کا نظام قوافی	۲:۳۲	جولائی، ۱۹۹۱ء	۱۲۷_۱۴۲
محمد انور صادق، پروفیسر	اقبال کی شاعری میں آئینے کا مفہوم	۲:۳۲	جولائی تا ستمبر ۱۹۹۲ء	۱۳_۳۰
محمد حسین عرشی امرتسری	اقبال اور ہنگام سحر	۴:۱۶	جنوری، ۱۹۷۶ء	۱_۲۴
محمد ریاض، ڈاکٹر	کلام اقبال میں تکریم انسانی کا عنصر	۲:۱۴	جولائی، ۱۹۷۳ء	۴۵_۵۹
"	تازہ بتازہ نو بنو تراکیب اقبال	۴:۲۱	جنوری، ۱۹۸۱ء	۶۱_۷۴
"	فکر اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور	۴:۲۸	جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء	۳۴۹_۳۹۰
محمد علی خاں	اقبال ایک پیامی شاعر	۲:۲۲	جولائی، ۱۹۸۱ء	۱_۶
محمد یوسف، ڈاکٹر سید	اقبال کے کلام میں روایت اور جدت	۴:۱	جنوری، ۱۹۶۱ء	۱_۱۰
مظفر حسین	فکر اقبال کا ایک اہم پہلو	۴:۲۳	جنوری، ۱۹۸۳ء	۱۸۱_۱۸۸
نیر واسطی، حکیم	کلام اقبال میں طبی مصطلحات و تلمیحات	۲:۲۱	جولائی، ۱۹۸۰ء	۱۳_۲۱

موضوعاتی فہرست

سر سید احمد خاں

مرتب: ڈاکٹر نثار احمد فیضی

"قومی زبان" کراچی میں سر سید احمد خاں اور مولانا ابو الکلام آزاد پر شائع ہونے والے مضامین کا مصنف وار اشاریہ

مقالہ نگار	موضوع	ماہ و سال	صفحات
ابو سلمان شاہ جہانپوری	سر سید احمد خاں مولانا ابوالکلام آزاد	فروری ۱۹۶۸ء	۴۵_۵۴
احراز نقوی، ڈاکٹر	دبستان سر سید	مارچ ۱۹۷۹ء	۲۸_۳۲
اصغر عباس، ڈاکٹر	حیات سر سید کا ایک ورق	جون ۱۹۸۳ء	۱۲_۱۷
اصغر عباس، ڈاکٹر	سر سید کے انسٹی ٹیوٹ گزٹ کی اہمیت	ستمبر ۱۹۸۵ء	۱۱_۱۵
جعفری، نور الحسن	۱۹۵۷ء کی بغاوت پر سر سید احمد خاں کا ایک غیر مطبوعہ خط	ستمبر ۱۹۸۵ء	۷_۱۰
جعفری، نور الحسن	اداریہ	مارچ ۱۹۸۸ء	۳
جعفری نور الحسن	اداریہ	مارچ ۱۹۸۹ء	۳
جعفری نور الحسن	سر سید کے خطوط بنام منشی محمد احمد خاں صوفی	ماورچ ۱۹۸۹ء	۱۲_۱۳
جلیل قدوائی	سر سید کی ایک تاریخی دستاویز	مارچ ۱۹۷۷ء	۶_۱۱
حسین، سلطان محمود، ڈاکٹر سید	مولوی نیاز علی: سر سید کا ایک پرستار	مارچ ۱۹۸۳ء	۲۰_۲۳
حسین، سلطان محمود، ڈاکٹر سید	سر سید کی رسم قل	مارچ ۱۹۸۴ء	۲۷
خان رشید	سر سید کی دور بینی	مارچ ۱۹۷۵ء	۱۱_۱۳
خان رشید	سر سید کی دینداری	مارچ ۱۹۷۶ء	۹_۱۲
رشیدہ بیگم	اردو زبان پر تہذیب الاخلاق کے اثرات	مارچ ۱۹۸۳ء	۲۴_۲۶
ریاض صدیقی	سر سید، علی گڑھ اور دیوبند	جون ۱۹۷۹ء	۲۹_۳۱
سحر انصاری	اکبر اور سر سید: ایک نیا تناظر	جنوری ۱۹۸۵ء	۲۹_۳۳
سر سید احمد خاں	پروردار عاجزانہ دعاء	مارچ ۱۹۸۲ء	۵
سلیم اختر	عصری معنویت کا استعارہ سر سید احمد خاں	فروری ۱۹۹۳ء	۵۵_۵۹
سلیم صدیقی، پروفیسر	سر سید اور اڈیسن	مارچ ۱۹۸۳ء	۱۰_۱۹

شجاعت علی سندیلوی	سر سید کی تعلیمی تحریک کا پس منظر	مارچ ۱۹۸۹ء	۱۴_۱۹
صدیقی، ثناء اللہ	۱۸۵۷ء کی بغاوت پر سر سید احمد خاں کا ایک غیر مطبوطہ خط	ستمبر ۱۹۸۵ء	۷_۱۰
صدیقی، رشید احمد	سر سید ہاؤس کے کھنڈرے	جون، جولائی ۱۹۶۴ء	۵۹_۶۳
عبد الحق، مولوی بابائے اردو	عزیز النساء بیگم (والدہ سر سید)	نومبر ۱۹۶۷ء	۵_۱۲
عبد الحق، مولوی بابائے اردو	سر سید کا اصل کام	مارچ ۱۹۸۳ء	۷_۹
عبد الحق، مولوی بابائے اردو	سر سید احمد خاں کی والدہ	اپریل ۱۹۹۸ء	۱۰_۱۸
عبد الرحمٰن، سید	سر سید کی تحریک	مارچ ۱۹۸۱ء	۵_۱۴
عقیل دانش	سر سید کا نصب العین اور تہذیب الاخلاق	ستمبر ۱۹۷۰ء	۲۱_۲۵
علامہ اقبال	سر سید کی لوح تربت (نظم)	اپریل ۱۹۹۸ء	۹
قریشی، سلیم الدین	سر سید کا ایک غیر مطبوعہ خط	اپریل ۱۹۸۸ء	۶۵_۶۷
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	مارچ ۱۹۷۵ء	۳_۴
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	مارچ ۱۹۷۷ء	۳_۴
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	مارچ ۱۹۷۹ء	۳_۴
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	مارچ ۱۹۸۰ء	۳_۴
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	مارچ ۱۹۸۱ء	۳_۴
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	اکتوبر ۱۹۸۱ء	۳_۴
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	مارچ ۱۹۸۲ء	۳_۴
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	مارچ ۱۹۸۳ء	۳_۴
کاظمی، شبیر علی	سر سید کی شخصیت کی چند جھلکیاں	مارچ ۱۹۸۲ء	۵_۶
کاظمی، شبیر علی	اداریہ (سر سید)	مارچ ۱۹۸۴ء	۵_۷
کوثر، اے۔ایچ	اردو صحافت، سر سید اور پاکستان	مارچ ۱۹۸۱ء	۱۵_۱۹
محمد احمد، سید	علی گڑھ یونیورسٹی (ایک صدی کا سفر)	مارچ ۱۹۷۹ء	۱۳_۲۴
محمد احمد، سید	سر سید احمد خاں (سفر نامہ زندگی کے جستہ جستہ واقعات)	اپریل ۱۹۹۸ء	۱۹_۴۱
مختار اجمیری	صد سالہ یادگاری قطعہ تاریخ بنام سر سید احمد خاں	اپریل ۱۹۹۸ء	۴۲
مسرور احمد، توقیر صدیقی	زبان اردو کا احیا اور سر سید	مارچ ۱۹۷۶ء	۱۳_۱۴
مسعود گوہر ہادی	سر سید احمد خاں کی قومی خدمات	مارچ ۱۹۷۴ء	۶_۹
معصوم میر	انیسویں صدی کے سر سید اور اکیسویں صدی کی اردو	اپریل ۱۹۹۸ء	۴۳_۴۷
معین الرحمٰن، سید	سر سید احمد خاں کی والدہ (تعارف و حواشی)	اپریل ۱۹۹۸ء	۱۰_۱۸
ملک، علی حیدر	ٹیٹلر، اسکیمز اور تہذیب الاخلاق	ستمبر ۱۹۸۵ء	۱۷_۱۹

منظور احمد، خواجہ	سر سید کے مختصر حالات زندگی	مارچ ۱۹۷۷	۱۲_۱۶
منظور احمد، خواجہ	سر سید کی تعلیمی خدمات	مارچ ۱۹۷۸ء	۱۸_۲۲
منظور احمد، خواجہ	سر سید اور تہذیب الاخلاق	مارچ ۱۹۷۹ء	۲۵_۲۷
منظور احمد، خواجہ	سر سید کی خدمات	مارچ ۱۹۸۰ء	۵_۱۴
منظور احمد، خواجہ	سر سید احمد خاں	مارچ ۱۹۸۱ء	۱۵_۱۷
منظور احمد، خواجہ	سر سید کی تعلمی خدمات	اکتوبر ۱۹۸۱ء	۵_۸
نظر، انصار اللہ، ڈاکٹر محمد	سر سید کا ایک رفاہی کارنامہ	مارچ ۱۹۷۰ء	۲۹_۳۸
نیرنگ نیازی	سر سید احمد خاں اور اردو	مارچ ۱۹۷۶ء	۱۵_۱۶

مولانا ابوالکلام آزاد

آزاد، جگن ناتھ	مولانا آزاد کا شعری ذوق	مئی ۱۹۸۷ء	۲۱_۲۶
ابو سلمان شاہ جہانپوری	مولانا آزاد کا فلسفۂ تعلیم	نومبر ۱۹۸۳ء	۵۹_۶۶
ابو سلمان شاہ جہانپوری	مولانا آزاد کی ایک قدیم تحریر	فروری ۱۹۶۴ء	۳۷_۴۰
ابو سلمان شاہ جہانپوری	ابوالکلام آزاد	اگست ۱۹۶۶ء	۲۳۷_۲۶۴
ابو سلمان شاہ جہانپوری	مولانا آزاد کا نظریہ ادب	جنوری ۱۹۷۰ء	۴۹_۵۲
ابو سلمان شاہ جہانپوری	مولانا ابوالکلام آزاد کی پہلی غزل	فروری ۱۹۸۶ء	۳۱_۳۳
اختر فرخی، ڈاکٹر	متفرقات آزاد	فروری ۱۹۶۶ء	۴۰_۴۶
انصاری، اسلوب احمد	غبار خاطر پر ایک نظر (از نقد و نظر، علی گڑھ)	مارچ ۱۹۹۰ء	۱۱_۲۵
رفعت رضوانہ	مولانا آزاد کے بارے میں ایک تاریخی تقریر اور ایک غیر مطبوعہ خط	جون ۱۹۸۹ء	۶۹_۷۲
رؤف پاریکھ	سوانح عمری مولانا آزاد (نواب سید محمد آزاد کی ایک نادر تصنیف)	مئی ۱۹۹۰ء	۴۳_۴۸

●●

روزہ کی عظیم حکمتوں کو جاننے کے لیے

روزہ کے سائنسی پہلو

جس میں مفکرین عالم اسلامی کے روزہ سیمینار کے منتخب روح پرور مضامین درج ہیں۔ ضرور پڑھیے

اردو =/30 روپے   انگریزی =/35روپے

=/60روپے M.O. کرنے پر گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں۔

فاضل اکیڈمی (عالمی گولڈ مڈل، امریکہ) پنجہ شاہ، حیدر آباد 500002 فون: 4523601

ڈاکٹر منور حسین فلاحی مرحوم کا علمی کام

(ولادت: یکم جولائی ۱۹۵۹ء – وفات: ۱۸ر ستمبر ۲۰۰۰ء)

مرتب: **محمد رضی الاسلام ندوی**

ڈاکٹر منور حسین فلاحیؒ ایک ہمہ جہت علمی شخصیت کے مالک تھے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے وابستہ رہے، ساتھ ساتھ اپنی علمی پیاس کی آبیاری بھی کرتے رہے۔ ذیل میں افادہ عام کے لئے مرحوم کے علمی کام کی مکمل فہرست دی جارہی ہے۔ (مدیر مسئول)

مقالہ ایم فل

مولوی چراغ علی۔ حیات و خدمات، شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
شائع شدہ از خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۱۹۹۷ء صفحات ۹۶

مقالہ پی ایچ۔ ڈی

اردو میں علمی نثر ۱۸۵۷ء – ۱۹۱۴ء، شعبہ اردو علی گڑھ یونیورسٹی، علی گڑھ

مقالات / رپورٹیں	رسائل / مجلات	سن
تدریس کے بعض مسائل	علی گڑھ میگزین	۱۹۸۵_۸۶ء
نظیر اکبر آبادی۔ نظم اردو کی روایت میں	ماہنامہ پاسبان چنڈی گڑھ	نومبر ۱۹۸۶ء
فردوس بریں: ایک مطالعہ	سر سید ہال ریویو، علی گڑھ	۱۹۸۷ء
انشائیہ کیا ہے؟	ضیاء میگزین، علی گڑھ	۱۹۸۸ء
جوش کی شاعری میں ترقی پسند عناصر	آہنگ سر سید علی گڑھ	۱۹۸۸ء
گجرات میں اردو کا ارتقاء	علی گڑھ میگزین	۱۹۸۹ء
اقبال کی غزل گوئی	ماہنامہ پاسبان، چنڈی گڑھ	جنوری ۱۹۹۰ء
آر۔ ایس۔ ایس۔ تعارف اور ابتدائی تاریخ	ماہنامہ زندگی نو نئی دہلی	جنوری ۱۹۹۱ء
بابری مسجد	// //	فروری، ۱۹۹۱ء
مغربی علوم سے اردو میں تراجم کا مسئلہ	ضیاء میگزین، علی گڑھ	۱۹۹۱ء
انسان کی حقیقت	ماہنامہ زندگی نو نئی دہلی	اکتوبر ۱۹۹۲ء
شیو برت لال ورمن کے بعض افکار کا جائزہ	سہ ماہی تحقیقاتی اسلامی علی گڑھ	اپریل۔ جون ۱۹۹۲ء
بیسویں صدی میں اردو نثر کے اہم رجحانات	روزنامہ قومی آواز، لکھنؤ	۲۴ر اکتوبر ۱۹۹۳ء
اعضاء کی پیوند کاری: ایک نقطۂ نظر	سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علی گڑھ	جنوری۔ مارچ ۱۹۹۵ء

اقبال کی نظم سر گزشت آدم۔ ایک مطالعہ سہ ماہی فکر و نظر، علی گڑھ جنوری۔ مارچ ۱۹۹۵ء
اردو زبان: منفی رجحانات کے زیر سایہ ماہنامہ حیات نو، اعظم گڑھ جولائی ۱۹۹۵ء
غالب کا طرز تحریر یادگاری مجلہ مرزا غالب کالج گیا ۱۹۹۵ء
اشاریہ مصنفین علی گڑھ میگزین، عالمی فکشن نمبر ۹۵۔۱۹۹۴
شعبۂ اردو (مسلم یونیورسٹی) کی تحقیقی سرگرمیاں "رفتار" علی گڑھ ۹۵۔۱۹۹۴ء

(۹۵۔۱۹۹۴ء میں منظور کیے گئے ایم فل کے مقالوں کا تعارف)

پاکستانی شاعرہ کشور ناہید کے اعزاز میں شعبہ اردو "رفتار" ۹۶۔۱۹۹۵ء
میں منعقدہ استقبالیہ جلسہ کی رپورٹ
عہد حاضر میں سر سید کی معنویت ماہنامہ تہذیب الاخلاق، علی گڑھ فروری۔ مارچ ۱۹۹۶ء
تعلیم: مقصد اور منہاج ماہنامہ تہذیب الاخلاق، علی گڑھ ستمبر ۱۹۹۶ء
سر سید احمد خاں: معنویت کی تلاش ماہنامہ تہذیب الاخلاق، علی گڑھ اکتوبر ۱۹۹۶ء
مکرر اشاعت ماہنامہ تہذیب الاخلاق، علی گڑھ مارچ۔ اپریل ۱۹۹۸ء
شعبہ اردو میں تحقیق کی صورت حال روزنامہ قومی آواز نئی دہلی نومبر ۱۹۹۶ء
برصغیر اور نشاۃ ثانیہ سہ ماہی فکر و نظر علی گڑھ جنوری۔ مارچ ۱۹۹۷ء
رشید احمد صدیقی کی تنقید اقبال سہ ماہی فکر و نظر علی گڑھ جنوری ۱۹۹۶ء
مکرر اشاعت ششماہی اقبالیات لاہور جنوری۔ جولائی ۱۹۹۸ء
شعبہ اردو (مسلم یونیورسٹی) کا تعارف ماہنامہ تہذیب الاخلاق شمارہ خصوصی ۱۹۹۸ء
رپورٹ سمینار "غالب۔ تنقید کے سو سال" "رفتار" ۹۸۔۱۹۹۷ء
منعقدہ شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
رپورٹ جلسۂ تہنیت شمس الرحمٰن فاروقی بسلسلہ سرسوتی سمان
منعقدہ شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ "رفتار" ۹۸۔۱۹۹۷ء
ایم فل اور پی ایچ ڈی (شعبہ اردو) کے بعض مقالوں کا تعارف
"رفتار" ۹۸۔۱۹۹۷ء

تلخیص

اسلام کے عطا کردہ بنیادی حقوق ماہنامہ تہذیب الاخلاق قسط ۱ دسمبر ۱۹۹۶ء
(محمد صلاح الدین سابق مدیر جسارت کراچی کی کتاب بنیادی حقوق)
اسلام کے عطا کردہ بنیادی حقوق قسط ۲ جنوری ۱۹۹۷ء

ترجمے

اسلام کا اسلامی تصور ایم۔ اے۔ شکری ماہنامہ زندگی نو نئی دہلی جولائی ۱۹۹۴ء
سید امیر علی کی اسپرٹ آف اسلام کا تنقیدی مطالعہ
مقصود احمد سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۹۰ء

امام مالک بن انس اور ان کی تصنیف الموطا
محمد کامل حسین سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اپریل۔ جون ۱۹۹۷ء

تبصرے

سیرت حضرت زبیر (ابن عبدالشکور) ماہنامہ رفیق منزل مئی ۱۹۸۸ء
نظریہ ادب اور ادیب (شاہد شاد عثمانی) ماہنامہ رفیق منزل جون ۱۹۸۸ء
انٹرنیشنل انسائیکلوپیڈیا آف انڈین لٹریچر ج ۴ ماہنامہ رفیق منزل
صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات (مولانا سید جلال الدین عمری)
ماہنامہ زندگی نو، نئی دہلی اگست ۱۹۹۴ء
انسان اور اس کے مسائل (مولانا سید جلال الدین عمری)
ماہنامہ زندگی نو، نئی دہلی اپریل ۱۹۹۵ء
مولانا مودودی کے معاشی تصورات (محمد اکرم خاں) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ جنوری۔ مارچ ۹۲ء
Education in early Islamic Period (ظفر عالم)
سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اپریل۔ جون ۹۲ء
احسن البیان فی علوم القرآن (حسن الدین احمد) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ جولائی۔ ستمبر ۹۲ء
قرآنی مقالات (ادارہ علوم القرآن) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ جنوری۔ مارچ ۹۳ء
زکوۃ کے مصارف (عتیق احمد جائسی) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اپریل۔ جون ۹۳ء
راستے کی تلاش (عتیق الرحمٰن سنبھلی) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ جولائی۔ ستمبر ۹۴ء
ایرانی تصوف (کبیر احمد جائسی) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ جنوری۔ مارچ ۹۵ء
مجھے ہے حکم اذاں (عتیق الرحمٰن سنبھلی) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اکتوبر۔ دسمبر ۹۵ء
عہد نبوی کا نظام حکومت (محمد یسین مظہر صدیقی) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اپریل۔ جون ۹۶ء
تحدیث نعمت (محمد منظور نعمانی) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اکتوبر۔ دسمبر ۹۷ء
عکس رموز بے خودی (عصمت جاوید) سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اکتوبر۔ دسمبر ۹۸ء
ماہنامہ الفرقان لکھنؤ
اشاعت خاص بیاد حضرت مولانا محمد منظور نعمانی سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اپریل۔ جون ۹۹ء
بانی الفرقان (مرتب: عتیق الرحمٰن سنبھلی)
لوح ایام (مختار مسعود) ماہنامہ تہذیب الاخلاق علی گڑھ فروری ۹۷ء
تشنہ تشنہ (شعری مجموعی) ڈاکٹر محمد خطیب اللہ حمیدی ماہنامہ اردو بک ریویو نئی دہلی دسمبر ۹۵، جنوری ۱۹۹۶ء
حسرت موہانی (ڈاکٹر خلیق انجم) ماہنامہ اردو بک ریویو نئی دہلی جون، جولائی ۹۶ء
مکرر اشاعت روزنامہ قومی آواز، نئی دہلی ۴ر اگست ۹۶ء
الٹے قلم سے (مزاحیہ مضامین) تمنا مظفر پوری ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی جون، جولائی، ۹۶ء
حکیم سید عبدالحی ہاتف (ڈاکٹر رفعت آرا) ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی اکتوبر، دسمبر ۹۶ء

تذکرہ مفسرین ہند (محمد عارف اعظمی عمری)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	جنوری، فروری ۹۷ء
فسانہ عجائب از رجب علی بیگ سرور (رشید حسن خاں)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	مئی، جون ۹۷ء
دانت ہمارے ہونٹ تمہارے (رمیش منتری)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	جولائی، اگست ۹۷ء
خدا بخش لائبریری جرنل ۱۰۸ (مدیر حبیب الرحمٰن چغائی)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	جنوری، فروری ۹۸ء
مکتوبات نعمانی (مولانا محب الحق)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	جنوری، فروری ۹۸ء
نقوش خاطر (مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	جنوری، فروری ۹۸ء
بچوں کی تربیت (مولانا سراج الدین ندوی)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	جنوری، فروری ۹۹ء
اردو الفابیٹ ان ٹو دیوناگری لپی (پروفیسر این۔ ایس۔ گوریکر)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	جنوری، فروری ۹۸ء
نوادرات تحقیق (ڈاکٹر محمد علی اثر)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	مارچ، اپریل ۹۹ء
حرفے چند (جمیل الدین عالی)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	مئی، جون ۹۹ء
بیتی کہانی (شہر بانو بیگم)	ماہنامہ اردو بک ریویو، نئی دہلی	جولائی، اگست ۹۹ء

غیر مطبوعہ مضامین

علمی نثر، تعریف اور تقاضے	شعبہ اردو کی ریسرچ ایسوسی ایشن کے اجلاس میں پیش کیا گیا
سرسید سے پہلے علمی نثر کی صورت حال	شعبہ اردو کی ریسرچ ایسوسی ایشن کے اجلاس میں پیش کیا
مقالات شبلی جلد اول۔ ایک مطالعہ	شبلی سمینار منعقدہ اعظم گڑھ میں پیش کیا گیا
جمیل مظہری کی نظمیں	جدید اردو نظم سمینار منعقدہ علی گڑھ ۶۔۷ جنوری ۱۹۹۷ء
اردو میں بچوں کا ادب: ایک عمومی جائزہ	اسلامیہ کالج وانم باڑی میں منعقدہ سمینار
اقبال کی شاعری میں قرآنی تشبیہات واستعارات	
اقبال اور مغربی تہذیب	

دیگر علمی سرگرمیاں

مدیر علی گڑھ میگزین (اردو) ۸۶۔۱۹۸۵ء

مدیر ماہنامہ رفیق منزل نئی دہلی جنوری ۱۹۸۷ء تا دسمبر ۱۹۹۹ء

مدیر "رفتار" (شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا سالانہ مجلہ) ۱۹۹۶ء تا وفات

رکن مشاورتی بورڈ ماہنامہ اردو بک ریویو نئی دہلی اکتوبر ۱۹۹۶ء تا وفات

رفیق ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ، اگست ۱۹۹۱ء تا دسمبر ۱۹۹۴ء

معاون مدیر سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ ۱۹۹۱ء تا وفات

کلیات اقبال شائع شدہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی۔ ایڈیشن ۱۹۹۷ء کیلئے اشاریہ شخصیات واماکن پر نظر ثانی واضافے

رکن کمیٹی۔ امبیڈکر کی تحریروں کے اردو ترجمے کے لئے

●●

موضوعاتی فہرست

اشاریہ: "اردو بک ریویو"

جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء جلد ۵، شمارہ ۵۱۔۶۲

مرتب: عارف اقبال

موضوع	مضمون نگار / مرتب	ماہ	صفحات
ادارتی نوٹ:			
اپنی بات	عارف اقبال	جنوری۔ فروری	۳
پہلی بات	عارف اقبال	مئی۔ جون	۳
اداریہ			
اردو کی زمینی حقیقت	محبوب الرحمٰن فاروقی	جنوری۔ فروری	۴۔۵
اردو کی مقبولیت میں فلم انڈسٹری کا کردار	عارف اقبال	مارچ۔ اپریل	۳
اردو کتاب میلہ	عارف اقبال	نومبر۔ دسمبر	۳۔۴
ڈرائنگ روم کی علمیت سے باہر نکلئے	جاوید اختر	مئی۔ جون	۴
کتابوں کے مطالعے کا مزاج	عارف اقبال	ستمبر۔ اکتوبر	۳۔۴
مردم شماری ۲۰۰۱ء	عارف اقبال	جولائی۔ اگست	۳۔۴
مضامین / فیچر			
ابتدائی تعلیم اور اردو	ڈاکٹر عبد المغنی	جنوری۔ فروری	۲۰۔۲۱
اردو زبان کا دستوری اور قانونی موقف	منوہر راج سکینہ	مئی۔ جون	۷۔۱۰
اردو کی حقیقی صورت حال	محبوب الرحمٰن فاروقی	جنوری۔ فروری	۷۔۱۴
اگر کتابیں پڑھی جائیں تو سستی بھی ہو جائیں گی (فیچر)	عبد اللطیف ابو شامل	جنوری۔ فروری	۷۔۱۴
جس دن اردو کا رسم الخط چھوڑ دیا گیا اسی دن یہ فنا ہو جائے گی... پنڈت آنند موہن گلزار زتشی	ملاقاتی: شریف اسلم	مارچ۔ اپریل	۷۔۸
خطاطی بطور فن ہمیشہ زندہ رہے گی: راشد شیخ	ملاقاتی: غلام محی الدین	ستمبر۔ اکتوبر	۸۔۱۰
علامہ اقبال کے خطوط میں تحریف کی ایک بدترین مثال	ماہنامہ "سیارہ" لاہور	نومبر۔ دسمبر	۹۔۱۱
فن خطاطی کی معنوی وسعتیں	محمد احرار عالم	جنوری۔ فروری	۱۵۔۱۹
قصہ ایک قومی تعلیمی، تحقیقی ادارے کے پروفیسر کا	شاہد نعیم	نومبر۔ دسمبر	۷۔۸

مفیداور معیاری تعلیم	انقلاب، ممبئی	جولائی۔اگست	۹۔۱۰

موضوعاتی فہرست/ اشاریہ

آج کل (ماہنامہ) جنوری تا دسمبر ۱۹۹۹ء	ڈاکٹر ابرار رحمانی	جولائی۔اگست	۵۴۔۵۶
اردو بک ریویو۔ جنوری تا دسمبر ۱۹۹۹ء	عارف اقبال	جنوری۔ فروری	۹۵۔۱۰۳
ترجمان القرآن ۔لاہور، (ماہنامہ) جنوری تا دسمبر ۱۹۹۹ء	شائستہ ہاشمی	نومبر۔دسمبر	۵۱۔۵۵
جرنل خدا بخش لائبریری (پٹنہ)	عارف اقبال	ستمبر۔اکتوبر	۴۳۔۴۶
اقبالیات، لاہور (سہ ماہی مجلّہ) علامہ اقبال اکیڈمی، لاہور اپریل ۱۹۶۰۔ جولائی ۱۹۹۴ء	اختر النساء	(قسط اول) مارچ، اپریل	۴۳۔۴۶
	اختر النساء	(قسط دوم) مئی۔جون	۴۳۔۴۵
	اختر النساء	(قسط سوم) جولائی۔اگست	۵۰۔۵۳
	اختر النساء	(قسط چہارم) نومبر۔دسمبر	۵۶۔۵۸
علامہ اقبال (صحیفہ، لاہور)	ڈاکٹر نثار احمد فیضی	جنوری۔ فروری	۶۳۔۶۶
یوجنا، ماہنامہ (اردو اڈیشن) جنوری تا دسمبر ۱۹۹۹ء	عارف اقبال	(قسط اول) مارچ۔اپریل	۴۷۔۵۰
	عارف اقبال	(آخری قسط) مئی۔جون	۴۷۔۵۱

تبصرۂ کتب

مبصر	اسمائے کتب	مصنف/ مترجم/ مؤلف	ماہ	صفحات
ابرار رحمانی، ڈاکٹر	شیئر بازار میں سرمایہ کاری	عبد العظیم اصلاحی	۱۔۲	۳۱۔۳۳
ابرار رحمانی، ڈاکٹر	مرقع اقبال	جگن ناتھ آزاد	۵۔۶	۳۰۔۳۱
ابوالقاسم ایوب اصلاحی	سفر نامہ حرمین شریفین	طیب عثمانی ندوی	۱۔۲	۳۳۔۳۴
اے۔یو۔ آصف	اصول تحقیق: جدید ریسرچ کے اصول ضوابط	ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں	۱۔۲	۳۰۔۳۱
ایف۔ آر۔ مصباحی، حکیم	رہنمائے ریکس مطب	ریکس ریمیڈیز، پرائیویٹ لمٹیڈ	۳۔۴	۳۸
امام اعظم، ڈاکٹر	کانچ کا درخت (افسانے)	ابو اللیث جاوید	۳۔۴	۳۴۔۳۵
امام اعظم، ڈاکٹر	حصار درد (شاعری)	حسن امام درد	۱۱۔۱۲	۳۴۔۳۵
انور مینائی، ڈاکٹر	طلسم حرف (شاعری)	م۔اخلاق	۵۔۶	۲۶
تجمل	رہے یہ رہ گزرے شوق ...(شاعری)	فرحان سالم	۱۔۲	۴۴
حاذق ضیائی سہسرامی	شمس الاسلام، مجلّہ	ابرار احمد بگوی	۹۔۱۰	۱۸۔۱۹
حقانی القاسمی	وقار ہنر (شاعری)	وقار مانوی	۹۔۱۰	۳۱۔۳۲
خورشید نعمانی، ڈاکٹر	اقبال ریویو، مجلّہ شمارہ ۱، جلد ۸	ڈاکٹر بیگ احساس	۱۱۔۱۲	۳۳۔۳۴

ذکیہ رخشندہ	جہانِ طب، رسالہ	حکیم محمد خالد صدیقی	۹۔۱۰	۲۲۔۲۳
رحمت اللہ فاروقی	فارسی ادب کا مطالعہ	ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی	۱۔۲	۴۱
رضوان اللہ آروی، ڈاکٹر	دام تحریر (افسانے)	ڈاکٹر جلیس سہسرامی	۳۔۴	۳۰۔۲۲
رضوان اللہ آروی، ڈاکٹر	سلگتے نشیمن	ڈاکٹر جلیس سہسرامی	۳۔۴	۳۰۔۳۲
رضوان اللہ آروی، ڈاکٹر	اگلی صدی کے موڑ پر	عظیم راہی	۱۱۔۱۲	۲۹۔۳۰
رضوان احمد	میرے حصے کا زہر	فیاض رفعت	۷۔۸	۴۰۔۴۱
رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر	لمحات (سوانح)	خرم مراد (مرحوم)	۱۱۔۱۲	۱۸۔۲۰
ریاض الرحمٰن شروانی، پروفیسر	حجاب امتیاز علی: فن اور شخصیت	ڈاکٹر مجیب احمد خاں	۹۔۱۰	۱۶۔۱۷
سالک دھامپوری	آزادی فکر و نظر اور اسلام	سلطان احمد اصلاحی	۳۔۴	۱۵۔۱۶
سالک دھامپوری	اصول اسلام	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۵۔۶	۲۴۔۲۵
سالک دھامپوری	آدمی (افسانے)	اقبال احمد انصاری	۹۔۱۰	۳۰۔۳۱
سالک دھامپوری	فغان کشمیر (شاعری)	غلام نبی خیال	۹۔۱۰	۳۳۔۳۴
سالک دھامپوری	کشتِ غزل نما (شاعری)	ڈاکٹر حنیف ترین	۱۱۔۱۲	۴۱۔۴۲
سلیم انصاری	پین فرینڈ (ناولٹ)	بلدیو شانت	۳۔۴	۳۶۔۳۷
سہیل انجم	اندھا کنواں (افسانے)	حسن ساہو	۳۔۴	۳۵۔۳۶
سید محمد اقبال	امت مسلمہ: رہبر اور مثالی امت	محمد رابع حسنی ندوی	۳۔۴	۱۰۔۱۱
سید محمد اقبال	سری کشنار پورٹ (مکمل متن)	جاوید جمال الدین	۹۔۱۰	۳۶۔۳۷
شاہ رشاد عثمانی، ڈاکٹر	شعوری رجحانات (تنقید)	خلیق الزماں نصرت	۱۱۔۱۲	۴۰
شررمصباحی، ڈاکٹر	صہبائے عشق (شاعری)	عبد الباری خاں کاوش رامپوری	۱۔۲	۴۴۔۴۵
شررمصباحی، ڈاکٹر	مظہر حق، ماہنامہ تاج الفحول نمبر	عبد الحکیم مصباحی	۵۔۶	۱۶۔۱۷
شکیل الرحمٰن، پروفیسر	سیاسیات و معاشیات	ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۔۲	۲۷۔۲۹
شکیل الرحمٰن، پروفیسر	تعلیمات و علمی ادارے	ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۔۲	۲۷۔۲۹
شکیل الرحمٰن، پروفیسر	ہندوستان و ممالک غیر	ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۔۲	۲۷۔۲۹
شکیل الرحمٰن، پروفیسر	متفرقات	ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۔۲	۲۷۔۲۹
شکیل الرحمٰن، پروفیسر	تذکرہ مشاہیر کاکوروی	مولوی حافظ محمد علی حیدر	۳۔۴	۲۰۔۲۱
شفیق الرحمٰن	اپنے حصے کی دھوپ (افسانے)	مظہر سلیم	۱۱۔۱۲	۳۵۔۳۶
شفیع عقیل	نظام، معاشرہ اور تعلیم	برٹرینڈ رسل	۵۔۶	۲۲۔۲۳
ڈاکٹر صادق	اقبال کی شعری و فکری جہات	پروفیسر عبد الحق	۳۔۴	۲۳۔۲۴
ڈاکٹر صادق	تلمیذ غالب، میر مہدی مجروح حیات و تصانیف	ڈاکٹر محمد فیروز دہلوی	۳۔۴	۲۴۔۲۶

ضیاء الرحمٰن غوثی، سید	جنت سے نکالی ہوئی حوا (آپ بیتی)	نفیس بانو شمع	۹-۱۰	۲۸-۳۰
ظفر اقبال	کریڈٹ کارڈ	ڈاکٹر نور احمد شاہتاز	۳-۴	۱۲-۱۳
ظفر عالم، ڈاکٹر	العلم (سہ ماہی مجلّہ)	سید مصطفیٰ بریلوی	۹-۱۰	۱۴-۱۵
عابد انور	جدید اردو مختصر نویسی	رقیہ زیدی	۵-۶	۳۳
عارف اقبال	وقت کی آواز (خود نوشت سوانح)	اقبال سنگھ	۱-۲	۴۶-۴۷
عارف اقبال	اسلام اور عصر جدید	اختر الواسع	۱-۲	۲۹-۳۰
عارف اقبال	ہلال، ماہنامہ "ماں نمبر"	مرتضیٰ ساحل تسلیمی	۳-۴	۱۱-۱۲
عارف اقبال	اعتبار حرف	اقبال مسعود	۳-۴	۲۱-۲۳
عارف اقبال	رہگزر ماہنامہ نئی سیاسی جہت کی تلاش و جستجو	عبدالحفیظ خاں	۳-۴	۲۷-۲۹
عارف اقبال	جماعت اسلامی کا جائزہ	مولانا عامر عثمانی (مرحوم) مرتب: سید علی مظہر نقوی امروہوی	۷-۸	۲۲
عارف اقبال	لمحوں کا قرض	زاہد منیر عامر	۷-۸	۳۰-۳۱
عارف اقبال	شکیل الرحمٰن: تخلیقی تنقید کا ایک منفرد دبستاں	اقبال انصاری	۷-۸	۳۴-۳۶
عارف اقبال	حیات نو (مجلّہ) مولانا صدر الدین اصلاحی: حیات و خدمات	عبدالبر اثری	۹-۱۰	۲۳-۲۴
عادل اسیر دہلوی	ہرّے ہرّے (بچوں کی نظمیں)	عطاء الرحمٰن طارق	۵-۶	۲۳
عطاء عابدی	جسوندر شرما کے منتخب افسانے	سعید احمد دہلوی	۷-۸	۳۷-۳۹
عقیدت اللہ قاسمی	تمل ناڈو کے صاحب تصنیف علماء	علیم صبانویدی	۷-۸	۳۱-۳۳
عقیدت اللہ قاسمی	کتاب کا نکاح ثانی	منظور عثمانی	۷-۸	۳۶-۳۷
عقیدت اللہ قاسمی	ہندستان میں سلسلے قادریہ کے بانی	ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم	۹-۱۰	۱۹-۲۰
غضنفر اقبال سہروردی	تحقیق و تجزیہ	وہاب عندلیب	۱-۲	۴۲-۴۳
غضنفر اقبال سہروردی	شب تاب (شاعری)	شاہ حسین نہری	۱۱-۱۲	۴۳-۴۴
غطریف شہباز ندوی	مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع: تاریخ کے آئینے میں	ناجی محمد حسن عبدالقادر انصاری مرتب: محمد مصطفیٰ خاں ندوی	۷-۸	۲۰-۲۲
غطریف شہباز ندوی	آداب ازواج	مولانا محمد الاعظمی	۹-۱۰	۱۳-۱۵
غطریف شہباز ندوی	ہندتو	اسرار عالم	۱۱-۱۲	۱۳-۱۷
فیروز دہلوی، ڈاکٹر	مخزن فوائد (لغت)	نیاز علی بیگ نکہت دہلوی	۳-۴	۱۶-۱۷

فیروز دہلوی، ڈاکٹر	کلیات ضیاء	مرتبہ: پروفیسر ظہیر احمد صدیقی	۳-۴	۲۶-۲۷
فیروز دہلوی، ڈاکٹر	زہر گل (شاعری)	عالم خورشید	۲-۴	۲۹-۳۰
فیروز دہلوی، ڈاکٹر	پیٹ کی بیماریاں اور ان کا علاج	حکیم نور محمد چوہان	۵-۶	۲۸
فیروز دہلوی، ڈاکٹر	افہام و تفہیم	علی جاوید	۵-۶	۲۰-۳۰
فیروز دہلوی، ڈاکٹر	اردو کے غیر مذہبی سفرنامے	ڈاکٹر بشریٰ رحمٰن	۷-۸	۲۴-۲۶
فیروز دہلوی، ڈاکٹر	تذکرہ مسرت افزا	ابوالحسن امیر الدین احمد الہٰ آبادی	۷-۸	۲۸-۲۹
م۔ اخلاق	روشن افکار (شاعری)	حفیظ محمود بلند شہری	۵-۶	۳۲
محمود عالم	مثنوی جہاں شاہ جہاں بانو	راجا راج کشن راجہ ترتیب: ڈاکٹر یوسف تقی	۷-۸	۲۶-۲۸
محمود عالم	کوہ پیما (افسانے)	احمد ندیم قاسمی	۹-۱۰	۲۴-۲۶
محمود عالم	رمز عظیم آبادی: شخصیت اور فن	محمد شمس الحق	۱۱-۱۲	۲۳-۲۶
محمود عالم	قمر نعمانی: شخصیت اور فن	ڈاکٹر مظفر حسن عالی	۱۱-۱۲	۲۶-۲۸
محمود عالم	مولانا محمد انوار اللہ فاروقی شخصیت، علمی و ادبی کارنامے	ڈاکٹر عبدالحمید اکبر	۱۱-۱۲	۲۸-۲۹
محمد ارشد	مغربی افریقہ میں اسلام	ڈاکٹر شیث محمد اسماعیل اعظمی	۱۱-۱۲	۳۲-۳۳
محمد اعظم	دراصل	شمس الحق عثمانی	۵-۶	۱۸-۲۰
محمد رضی الاسلام ندوی	مولانا مسعود عالم ندوی: حیات اور کارنامے	ڈاکٹر عبدالحمید فاضلی	۱-۲	۲۶-۲۷
محمد رفیع انصاری	تعبیر و تشریح	محمد ایوب واقف	۷-۸	۳۳-۳۴
محمد کاظم	اردو کا ابتدائی زمانہ	شمس الرحمٰن فاروقی	۹-۱۰	۱۱-۱۲
محمد فاروق خاں، مولانا	اصول فہم قرآن	مولانا امین احسن اصلاحی مرتب: عبداللہ غلام احمد	۱-۲	۲۳
محمد فاروق خاں، مولانا	ادب کا اسلامی تناظر	ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی	۱-۲	۲۵
محمد فاروق خاں، مولانا	ذبیح کون؟	علامہ حمید الدین فراہیؒ	۴-۵	۹
محمد فاروق خاں، مولانا	تفسیر قرآن کے اصول	امام حمید الدین فراہیؒ ترتیب: خالد مسعود	۵-۶	۱۱-۱۵
محمد فاروق خاں، مولانا	امیر خسرو: فرد اور تاریخ	ڈاکٹر معین الدین عقیل	۵-۶	۲۱
محمد فاروق خاں، مولانا	احیائے اسلام: نئے محاذ، نئے مسائل	مصطفیٰ محمد الطحان	۷-۸	۱۷-۱۸
محمد فاروق خاں، مولانا	انعامات ربانی	حضرت محمد صدیق الہ بادی	۷-۸	۱۸-۱۹

محمد فاروق خاں، مولانا	بچوں کے دوہے	عادل اسیر دہلوی	۹-۱۰	۳۸
محمد فاروق خاں، مولانا	نغمات طیبات (نعتیہ کلام)	عزیز الدین خاکی القادری	۱۱-۱۲	۴۴-۴۵
محمد فاروق خاں، مولانا	ذکر صلی علیٰ	عزیز الدین خاکی القادری	۱۱-۱۲	۴۴-۴۵
محمد ہاشم قدوائی، ڈاکٹر	نشور واحدی: شخصیت اور فن	ڈاکٹر محمد ارشد خاں	۱-۲	۴۷
محمد ہاشم قدوائی، ڈاکٹر	پنڈت آنند نرائن ملا: حیات اور شاعری	ڈاکٹر عبدالرشید ظہیر	۵-۶	۲۵
محمد ہاشم قدوائی، ڈاکٹر	سیرت بانی دار العلوم	سید مناظر احسن گیلانی	۷-۸	۲۳-۲۴
محمد ہاشم قدوائی، ڈاکٹر	دیار حرم میں (سفرنامہ حج)	علامہ شبلی	۷-۸	۶۱
محمد ہاشم قدوائی، ڈاکٹر	حیات عمران (سوانح)	مولانا محمد عمران خاں ندوی	۱۱-۱۲	۲۱-۲۳
مسرور احمد	قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کے سائنسی کارنامے	ڈاکٹر غلام قادر لون	۱-۲	۲۴-۲۵
مسلم سجاد	اخوان المسلمون	محمد شوقی ذکی ترجمہ: ڈاکٹر رضوان علی ندوی	۹-۱۰	۱۵-۱۶
معصوم رضا، ڈاکٹر سید	موم کی گڑیا (افسانے)	ساحر کلیم	۹-۱۰	۲۶-۲۸
ممتاز احمد خاں، ڈاکٹر	اردو تنقید پر مغربی تنقید کے اثرات	سید تنویر احمد	۳-۴	۱۷-۱۹
منظر اعجاز، ڈاکٹر	قلم گوید (شاعری)	یعقوب یاور	۷-۸	۴۲-۴۳
منظر اعجاز، ڈاکٹر	وسیلہ (شاعری)	من موہن تلخ	۱۱-۱۲	۴۲-۴۳
نسیم سحر	رم جھم رم جھم (ماہیے)	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی	۱۱-۱۲	۳۰-۳۱
نظمی سکندر آبادی	آواز کا لمس (شاعری)	قمر سنبھلی	۹-۱۰	۲۵
نوشاد عالمی چشتی	کیا ہم سچ بولتے ہیں (شاعری)	ساحل احمد	۱-۲	۳۹-۴۱
نوشاد عالمی چشتی	روپیوں کا پیڑ (افسانے)	رشید انور	۳-۴	۳۳-۳۴
نوشاد عالمی چشتی	خواتین ہند کے تاریخی کارنامے	فضل حق عظیم آبادی	۵-۶	۲۷
نوشاد عالمی چشتی	فتاویٰ مقبولیہ	ابو الحسن مکاندار مقبولی	۹-۱۰	۲۱
نوشاد عالمی چشتی	تذکرہ سید مقبول احمد شاہ کشمیری	ابو الحسن مکاندار مقبولی	۹-۱۰	۲۱
یوسف ناظم	دلت کتھا (افسانے)	وقار قادری	۱۱-۱۲	۳۸-۳۹

تعارف و تبصرہ کتب

حقانی القاسمی	والعصر (شاعری)	واصف عابدی	۱۱-۱۲	۴۹-۵۰
شفیق الرحمٰن	ادھورے چہرے (افسانے)	دیپک بدکی	۱۱-۱۲	۴۶
شفیق الرحمٰن	خوابوں کے مسیحا (افسانے)	نعیم کوثر	۱۱-۱۲	۴۶-۴۷
شفیق الرحمٰن	سالانہ مجلّہ شاہین	معین الدین غازی، صغیر احمد	۱۱-۱۲	۴۷-۴۸
شفیق الرحمٰن	سالنامہ شعاع اردو (اسکولی مجلّہ)	نگہت جہاں	۱۱-۱۲	۴۸

شفیق الرحمٰن	کشتن (افسانے)	مقصود اظہر	۱۱-۱۲	۴۸
عارف اقبال	حضرت شاہ ولی اللہ	آباد شاہ پوری	۱-۲	۵۷
عارف اقبال	امام غزالی	آباد شاہ پوری	۱-۲	۵۷-۵۸
عارف اقبال	فکر صحت (ماہنامہ)	مدیر: محمد عاصم	۱-۲	۵۸
عارف اقبال	گھر گھر کی کہانی	مرتضیٰ ساحل تسلیمی	۱-۲	۵۹
عارف اقبال	رہبر طلبہ (عام معلومات)	خواجہ عمر	۱-۲	۵۹
عارف اقبال	سید عبدالرحیم: ہندستان فٹ بال کا مسیحا	الف۔انصاری	۱-۲	۶۰
عارف اقبال	خدمت خلق یا حقوق العباد	عبداللہ دانش	۱-۲	۶۰-۶۱
عارف اقبال	قادیانیت اور اس کے خدوخال	محمد عبدالرؤف	۳-۴	۳۹
عارف اقبال	علماء و مشائخ کی دینی و ملی خدمات	صاحبزادہ ابرار احمد	۳-۴	۴۰-۴۱
عارف اقبال	آسان انگریزی کا رہنما (اول۔دوم)	شکیل احمد بنگلوری	۳-۴	۴۰-۴۱
عارف اقبال	غزل اور ملکہ غزل: بیگم اختر (اول۔دوم)	ابراہیم درویش	۳-۴	۴۱
عارف اقبال	حضرت عمر بن عبد العزیزؒ	آباد شاہ پوری	۵-۶	۳۴
عارف اقبال	اسلامک موومنٹ (ماہنامہ) مارچ۔اپریل ۲۰۰۰ء	مدیر: ڈاکٹر شاہد بدر	۵-۶	۳۴
عارف اقبال	رفیق منزل، ماہنامہ (مئی ۲۰۰۰ء)	مدیر: عبدالجلیل	۵-۶	۳۴-۳۵
عارف اقبال	مسائل و معلومات حج و عمرہ	محمد معین الدین احمد	۵-۶	۳۵
عارف اقبال	ٹیلی ویژن: ایک خطرہ	محمد شعیب اللہ خاں بنگلوری	۵-۶	۳۵
عارف اقبال	حضرت نوری میاں کا تصلب فی الدین: ایک اصلاحی مقالہ	ڈاکٹر فاروق صدیقی	۵-۶	۳۵-۳۶
عارف اقبال	افکار عارفانہ	محمد عارف الدین	۵-۶	۳۶
عارف اقبال	عالمگیر تحریک قرآن فہمی	سید عبدالرزاق قادری	۵-۶	۳۶-۳۷
عارف اقبال	ہم کہاں جا رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟	سید عبدالرزاق قادری	۵-۶	۳۶-۳۷
عارف اقبال	طبی و ڈاکٹری لغات	ڈاکٹر حکیم غلام جیلانی	۵-۶	۳۷
عارف اقبال	آسان اردو قواعد	م۔ق سلیم	۵-۶	۳۷
عارف اقبال	آسان اردو خط و کتابت	م۔ق سلیم	۵-۶	۳۷
عارف اقبال	آج کل کے مضامین	م۔ر۔فاروقی / محمد کاظم	۷-۸	۴۴-۴۵
عارف اقبال	آج کل کے ڈرامے	م۔ر۔فاروقی / ڈاکٹر ابرار رحمانی	۷-۸	۴۴-۴۵
عارف اقبال	آج کل اور طنز و مزاح	م۔ر۔فاروقی / ڈاکٹر ابرار رحمانی	۷-۸	۴۴-۴۵

عارف اقبال	آج کل اور اقبال	م۔ ر۔ فاروقی / ڈاکٹر ابرار رحمانی	۷-۸	۴۴-۴۵
عارف اقبال	آج کل اور ادب کے پچاس سال	م۔ ر۔ فاروقی / ڈاکٹر ابرار رحمانی	۷-۸	۴۴-۴۵
عارف اقبال	ملی اتحاد، ماہنامہ "تعلیم کا کیسریا کرن"	مدیر: اسرار الحق قاسمی	۷-۸	۴۵-۴۶
عارف اقبال	رہنمائے اردو (اول۔ دوم)	راشدہ مجید	۷-۸	۴۶-۴۷
عارف اقبال	سفیر اردو لوٹن، سہ ماہی "غالب نمبر"	مدیر: ساحر شیوی سید معراج جامی	۷-۸	۴۷
عارف اقبال	عکس صادق ماہنامہ "غالب نمبر"	مدیر: گوہر ملسیانی	۷-۸	۴۷-۴۸
عارف اقبال	مژگان، سہ ماہی	مدیر: سنجر ہلال بھارتی نوشاد مومن	۷-۸	۴۸-۴۹
عارف اقبال	شمسی آواز، ماہنامہ "عالمی شمسی کانفرنس نمبر"	مدیر: عبدالحمید شمسی	۷-۸	۴۹
عارف اقبال	حضور انورؐ کے شام و سحر	حکیم سید قدرت اللہ قادری	۹-۱۰	۳۹
عارف اقبال	افکار ملی، ماہنامہ "مسلمانان بہار کی پچاس سالہ پیش رفت"	ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس	۹-۱۰	۳۹-۴۰
عارف اقبال	ورق ورق اضطراب لکھوں	رشید افروز	۹-۱۰	۴۰-۴۱
عارف اقبال	آپ کا چہرہ سچ بولتا ہے	سالک دھامپوری	۹-۱۰	۴۱
عارف اقبال	خواص: کیلا، پودینہ، انڈا چائے، پان، ہرڑ	حکیم حافظ طاہر محمود بٹ حکیم عبدالرحمٰن کشمیری	۹-۱۰	۴۲
ملک راشد فیصل	بیسویں صدی کا قائد اعلیٰ: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	احمد ابو سعید	۱۱-۱۲	۴۹

شخصیات

ابوالحسن علی ندوی، مولانا سید	پروفیسر شفیق احمد خاں ندوی (قسط اول)	۳-۴	۵۱-۵۴
ابوالحسن علی ندوی، مولانا سید	پروفیسر شفیق احمد خاں ندوی (آخری قسط)	۵-۶	۳۸-۴۲
مولانا علی میاں کی اردو تصانیف	محمد طارق زبیر ندوی	۱-۲	۷۱-۷۸
افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	۹-۱۰	۵۵-۵۶
ثاقت عباسی	اے۔ یو۔ آصف	۹-۱۰	۵۸
حفیظ میرٹھی	اے۔ یو۔ آصف	۱-۲	۸۱-۸۳
حمید انور (پٹنہ)	سید ضیاء الرحمٰن غوثی	۹-۱۰	۵۶-۵۷
رشید احمد صدیقی (لندن)	اے۔ یو۔ آصف	۹-۱۰	۴۹-۵۰

عباس علی خاں (بنگلہ دیش)	اے۔ یو۔ آصف	۱-۲	۷۹-۸۰
علی سردار جعفری	ڈاکٹر ابرار رحمانی	۹-۱۰	۵۰-۵۱
محمد سلیم، پروفیسر، سید (لاہور)	پروفیسر ڈاکٹر احسان الحق	۱۱-۱۲	۵۹-۶۰
منور حسین فلاحی، ڈاکٹر	شفیق الرحمٰن	۹-۱۰	۵۳-۵۴
محمد یوسف لدھیانوی، مولانا	مفتی محمد سلمان منصورپوری	۷-۸	۵۷-۵۸

وفیات : علماء، مشاہیر علم و ادب، صحافی و شعراء

☆ راما نند جور ☆ پروفیسر کرار حسین ☆ حق بنارسی ☆ اندر سروپ دت ناداں ☆ خالد کمال ☆ حکیم محمد زماں الحسینی ☆ عبدالغفار آزاد ☆ ناصر الدین البانی ☆ ایم جے ذکریا سیٹھ ☆ سید اشتیاق اظہر ☆ عبدالخالق سنبھلی ☆ خلیل احمد خلجی ☆ محمد ابراہیم انصاری	جنوری۔ فروری	۸۴-۸۶
☆ مفتی نظام الدین ☆ ہارون رشید ☆ مولانا محمد حنیف ☆ چارلس جوز فپٹا ☆ آئی۔ پی۔ تواری ☆ مولانا صغیر احمد اشرفی ☆ صبیحہ انصاری ☆ شہاب جعفری ☆ خالد وصی اللہ ☆ محمد شاہد عظیم ☆ بام دیو رشی پٹیالوی ☆ بخشی رام الفت ☆ استاد اللہ رکھا خاں	مارچ۔ اپریل	۵۴-۵۵
☆ شفیق الرحمٰن ☆ مولانا برجیس احمد ☆ محمد غفران ☆ علامہ ذیشان حیدری جوادی ☆ ڈاکٹر شفیق عالم ☆ مولانا محمد امین اثری ☆ قاری ضیاء احمد عثمانی ☆ راجندر ملہوترہ ☆ محمد شریف الحق امجدی	مئی۔ جون	۵۴-۵۵
☆ مجروح سلطان پوری ☆ مولانا ناظم ندوی ☆ مولانا احمد علی ☆ سعید انجم ☆ ثقلین حیدر ☆ سیف بھارتی ☆ سعید شہیدی ☆ محمد غفران ☆ نسیم منّان ☆ بشیر نظر ☆ ڈاکٹر افتخار احمد قمر ☆ برق زیدی ☆ باربرا کارٹلینڈ ☆ محمد شمیم احمد ☆ حمید انور	جولائی۔ اگست	۵۹-۶۳
☆ منظر کاظمی ☆ انجم رومانی ☆ پروفیسر سید عقیل ہاشمی ☆ قدیر امتیاز ☆ محمد منظور حسن ☆ پروفیسر محمد سلیم خاں ☆ ہنومان پرساد سر بواستو ☆ قیصر عثمانی ☆ مولوی اختر الزماں ناصر ☆ عشرت کرتپوری ☆ سید اقبال عظیم	ستمبر۔ اکتوبر	۵۹-۶۲
☆ انور عظیم ☆ ڈاکٹر سید حامد حسین ☆ عزیز جھانسوی ☆ قمر جمیل ☆ خلیل منظری ☆ احقر کانٹھوی ☆ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی	نومبر۔ دسمبر	۶۱-۶۲

متفرقات

☆ **فہرست مترجمین** : ☆ عقیدت اللہ قاسمی ☆ سالک دھامپوری ☆ سید ظفر الاسلام ☆ معین الدین عثمانی — ستمبر۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء ۴۷-۴۸

☆ فہرست پی ایچ۔ڈی : (تازہ مقالے) جولائی۔اگست ۲۰۰۰ء ۶۴
☆ خبریں : علمی وادبی جنوری۔فروری ۲۰۰۰ء ۸۔۹۰
☆ خبریں : علمی وادبی مارچ۔اپریل ۲۰۰۰ء ۵۹۔۶۲
☆ خبریں : علمی وادبی مئی۔جون ۲۰۰۰ء ۵۳۔۵۴
☆ اردو اکیڈمی کے سالانہ ایوارڈ مرتب : جاوید اختر مئی۔جون ۲۰۰۰ء ۵۶۔۵۷
☆ خبر و نظر : اردو کتاب میلہ، ممبئی کتاب میلہ، اردو یونیورسٹی کا ایک روزہ سمپوزیم (دہلی) نومبر۔دسمبر ۲۰۰۰ء ۶۸۔۷۰

●●

درج ذیل کتب ہم سے طلب فرمائیں

☆نظام القرآن	امام حمید الدین فراہیؒ	170/=
☆حکمت قرآن	امام حمید الدین فراہیؒ	60/=
☆ذبیح کون	امام حمید الدین فراہیؒ	80/=
☆اسباق النحو (اول، دوم مکمل)	امام حمید الدین فراہیؒ	30/=
☆حقیقت نماز	مولانا امین احسن اصلاحی	23/=
☆محبت رسولؐ اور اس کے تقاضے	ولی اللہ سعیدی فلاحی	60/=
☆میری تمام سرگذشت ((سید ابوالحسن علی ندوی))	ڈاکٹر محمد نفیس حسن	125/=
☆ادراک معنی (مضامین)	ڈاکٹر محمد نفیس حسن	125/=
☆تنقیح و تشریح: محمود عالم کے تبصرے اور تنقیدی مضامین	مرتب: عارف اقبال	100/=
☆نشیب و فراز (سوانح)	محمد ابوالفضل فاروقی	250/=
☆اردو کا ابتدائی زمانہ	شمس الرحمن فاروقی	120/=
☆جدید اردو تنقید کا تجزیاتی مطالعہ	ڈاکٹر نشاط فاطمہ	140/=
☆کلیات اقبال مع اشاریہ، شخصیات واماکن کا تعارف	علامہ اقبال	140/=(مجلد)
☆پرواز راز (شعری مجموعہ)	ڈاکٹر خلیل الرحمن راز	150/=

رابطہ:
Applied Publications. Pvt. Ltd.
1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel Kohinoor
Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002
Ph:3289268

نئی کتابیں
New Arrivals
Classified List

تحقیق و ترتیب: عارف اقبال

اسلامیات

اسمائے کتب	مصنف/مولف/مترجم	صفحات	قیمت	ناشر/تقسیم کار
احکام الصیام	محمد آصف احسان عبدالباقی	۱۲۸	ـ	کشمیر بکڈپو، چینوٹ بازار، فیصل آباد (پاکستان)
اسلام میں آخرت کا تصور	محمد خاں منہاس	۷۲	۲۵/ـ	الفوز اکیڈمی، ۳۱۷، گلی ۱۶، F2/10، اسلام آباد
اسماء اللہ عزوجل (اول)	رشید اللہ یعقوب	۲۵۴	صدقہ جاریہ	رحمۃ للعلمین ریسرچ سنٹر، مکان نمبر ۸ زمزمہ اسٹریٹ نمبر ۳ زمزمہ کلفٹن، کراچی 75600
انفاق فی سبیل اللہ	خلیل الرحمن چشتی	۸۸	۳۰/ـ	الفوز اکیڈمی، اسلام اباد (پاکستان)
ترجمۂ قرآن: مع مختصر حواشی نیا خصوصی ایڈیشن	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۹۰۴	۱۷۵	MMI پبلشرز، 307 ابوالفضل اکیڈمی، جامعہ نگر نئی دہلی۔110025
ترجمہ قرآن: مع مختصر حواشی نیا خصوصی ایڈیشن	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۹۰۴	۳۵۰/ـ	ادارہ ترجمان القرآن، رحمٰن مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور
تزکیہ نفس: مفہوم، ماہیت اور تدبیریں	خلیل الرحمن چشتی محمد خاں منہاس	۱۶۰	۵۰/ـ	الفوز اکیڈمی، اسلام آباد (پاکستان)
توحید اور شرک	محمد خاں منہاس	۸۲	۲۵/ـ	الفوز اکیڈمی، اسلام آباد (پاکستان)
تیسیر القرآن (دوم) تفسیر	مولانا عبدالرحمٰن کیلانی	۶۶۳	۲۶۰/ـ	مکتبہ السلام، اسٹریٹ نمبر ۲۰ وسن پورہ، لاہور
حدیث کی اہمیت اور ضرورت	خلیل الرحمن چشتی	۱۹۸	۷۰/ـ	الفوز اکیڈمی، اسلام آباد (پاکستان)
دنیا کی عظیم ترین نعمت: قرآن حکیم	ڈاکٹر اسرار احمد	۳۲	۱۰/ـ	مکتبہ مرکزی خدام القرآن K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور
رب کا پیام	خرم مرادؒ	۱۴۹	۶۰/ـ	منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور
شریعت اسلامیہ کے محاسن	شیخ عمر	۳۲۱	۱۵۰/ـ	ایشیا پبلی کیشنز، A-9/1 ایشیا منزل، رائل پارک، لاہور
صمصام القرآن	حافظ محمد صدیق ارکانی	۱۲۸	ـ	حرکۃ الجہاد الاسلامی، اراکان، برما
فتاوی ارشادیہ مع اردو ترجمہ اول	مولانا مفتی عبدالغفار رامپوری	۲۹۲	ـ	خانقاہ عنایتیہ مجددیہ، رامپور (یوپی)
قرآن حکیم اور قانون وضعی	محمد انیس الرحمٰن ایڈوکیٹ	۱۷۲	۱۵۰/ـ	سید سلیمان ندوی اکیڈمی، ۲۰۵، مشرف آباد، کراچی
قرآنی موضوعات	محمد شریف بقا	۹۸۰	۶۰۰/ـ	علم و عرفان پبلشرز C-7، ماتھر اسٹریٹ، ۹ لوئر مال روڈ، لاہور
گستاخ رسول کی شرعی حیثیت	مفتی گل رحمٰن قادری	۲۰۸	۶۰/ـ	رضوی کتاب گھر، 425 اردو مارکیٹ، مٹیا محل، دہلی۔۶
مطالب قرآن: ایک نظر میں (پارہ بہ پارہ)	یعقوب سروش	۳۰۲	۵۰/ـ	مکتبہ بساط فکر و ذکر، شریف کالج، آرمور، نظام آباد A-P

مکالمہ انسان و قرآن	عبداللہ میاں حسنی قادری ترتیب: پروفیسر اکبر رحمانی	-	۵۰/-	مکتبہ آموزگار، 37 بھوانی پیٹھ، اسلام پورہ جلگاؤں 425001

سماجیات

آزاد ہندوستان: ماضی اور مستقبل	مقالہ سیمینار جامعہ ہمدرد ۱۹۹۸	۴۸۴	۲۵۰/-	خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ 800004
اسلام میں عورت کا مقام	ڈاکٹر اسرار احمد	۱۲۰	۲۰/-	مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور
افکار سلیمانی (سید سلیمان ندوی)	مولانا مجیب اللہ ندوی	۴۹۹	۷۵/-	جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ U.P
انسانی کردار: ایک نفسیاتی و معاشرتی تجزیہ	پروفیسر شمشاد حسین ترجمہ: ذکیہ مشہدی	۲۸۱	۱۵۰/-	خدا بخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ 800004
انوار بصیرت	شمیم امام	-	۵۰/-	ادارہ حسنی سماج، پالی کالونی، پٹنہ 800008
انمول باتیں	سید عرفان قیصر	۲۰۲	۹۵/-	اقراء اکیڈمی، 103، فرسٹ فلور، FL-6، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی
بیسویں صدی کے رسول نمبر (تحقیق)	پروفیسر محمد جاوید اقبال	۵۹۲	۲۵/-	فروغ ادب اسلامی، B-108، سٹیلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالا
تبلیغی جماعت اور اخوان المسلمین	ابو ابراہیم ابن سلطان عدنانی ترجمہ: مولانا محمد الاعظمی	۲۲۴	۲۵/-	الحدیث اکیڈمی، مرزا ہادی پورہ، مئوناتھ بھنجن 275101
تحفۂ خواتین	ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ فوزان ترجمہ: محمد ابراہیم	۱۶۰		اقصیٰ بکڈپو، صدر بازار مئوناتھ بھنجن U.P
دینی مدارس: مسائل اور تقاضے	ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی	۳۲	۷/-	MMI پبلشرز، اوکھلا، نئی دہلی 110025
شہیدان ناموس رسالتؐ	محمد متین خالد	۳۹۲	۳۵/-	فاتح پبلشرز، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور
غیر مسلم ذہن کے شبہات اور ہمارا موقف	پروفیسر عمر حیات خاں غوری	۱۱۲	۳۵/-	MMI پبلشرز، اوکھلا، نئی دہلی 110025
مغرب اور اسلام (اشاعت خاص)	مراد ہوف مین مرتبہ: سید راشد بخاری	۱۱۲	۶۵/-	انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، مرکز F-7، اسلام آباد
مغربی جمہوریت اور اسلام (اقبال کا نقطۂ نظر)	پروفیسر محمود علی ملک	۷۱	۵۰/-	بزم اقبال، 2 کلب روڈ، لاہور
مولانا آزاد اور مسلم مسائل	ڈاکٹر مشیر الحق مرتبہ: شہناز انجم	۷۲	۱۰۰/-	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
النکاح من سنتی	مرزا نعیم الدین	۸۲	مفت	733، بلاک 14-FB، ایریا، کراچی

شخصیات

بیس بڑی خواتین	مولانا محمد حسین صدیقی	۴۴۸	۱۴۰/-	زمزم پبلشرز، اردو بازار، کراچی
ڈاکٹر ذاکر حسین: حیات و خدمات	مقالے سیمینار ۱۹۹۹	۲۶۹	۳۰۰/-	خدا بخش لائبریری، پٹنہ 800004
سید مودودیؒ: ایک جامع تعارف	عبدالحفیظ رحمانی	۱۷۷	۵۰/-	دار العرفان، 4 ایس ایم قاسم اسٹریٹ، ویلور T.N632003

گلستان مسعودیہ (حالات سید اسلم غازی)	عبدالرحمٰن چشتی علوی	۱۵۲	۲۰/-	الجامعۃ الغازیہ، کوئلسہ بازار، اعظم گڑھ (یوپی)
نذر مغنی تبسم	پروفیسر سلیمان اطہر جاوید	۷۸۶	۵۰۰/-	مکتبہ شعر و حکمت 659/2-3-6 سوماجی گوڑہ حیدر آباد 500082

تذکرہ/ تاریخ/ سوانح/ سفر نامہ

آئینۂ حقیقت (امروہہ کی تاریخ)	سید امان علی نقوی شجر	۷۵۶	-	ادارہ تحقیق شاہ ولایت اکیڈمی، A-215، بلاک سی، تیموریہ کراچی
اسلام، معاشیات اور ادب (خطوط)	محمد نجات اللہ صدیقی	۴۲۶	۲۰۰/-	ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ علیگڑھ 202001
برف سے صحرا تک (سفر نامہ)	فیصل نواز چودھری	۱۸۰	-	Etterstad. Sletta-90, 0659 Oslo-6 (Norway)
بیت اللہ کے سائے میں (سفر نامہ حج)	حافظ جاوید اقبال	۸۰	۳۶/-	اذان سحر پبلی کیشنز، کیسر مارکیٹ، چیمبر لین، لاہور
بھارت میں چار ہفتے (سفر نامہ)	سید علی اکبر رضوی	۲۰۲	-	ادارہ ترویج علوم اسلامیہ، B-81، کے ڈی اے اسکیم نمبر 1 الف کارساز روڈ، کراچی 75350
تاریخ الہند عہد وسطیٰ (غیر مطبوعہ ماخذ)	-	۴۵۵	۱۵۰/-	خدا بخش لائبریری، پٹنہ 800004
جنہیں ختم نبوت سے عشق تھا	محمد طاہر رزاق	۲۰۰	۹۰/-	عالمی مجلس ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان (پاکستان)
دلی کی تاریخی مساجد (جلد دوم)	عطاء الرحمٰن قاسمی	۱۸۴	۱۰۰/-	مولانا آزاد اکیڈمی D-34، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی 25
دیواروں کے باہر (آپ بیتی)	ندا فاضلی	۲۶۰	۱۵۰	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
رامپور کا دبستان شاعری	شبیر علی خاں شکیب	۵۰۰	۴۰۰/-	رامپور رضا لائبریری، رامپور U.P
سخن ور (حصہ چہارم) (تذکرہ شعرا و شاعرات)	سلطانہ مہر	-	۴۰۰/-	Meher Book Foundation, 20873 East Walnut Canyon Road, Walnut CA 91789 U.S.A
صحرا میں چاند (معروف شعراء کے کلام اور سوانحی خاکہ)	سرور انبالوی	۱۹۲	۶۰/-	مکتبہ گلزار ادب، اسٹریٹ نمبر 7 ڈھیری، حسن آباد راولپنڈی (پاکستان)
مور طن کیشرہ (جبل پور، ٹونک، سرونج، جاورے کا تذکرہ)	مسرور احمد زئی	۹۶	-	ادارہ انوار ادب، 371، بلاک سی ون، یونٹ 8 لطیف آباد، حیدر آباد (پاکستان)
وفیات مشاہیر اردو	بشارت علی خاں فروغ	۷۶۴	۴۰۰/-	مصنف، محلہ شاہ آباد گیٹ، رامپور U.P244910

ادبیات

تحقیق و تنقید

اردو املاء (دوسرا ایڈیشن)	رشید حسن خاں	۵۰۷	۱۳۵/-	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک، آر کے پورم، نئی دہلی 110066

انوار یے (تاثرات واحساسات)	پروفیسر انور رومان	۱۶۰	۱۵۰/-	سیرت اکیڈمی بلوچستان، 272A، او بلاک III، سٹیلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ (پاکستان)
تناظر اور تشخص	مختار شمیم	۱۶۸	۱۲۵/-	بھوپال بک ہاؤس، بدھوارہ، بھوپال 469001
ذکر محفوظ	کمال جعفری	-	۱۱۵/-	114-A، مدن موہن برمن اسٹریٹ، کلکتہ 7
ذوق نظر (دوسرا اڈیشن	ڈاکٹر برج پریمی	-	۱۵۰/-	سب رس کتاب گھر، پنچہ گٹہ رود، حیدر آباد 500082
شعر و حکمت	شہریار اور مغنی تبسم	۵۳۶	۲۰۰/-	مکتبہ شعر و حکمت 6-3-659/2 حیدر آباد 500082
غالب فکر و فرہنگ	تحسین فراقی	۲۴۸	۱۲۸	اردو اکیڈمی پاکستان، 793، این پونچھ روڈ، سمن آباد، لاہور
فرہنگ ادبیات	سلیم شہزاد	۷۶۸	۵۰۰/-	منظر نما، 323، منگلوار روڈ، مالیگاؤں 423203
کشکول (مقالات و تبصرے)	شمر امام	-	۱۰۰/-	ادارہ حسینی سماج، بالی کالونی، پٹنہ 800008
مضامین نو	نرگس سلطانہ	۱۴۲	۱۰۰/-	تخلیق کار پبلشرز 104/B، یاور منزل، آئی بلاک لکشمی نگر، دہلی 110092
نفسی تجربے اور ادبی تخلیق	ارشد مسعود ہاشمی	۱۲۷	۱۲۵/-	صدر شعبہ اردو، گوپیشور کالج، ہتھوہ، گوپال گنج 841436

ادبیات

افسانے / ناول

آدھا آدمی	مشتاق اعظمی	-	۵۰/-	پکا بازار، آسنسول W.B 713301
ابابیلیں لوٹ آئیں گی	ترنم ریاض	۲۰۸	۱۷۵	مصنف، C-11، جنگپورہ ایکسٹنشن، نئی دہلی 110014
ایڈز	خورشید حیات	-	۶۰/-	مکتبہ الحیات، نیو کریم گنج، گیا (بہار)
ایک شام کا قصہ	سلطان جمیل نسیم	۱۲۸	۱۲۰/-	A-49، بلاک ـ 3، گلشن اقبال، کراچی
بند راستے	ابن کنول	۱۷۶	۱۵۰/-	P.Box 9712، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
پرستش برق کی	سہیل وحید	۱۵۰	۱۰۰/-	33، آفیسرز ہاسٹل، میرابائی مارگ، لکھنؤ U.P
جمع، تفریق، تقسیم (ناول)	اکرام بریلوی	۵۳۶	۳۰۰/-	البلال ادب پبلی کیشنز، A-776، بلاک-H نارتھ ناظم آباد، کراچی (پاکستان)
جنگل	اقبال انصاری	۱۶۰	۱۵۰/-	محمد شہزاد، F-176، پانڈو نگر، دہلی 110092
سراب	فرخندہ ضمیر	۱۲۸	۱۲۰/-	ارباب منشن، آزاد نگر، خان پورہ، اجمیر (راجستھان)
فاہیان کا بیٹا	محمد اکرم اعظمی	۸۰	۴۰/-	ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، پان والی کوٹھی، دودھ پور علی گڑھ 220202

ادبیات

شعری مجموعہ

انتخاب کلام مصحفی	نورالحسن نقوی	۸۰	۳۰/-	خدابخش لائبریری، پٹنہ 800004
بے در و دیوار	سید احمد شمیم	۲۰۸	۲۰۰/-	بیت المشرف، جے کے ایس کالونی، پار ڈیہہ کپالی جمشید پور 832110 (بہار)
پنکھڑی اور کائنات	شبنم مناروی	۱۱۲	۱۰۰/-	سیپ پبلی کیشنز، P.B.3224، کراچی 75730
پیش رو غزلیں	فاروق شمیم	۹۶	۱۰۰/-	I-17-67 نارائن نگر، جونا بازار، اورنگ آباد 431001

تنہا پتہ	وحید الحسن	۱۸۲	۱۵۰/-	سن فلاور ایسوسی ایٹس، 84 مسجد روڈ، دھتکی ڈیہہ، جمشید پور 831001
حرف دلنواز	کمال جعفری	-	۱۲۵	A-114 مدن موہن برمن اسٹریٹ، کولکوتا 7
حریم دل	نجمہ منیر	۳۲	-	تناظر مطبوعات، 340 ریواز گارڈن، لاہور
خواب تحریر	یعقوب راہی	۱۲۸	۱۵۰/-	101، ارپن اپارٹمنٹ، لکشمی پارک، نیا نگر، میرا روڈ ممبئی 401107
درد موسم کی ہوا	شاہین بدر	۲۲۴	۲۰۰/-	A-259، شارمان ٹاون، سیکٹر B-14، نارتھ کراچی 75850
دیوان رنجور (نسخہ خدابخش لائبریری)	رنجور عظیم آبادی	۱۷۷	۸۰/-	خدابخش لائبریری، پٹنہ 80004
سارا جہاں آئینہ ہے	فہم شناس کاظمی	۲۳۲	۱۳۰/-	فکشن ہاؤس، 18، مزنگ روڈ، لاہور
سبز و سرخ	راشد بنارسی	۱۶۰	۱۲۵/-	D-43/39، بازار سدانند، وارانسی U.P
صلو علیہ و آلہ (نعتیہ)	ساغر جید	۱۱۲	۱۰۰/-	20-360، مستان والی اسٹریٹ، کڑپہ A.P516001
طاقوں میں پڑے خواب	ثروت سلطانہ ثروت	۱۹۲	۱۵۰/-	بساط ادب پاکستان، کراچی
گماں کا صحرا	اقبال توصیفی	-	۸۰/-	مکتبہ شعر و حکمت، حیدر آباد
مہکتے حرف	ریحانہ تبسم فاضلی	۱۶۰	۸۰/-	فاضلی پبلی کیشنز، B-18، حبیب اسکوائر-3، کمرشیل ایریا ناظم آباد 3، کراچی (پاکستان)
میں ہواؤں کا رخ بدل دوں گا (کلیات)	عارف شفیق	۴۸۸	۹۰/-	فرید پبلشرز، کمرہ نمبر ۹ پہلی منزل، نوشین سنٹر، نیو اردو بازار، کراچی (پاکستان)
میری نیند کے خواب	قمر نقوی نقشبندی	-	۱۵۰/-	لالہ زار اکیڈمی، 3-D/16 جناح کالونی، اسٹریٹ 131 سمن آباد، لاہور
نغمۂ رحمت	ظفر انصاری ظفر	۴۰	۱۰/-	حنفیہ کتاب منزل، مہوہ، ویشالی (بہار)
نعت رسولؐ خدا	ڈاکٹر محمد علی اثر	۲۴	ادعیہ	نشاط پبلشرز 20-4-226 محبوب چوک، حیدر آباد 2

بچوں کا ادب

اردو میں بچوں کے ادب کی انتھولوجی	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی	۳۶۴	۱۰۰/-	ساہتیہ اکیڈمی، رویندر بھون، 35 فیروز شاہ روڈ، نئی دہلی ۳
بچے پھول ہوتے ہیں	محسن باعشن حسرت	۱۱۲	۵۰/-	A پرنب اسٹریٹ، پہلی منزل، کولکوتا 700072

متفرقات

تمباکو کا استعمال	مفتی محمد فیض احمد	۳۲	۱۲	سبز واری پبلی کیشنز، آر بی 11/49، رتن تلاؤ اسٹریٹ، کراچی (پاکستان
جنرل انگلش فاریو (اردو داں طلبہ کے لیے)	ایس عبداللہ	۳۶۸	۶۰/-	فلاح بکڈپو، قاسم گنج، بلیریا گنج، اعظم گڑھ U.P

فتنہ قادیانیت کو پہنچایئے	محمد طاہر رزاق	۴۷٦	ـ	عالمی مجلس ختم نبوت، حضوری باغ، ملتان (پاکستان)
قادیانی غداروں کی نشاندہی	محمد طاہر رزاقی	۲۰۸	۹۰/ـ	عالمی مجلس ختم نبوت، حضور باغ، ملتان (پاکستان)
کلید برائے دروس اللغۃ العربیہ (دوم)	ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم	۱۳۰	٦۰/ـ	اسلامک فاؤنڈیشن ٹرسٹ، 78 پیر مبور ہائی روڈ چنی 600021
ہفتہ وار پچ کا توضیحی اشاریہ	عدالعلیم قدوائی	۵۷۸	۱٦۰/ـ	خدابخش لائبریری، پٹنہ 800004
ہومیوپیتھی اور نوجوانوں کے جنسی مسائل (دوسرا اڈیشن)	ڈاکٹر محمد اشرف شاہ	۳۰۷	۱۰۰/ـ	صبا پبلی کیشنز، صدرہ بل، حضرت بل، سرینگر 190006

رسائل و مجلات

استعارہ ۲ (سہ ماہی)	مدیران: محمد صلاح الدین پرویز حقانی القاسمی	۴۴۰	۱۵۰/ـ	A-4 ذاکر باغ، اوکھلا روڈ، نئی دہلی 110025
اقدار (دل شاہجہاں پوری نمبر)	مدیر: شبنم رومانی	۲۰۴	۱۰۰/ـ	اقدار، 207، گھڑیالی بلڈنگ، صدر کراچی
تخلیق (خلیجی ریاستوں میں اردو)	مدیر: اظہر جاوید	ـ	۲۰۰/ـ	بھگوان اسٹریٹ، پرانی انارکلی، لاہور 54000
تعمیر حیات: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی خصوصی اشاعت	مدیر: شمس الحق ندوی	۳۵۱	۱۳۰/ـ (سالانہ)	پوسٹ بکس نمبر 93، ندوۃ العلماء، لکھنؤ 226007
التغابن (کتابی سلسلہ ۲	مدیر: ابن اسماعیل	۱٦۰	۲۵/ـ	پنڈت بلڈنگ، مین چوک، سوپور 193201 (کشمیر)
جامعہ (خواجہ حسن نظامی نمبر)	مدیر: شمیم حنفی	۲۰۰	۵۰/ـ	ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ نگر نئی دہلی 110025
رابطہ (مظہر امام نمبر)	ترتیب: نذرالاسلام نظمی	ـ	۵۰/ـ	H-16/283 سنگم وہار، نزد تعلیم آباد، نئی دہلی 62
سیارہ (خصوصی شمارہ ۲۰۰۰ء)	حفیظ الرحمن احسن	۴۲۰	۱۲۰/ـ	ایوان ادب، اردو بازار لاہور
ظلال القرآن، ماہنامہ	سید معروف شاہ شیرازی	۴۰	۱۵/ـ سالانہ ۱۵۰	پتہ: سی سن پلازہ پروپورشن، فلیٹ نمبر 10، مرکز F-7 اسلام آباد (پاکستان)
فکر اسلامی (مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نمبر)	مدیر: محمد اسعد قاسمی	٦۸۸	۱۵۰/ـ	مرکز دعوت و ارشاد، دارالعلوم اسلامیہ، بستی U.P
فکر اسلامی (معاصر فقہ نمبر)	مدیر: محمد اسعد اعظمی	۴۹۲	۱۰۰/ـ	مرکز دعوت و ارشاد، دارالعلوم اسلامیہ، بستی U.P
فکر و آگہی، سہ ماہی (علیگڑھ نمبر)	مدیر: ڈاکٹر رضیہ حامد	۹۹۹	۵۰۰/ـ	ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
معیار (اخترالایمان نمبر)	مرتب: شاہد ماہلی	۵۹٦	۳۰۰/ـ	معیار پبلی کیشنز، K-302، گیتا کالونی، دہلی 110031
نخلستان (خواتین نمبر)	مدیرہ: ملکہ نسیم	۹٦	۱۰/ـ	راجستھان اردو اکیڈمی، J-3 سبھاش مارگ، سی اسکیم جے پور
ہدیٰ، ماہنامہ ڈائجسٹ (ملائکہ نمبر)	مدیر: احمد مصطفیٰ صدیقی راہی	۴۵۰	۴۰/ـ	پٹنہ 3/45 جنگ پورہ (B)، متھرا روڈ، نئی دہلی 110014
ہدیٰ عظیم اولیاء نمبر (نیا اڈیشن) جلد اول تا جلد نہم	مدیر: احمد مصطفیٰ صدیقی راہی	۹ حصے	۳۹۰	" "
ہانگوورلڈ (پہلا شمارہ)	مدیران: ساحر شیوی سید معراج جامی	۱۴۴	۵۰/ـ	ہانگوورلڈ، پوسٹ بکس 17667، کراچی 75300

●●

شخصیات

انور عظیم

از: ڈاکٹر ابرار رحمانی

اردو میں ترقی پسند تحریک کے علمبردار ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ مجروح سلطانپوری، پھر علی سردار جعفری اور اب ۲۰/اکتوبر کو انور عظیم بھی ہم سے جدا ہو گئے۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ٧٦ سال تھی۔ ان کی پیدائش ۱۹۲۴ء میں پٹنہ کے قریب ضلع نوادہ کے ایک گاؤں پوکسی میں ہوئی۔ روایتی ابتدائی تعلیم کے بعد پٹنہ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے کیریئر کا آغاز صحافت سے کیا۔

صحافت ان کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ ۱۹۴۸ء میں کلکتہ کے روزنامہ "استقلال" سے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز کرنے والے انور عظیم نے مکتبہ جامعہ کی بھی خدمت انجام دی پھر ۱۹۵٦ء میں بطور مترجم ماسکو کے ایک اشاعتی ادارہ میں کام کیا۔ ۱۹٦۳ء میں جب بمبئی سے ہفتہ وار "بلٹز" اردو میں شائع ہونا شروع ہوا تو اس کے پہلے مدیر بنائے گئے، جہاں وہ ۱۹٦٧ء تک بحسن و خوبی اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے۔ لیکن انہیں ایک جگہ ٹک کر کام کرنا پسند نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے "بلٹز" چھوڑ کر سوویت لینڈ کی ذمہ داری سنبھالی۔ جہاں وہ ۱۹۹۰ء تک رہے۔ "استقلال" سے اپنے کیریئر کا آغاز کرنے والے انور عظیم کو کبھی استقلال حاصل نہیں رہا اور 'آوارگی میں "اس" نے زمانے کی سیر کی۔' یہ ان کی اسی آوارگی کا نتیجہ تھا کہ ان کا مشاہدہ بہت گہرا رہا۔ ذہین تو وہ پیدائشی تھے اور جب انہیں آوارگی کا موقع ملا تو اس سے انہوں نے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔ فکری طور پر وہ ایک آزاد منش (Liberal) انسان تھے۔ مذہبی روایات اور شعار سے "بالاتر" زندگی کی رنگینی سے انہیں جنون کی حد تک عشق تھا۔ وہ بھرپور زندگی گزارنے کے عادی تھے۔ صحافت کے ساتھ ساتھ اپنے ادبی ذوق کا بھی بھرپور مظاہرہ کرتے رہے۔ ۱۹۴٦ء میں ان کی پہلی کہانی ماہنامہ "افکار" میں "چکراتے ہوئے" کے عنوان سے شائع ہوئی۔ کہانی بھی ذرا لیک سے ہٹ کر اور عنوان بھی بالکل جدا۔ اب تک انور عظیم کے چھ افسانوی مجموعے اور تین ناول شائع ہو چکے ہیں۔ دھواں دھواں سویرا (۱۹٦۵) پرچھائیوں کی وادی (۱۹٦۹ء) قصہ رات کا (۱۹٧۰) اجنبی فاصلے (۱۹٧٧ء) آوازوں کے قیدی (۱۹٧٧ء) دھان کٹنے کے بعد (۱۹۹۹ء) اور لا بوہیم (۲۰۰۰ء) شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے ڈرامے بھی۔ ان کے ڈراموں کی خاص بات یہ ہے کہ انہیں مختلف ڈراما گروپس نے اسٹیج بھی کیا۔ گویا وہ ڈرامے کو ڈرامہ کے طور پر ہی لکھتے تھے، جو کھیلا بھی جا سکے۔ محض پڑھنے کے لیے نہیں اور یجنل ڈراموں کے علاوہ انہوں نے کئی مشہور و معروف عالمی ڈراموں کے ترجمے بھی کیے۔ وہ برٹخین تھیٹر سے کافی متاثر تھے۔ چنانچہ انہوں نے برتولت بریخت کا اینٹی فاشزم ڈرامہ "آرتورواوئی" کا ترجمہ اردو میں "زوال کا عروج" کے نام سے کیا، کچھ اس طرح سے کہ اردو کا اوریجنل ڈرامہ معلوم ہوتا ہے۔ اسے بھی نیشنل اسکول آف ڈرامہ اور دوسرے گروپس نے کامیابی کے ساتھ اسٹیج کیا۔

ایک زمانے میں انہوں نے دلی کے روزنامہ 'قومی آواز' میں 'باتیں' کے عنوان سے مستقل کالم لکھنا شروع کیا۔ ان کا یہ کالم ان کی شاعرانہ نثر اور یادداشت پر مبنی ہوتا تھا۔ ان کے تازہ ترین افسانوی مجموعے "دھان کٹنے کے بعد" (1999) اور لا بوہیم (۲۰۰۰) ابھی شائع

ہوئے ہیں۔ ان میں سے "دھان کٹنے کے بعد" اس لحاظ سے زیادہ اہم ہے کہ اس میں ان کی تیرہ اور نمائندہ کہانیاں شامل ہیں۔ ایک طرح سے یہ انور عظیم کی ساری زندگی کا نچوڑ بھی ہے۔ اپنی ۶۷ سالہ زندگی میں وہ دنیا کے مختلف حصے میں رہے لیکن ان کی تخلیقی جڑیں ان کے آبائی وطن خاص طور پر وہاں کے گاؤں میں ہی رہیں۔ چنانچہ انور عظیم نے 'دھان کٹنے کے بعد' کا انتساب "سادہ لوح بہار کی فراوانی اور محتاجی کے نام" کیا ہے۔ یہ انتساب بھی اپنے آپ میں ایک مکمل کہانی ہے۔ کیا اس سے بہار کی پوری تصویر ابھر کر سامنے نہیں آتی؟ ہم کہہ سکتے ہیں کہ انور عظیم نے بہار کی محتاجی کے پس منظر میں پوری دنیا کی محتاجی کو بھی پیش کردیا ہے۔

اپنے فکروفن کے بارے میں لکھتے ہوئے وہ ایک جگہ کہتے ہیں "میں صبح سویرے جب آنکھ کھولتا ہوں تو کھلی آنکھیں بھی بند رہتی ہیں، اور میں بجی ہوئی آنکھوں سے دھوپ کو دیکھتا ہوں، منڈیر پر پر سکھاتے ہوئے بند آنکھوں سے کوے کی کائیں کائیں سنتا ہوں، نانی کی سنائی ہوئی سانپ کے اڑنے کی کہانیاں سنتا ہوں، پھر رات مجھے ڈھانپ لیتی ہے اور پھر صبح ہو جاتی ہے، اگتے ہوئے سورج کی دھوپ آہستہ آہستہ شیشم، کروندے اور شریفے کے پیڑوں کو رات کی اوس کے ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ یہ زندگی کی صبح ہے، رات کے انتظار میں۔

ہماری شکست اور فتح کی کہانی میں، ہمارے انبساط اور نشاط کے افسانے میں، ہونٹوں پر جاگتے ہوئے نغمے کی طرح ہمارے دل دھڑکتے ہیں۔ یہ افسانے ہر زمانے کے آہنگ اور ہمارے عہد کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتے ہیں اور ہمارے عہد کا سمبل بن جاتے ہیں۔ سوزاں اور درخشاں، مدھم اور گریزاں، میں آج بھی ان سب مشاہدوں میں موجود ہوں۔

میرا افسانوی شعور مجھ سے کہتا ہے: "کالے بگولوں سے مت گھبراؤ۔ اپنے فن میں زندگی کو جگہ دو، اور خدا کو جو وقت کی طرح اتھاہ ہے اپنا ناخدا بناؤ۔ وقت کا ساحل ایک واہمہ ہے اور زندگی تضادات سے پر۔ ایک تخلیق کار کا راستہ انہیں تضادات کے بیچ سے گزرتا ہے۔"

انور عظیم ایک کھرے اور بے لاگ فنکار تھے۔ بالآخر ترقی پسند تحریک کا یہ علمبردار دنیا کی بھرپور رعنائی اور رنگینی کو چھوڑ کر آخرت کی طرف کوچ کر گیا۔ اور یہ فنکار ہمیشہ صلہ سے بے پروا اور انعامات سے بے نیاز رہا۔ لیکن وہ جو کہتے ہیں کہ کبھی کبھی "تہمت" لگادی جاتی ہے۔ سوان کے ساتھ بھی یہ ہوا۔ ریاستی اردو اکیڈمیاں تو خیر ایسی تہمتیں لگانے میں پیش پیش رہتی ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں سوویت لینڈ نہرو ایوارڈ سے نوازے گئے۔ اور ان کی موت سے کچھ دنوں پہلے غالب انسٹی ٹیوٹ نے ۲۰۰۰ء کا غالب ایوارڈ انہیں دینے کا اعلان کیا۔ اس اتہام کو قبول کرنے کے لیے اب وہ ہمارے درمیان نہیں رہے۔ ○○

اردو ادب کا سالانہ جائزہ

اردو ادب کا سالانہ جائزہ "ادب کہانی ۱۹۹۸ء" "ادب کہانی ۱۹۹۹ء" پاکستان کے معروف ادیب ڈاکٹر انور سدید لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے ادبائے کرام سے درخواست کی ہے کہ اس جائزے کی تکمیل کے لئے تعاون فرمائیں۔

تخلیقات ارسال کرنے کا پتہ:

انور سدید، 172 ستلج بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور 54570 (پاکستان)

وفیات

ڈاکٹر سید محمد لقمان اعظمی

۷۔۸ جنوری ۲۰۰۱ء کی درمیانی شب میں عرب دنیا کے مشہور و معروف عالم دین و داعی اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر سید محمد لقمان الاعظمی الندوی نے کئی مہینوں کی طویل علالت کے بعد ریاض کے ایک اسپتال میں داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر سید محمد لقمان اعظمی ندوی اپنے آبائی وطن بی بی پور، ضلع اعظم گڑھ (موجودہ مئو) یوپی میں ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے عالمیت و فضیلت کی اسناد حاصل کیں۔ جامعہ ازہر اور قاہرہ یونیورسٹی (مصر) سے بی اے، ایم اے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریوں سے سرفراز ہوئے۔ کچھ دنوں سنوسی یونیورسٹی لیبیا اور حکومت سعودی عرب کی وزارت تعلیم میں تدریس کی خدمات انجام دیں، ٹیچر ٹریننگ کالج حائل (سعودی عرب) کے ڈپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز میں بھی پروفیسر اور ہیڈ رہے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ مرحوم کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ایک بیوہ محترمہ ثروت نشور واحدی ہیں۔ ○○

حاجی انیس دہلوی

مشہور و معروف شخصیت، صحافی اور شاعر الحاج نعمت اللہ انیس دہلوی کا ۷۱ سال کی عمر میں ۳۰ر دسمبر ۲۰۰۰ء کی صبح تین بج کر پندرہ منٹ پر انتقال ہو گیا وہ تقریباً دو ماہ سے علیل تھے اور پنت اسپتال میں زیر علاج تھے۔ ان کی تدفین مہندیان قبرستان میں بعد نماز ظہر ساڑھے تین بجے عمل میں آئی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ سات بیٹیاں اور تین بیٹے موجود ہیں۔ حاجی انیس دہلوی ۷ر ستمبر ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوتے تھے اور باشعور ہوتے ہی صحافتی مشاغل سے وابستہ ہو گئے تھے کم عمر میں ہی اپنے محلے کے لیے دیواری اخبار روزنامہ "اجالا" شروع کیا جو بہت مقبول ہوا۔

۱۹۶۰ء میں ہفت روزہ ہمارا رہبر اور پھر ۱۹۶۶ میں نرالی دنیا" ڈائجسٹ شروع کیا جس نے ہندوستان گیر شہرت حاصل کی۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مختلف ماہنامے شائع کرتے رہے۔

کافی عرصہ قبل شروع کئے گئے ماہنامے اور "فلمی ستارے" اور ماہنامہ "باجی" آج بھی منظر عام پر آرہے ہیں۔ اس کے علاوہ نیا مجلہ سہ ماہی "ایوان ادب" بھی شائع ہو رہا ہے۔ بحیثیت شاعر بھی انیس دہلوی معتبر اور اہم مقام کے حامل تھے۔ ۱۹۹۷ء میں ان کے مجموعہ کلام "قدم بہ قدم" منظر عام پر آیا۔ مرحوم کا مجموعہ کلام "قدم بہ قدم" کو دہلی اردو اکادمی کی جانب سے گزشتہ سال خصوصی ایوارڈ دیا گیا تھا ان کی نعتوں کا مجموعہ "دست نما" زیر طباعت ہے۔ ○○

رئیس الدین فریدی

معمر صحافی رئیس الدین فریدی ۲۲ر جنوری ۲۰۰۱ء کو انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۸۵ سال تھی۔ روزنامہ 'ہند' کلکتہ کے سابق ایڈیٹر رئیس الدین فریدی نے اوکھلا کے ہولی فیملی اسپتال میں آخری ہچکی لی۔ ان کی تدفین دہلی گیٹ قبرستان میں کردی گئی۔ بڑی تعداد میں عمائدین شہر کے علاوہ صحافتی اور ادبی برادری کے لوگوں نے شرکت کی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا منصور الدین فریدی ہیں۔ رئیس الدین فریدی نے صحافت میں ۶۰ سال کا شاندار کیریئر گزارا۔ جس کے دوران سیاسی، ادبی اور صحافتی سرگرمیوں میں پوری شدت سے لگے رہے۔ رئیس الدین فریدی نے ۱۹۳۷ء میں صحافت سے عملی زندگی کا آغاز کیا اور ۱۹۹۷ء تک بمبئی کے 'انقلاب'، 'ہلال'، 'اقبال' اور 'خلافت'، حیدر آباد کے

'شعیب' اور کلکتہ کے روزنامہ 'ہند' سے وابستہ رہے۔ روزنامہ 'ہند' کلکتہ کی ادارت انہوں نے ۱۹۵۷ میں سنبھالی اور ۱۹۹۷ء تک نہ صرف اس کے ایڈیٹر بلکہ ٹرسٹی بھی رہے۔

روز نامہ 'ہند' سے علیحدگی کے بعد فریدی صاحب دہلی آگئے تھے اور اپنے فرزند منصور الدین فریدی کے پاس رہ رہے تھے جو کہ خود بھی صحافت سے وابستہ ہیں۔ رئیس الدین فریدی نے مسٹر لال بہادر شاستری کے دور میں کل ہند کانگریس کمیٹی کے الیکشن ڈپارٹمنٹ میں کام کیا۔

بمبئی اردو جرنلسٹس ایسوسی ایشن حیدر آباد، ورکنگ جرنلسٹس ایسوسی ایشن، بنگال فلم جرنلسٹس ایسوسی ایشن، آل انڈیا اردو ایڈیٹرس کانفرنس جیسی متعدد تنظیموں کے یا تو بانی اراکین میں ایک تھے اور طویل خدمت کی تھی یا بعد میں ان تنظیموں سے وابستہ ہوئے تھے۔

مغربی بنگال اردو اکیڈمی کی جنرل کونسل کے رکن تھے اور اسی اکیڈمی کے زیر اہتمام اردو جرنلزم ٹریننگ سنٹر میں واحد ٹیچر تھے۔

مغربی بنگال اردو اکیڈمی نے ان کی مختصر سوانح اور شاعری پر مشتمل ایک کتاب 'سبزہ و گل' ۱۹۸۲ء میں چھاپی تھی۔ کلکتہ کے روزنامہ آزاد ہند کے سنڈے ایڈیشن 'اوجالا' میں ان کی خود نوشت سوانح حیات ۱۲۵ قسطوں میں چھپی جو جلد ہی کتاب کی شکل میں چھپنے والی ہے۔

انہیں آرگنائزیشن آف انڈر اسٹینڈنگ اینڈ فریٹرنیٹی نے قومی یک جہتی اور فرقہ پرستی کے خلاف تحریک کے لیے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ۱۹۸۶ء میں ایوارڈ سے نوازا تھا۔ مغربی بنگال قومی تنظیم نے بھی ان کو ایک ایوارڈ دیا تھا۔ OO

سید قدرت نقوی

قدرے تاخیر سے موصول شدہ خبر کے مطابق مشہور ماہر غالبیات و لسانیات جناب سید قدرت نقوی ۱۶ر دسمبر ۲۰۰۰ء کو علی الصبح کراچی میں انتقال فرما گئے۔

انتقال کے وقت ان کی عمر ۷۵ سال تھی۔

رانی کیتکی، لسانی مقالات، اثاث اردو، غالب کون ہے، ہنگامہ دل آشوب، غالب آگہی اور مطالعہ عبدالحق جیسی تحقیقی وادبی کتابوں کے مصنف سید قدرت نقوی ۱۰ر نومبر ۱۹۲۵ء کو میرٹھ کے عبداللہ پور نامی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ منصبہ کالج میرٹھ سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد پاکستان منتقل ہو گئے۔

نقوی مرحوم کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۳۷ء میں "آئینہ میرٹھ" نامی مجلے سے ہوا تھا۔ لکھنے پڑھنے کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ مرحوم کے پسماندگان میں ان کے افراد خانہ کے علاوہ ان کے چھوٹے بھائی مشہور افسانہ نگار جناب علی امام نقوی بھی شامل ہیں۔ OO

حاجی محمد صدیق

اردو کے مشہور و ممتاز صحافی اور مجاہد آزادی جناب حاجی محمد صدیق کا ۱۶ر دسمبر ۲۰۰۰ء کو پرانی دہلی میں انتقال ہو گیا۔ حاجی محمد صدیق کی عمر ۹۵ سال تھی۔ ان کی تدفین دہلی گیٹ کے قبرستان میں ہزاروں سوگواروں کے درمیان عمل میں آئی۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

بڑے بیٹے محمد عتیق صدیقی ایڈوکیٹ جمعیۃ علمائے ہند کے نائب صدر اور صحافی ہیں۔ حاجی محمد صدیق مجاہد آزادی مولانا مظہر الدین کے پوتے تھے۔

مولانا مظہر الدین شیخ الہند کی تحریک ریشمی رومال سے وابستہ رہے اور طویل مدت قید و بند میں گزاری۔ حاجی محمد صدیق نے ۱۹۴۰ء کی دہائی میں دہلی سے "الامان" اور "وحدت" دو اخبار نکالے۔ OO

پروفیسر گلونت سنگھ

ڈاکٹر طارق کفالت کی اطلاع کے مطابق اردو فارسی اور پنجابی کے ممتاز ادیب اور دانشور پروفیسر گلونت سنگھ کا گزشتہ ۷ر دسمبر ۲۰۰۰ء کی شب میں حرکت قلب

رک جانے سے انتقال ہو گیا۔

پروفیسر گلونت سنگھ کو بیک وقت اردو فارسی، سنسکرت انگریزی اور بنگالی زبان پر قدرت حاصل تھی۔ اسلامیات اور تصوف ان کے محبوب موضوعات تھے۔ پنجاب میں اردو اکادمی کے قیام کے بھی موصوف دل سے خواہاں اور کوشاں رہے۔

پروفیسر گلونت سنگھ کی ولادت ۱۳ر جولائی ۱۹۲۰ء کو پنجاب کے ضلع موگا کے گاؤں دولت پور (تیواں) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم قصبہ زیرہ اور اعلیٰ تعلیم لاہور میں رہ کر حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور ایم اے فارسی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

تقسیم ہند کے بعد پنجاب یونیورسٹی (سولن) سے پنجابی میں بھی ایم اے کیا بعد ازاں خالصہ کالج امرتسر مہندرا کالج پٹیالہ اور گورنمنٹ کالج لدھیانہ میں تدریسی ذمہ داریوں کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ کے پبلی کیشن بیورو سے بحیثیت ایڈیٹر بھی منسلک رہے۔ ۱۹۶۵ء میں وہ پنجاب یونیورسٹی پٹیالہ میں وارد ہوئے اور شعبہ فارسی، اردو اور عربی کے قیام کے بعد اس کے پہلے صدر شعبہ مقرر ہوئے اور ۱۹۸۰ء میں ریٹائر ہونے تک اس منصب پر فائز رہے۔ اس دوران میں شعبہ پنجابی کے صدر بھی رہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد ۱۹۸۵ء تک یونیورسٹی کے ریزیڈنٹ فیلو اور بعد ازاں تاحیات لائف فیلو رہے۔ ۱۹۸۰ء میں پنجابی اکادمی لدھیانہ کی جانب سے "اردو اسکالر" کا اعزاز اور ۱۹۸۴ء میں صدر جمہوریہ کا سرٹیفکٹ آف آنر" ان کو پیش کیا گیا۔ بے شمار خطبات اور مقالات کے علاوہ ان کی تصنیف "اسلام تے صوفی واد" (اسلام اور تصوف) پنجابی میں تصوف کے موضوع پر اولین مبسوط تصنیف خیال کی جاتی ہے۔

"عوارف المعارف" کا پنجابی ترجمہ نیز "مولانا جلال الدین رومی" بھی اس سلسلے میں قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ بابا فرید کے کلام کا فارسی ترجمہ "کلام حقانی" اور جپ جی صاحب جاپ صاحب اور سکھ منی صاحب کے ترجمے بالترتیب سرود سمر، سرود مقدس اور سرود سکون کے عنوانات سے منظر عام پر آچکے ہیں۔

دیگر متعدد لغات کے علاوہ پنجابی فارسی لغت اور فارسی پنجابی لغت کو بھی پنجاب یونیورسٹی شائع کر چکی ہے۔ OO

حسین الّانا

مشہور صنعت کار اور الانا سنس کے چیئرمین جناب حسین الانا کا ۲۶ر جنوری بروز جمعہ شام 7.45 بجے ان کی رہائش گاہ رجب محل واقع اوول پر دورہ قلب کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ انہیں ممبئی کے مرین لائن قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس موقع پر ان کے خاندان کے افراد اور ایک بڑی تعداد میں شہری موجود تھے۔

ان کی پیدائش ۹ر جون ۱۹۳۷ء کو ممبئی میں ہوئی تھی۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ اور بھائی عبدالرزاق الانا ہیں۔ انہوں نے چند سال سے تعلیمی میدان میں کافی دلچسپی لینا شروع کر دی تھی۔ ممبئی، پونے اور گجرات میں کئی تعلیمی اداروں کے قیام میں انہوں نے ہر ممکن تعاون کیا اور شہر کے متعدد اداروں کے سرپرست تھے۔

انجمن اسلام الانا انگلش میڈیم ہائی اسکول کے نئی عمارت کی تعمیر اور انجمن اسلام اردو ہائی اسکول کرلا کی عمارت کی توسیع کے لئے حسین الانا نے مالی تعاون دیا تھا۔ انجمن اسلام پنج گنی پبلک اسکول کے ایکزیکیٹو چیئرمین بھی تھے۔ حال ہی میں انجمن اسلام مینجمنٹ کالج کے قائم کرنے میں انہوں نے اہم رول ادا کیا تھا۔ وہ انجمن خیر الاسلام کے چیئرمین بھی تھے۔ OO

نور جہاں

موسیقی کی دنیا سے ایک طویل عرصہ سے وابستہ "ملکہ ترنم" نور جہاں کا ۲۳ر دسمبر ۲۰۰۰ء کو پاکستان میں انتقال ہو گیا۔

نور جہاں ۲۱ر ستمبر ۱۹۲۹ء کو پنجاب کے کسور

گاؤں میں پیدا ہوئیں۔ والدین نے اس شوخ اور نٹ کھٹ بچی کا نام اللہ رکھی طے کیا تھا لیکن فلموں نے سارے جہاں کا نور قرار دیتے ہوئے اسے نور جہاں کے نام سے پکارا۔ نور جہاں نے چھ سال کی عمر سے ہی کلکتہ میں اسٹیج پر کام کرنا شروع کر دیا تھا جبکہ فلموں سے نور جہاں کو متعارف کرانے والے اندرا مویٹون کے روح رواں سکھ لال کرنانی تھے جنہوں نے نور جہاں کو بے بی نور جہاں کے نام سے کے ڈی مہرہ کی پنجابی پروڈکشنز سے پردے پر پیش کیا۔

۱۹۴۶ء میں نور جہاں نے ۱۷ سال کی عمر میں فلمساز شوکت حسین سے شادی کی۔ تقسیم کے بعد لاہور جاکر نور جہاں نے علی تاج کی فلم گلنار اور شوکت حسین کی فلم 'لیلیٰ' میں مرکزی کردار ادا کیا تھا جن کی موسیقی غلام حیدر نے ترتیب دی تھی۔ ۱۹۵۱ء میں خود نور جہاں نے ایک فلم پروڈیوس کی تھی جس کا نام 'چن وے' تھا۔ پاکستان میں ۱۴ر فلموں میں کام کرنے والی برصغیر کی اس معروف فنکارہ نے ۱۹۶۳ء میں اپنی زندگی کی آخری فلم 'باجی' میں کام کیا اور اس کے بعد اداکاری کو خیر باد کہتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ نغمہ و موسیقی پر مرکوز کر دی تھی۔ شوکت حسین سے نور جہاں کے دو صاحبزادے اکبر رضوی، اصغر رضوی اور صاحبزادی ظل ہما پیدا ہوئے جبکہ ان کی دوسری شادی اداکار، فلمساز اور ہدایت کار اعجاز درانی سے ہوئی جن سے انہیں چار بیٹیاں ہوئیں۔ اس طرح وہ دو بیٹوں اور پانچ بیٹیوں کی شفیق ماں تھی۔ نور جہاں کی صاحبزادی ظل ہما بھی اپنی والدہ کی طرح ایک کامیاب گلوکارہ ہیں۔

۱۹۸۱ء میں نور جہاں ٹاٹا آئیل مل کے ترتیب دیئے ہوئے پروگرام 'مورٹل مین ایمورٹل میلوڈیز (فانی انسانی۔ لافانی دھنیں) میں شرکت کے لیے ممبئی آئی۔ شان مکھانند ہال (ممبئی) میں پیش ہونے والے اس پروگرام میں نور جہاں نے اپنے مداح اور پرستاروں کی فرمائش پر دلیپ کمار اور نوشاد کی موجودگی میں کئی صدابہار نغمے پیش کئے جبکہ پاکستانی صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ہندوستان میں ان کے گانے پر پابندی عائد کر دی تھی۔

دو سال قبل لندن میں نور جہاں کی کامیاب بائی پاس سرجری ہوئی تھی جس کے بعد ان کی صحت اکثر خراب رہنے لگی تھی۔ ۱۹۸۰ء میں نور جہاں نے میوزیکل سیریز 'ترنم' پیش کی تھی جو اس گلوکارہ کی زندگی بھر کی کاوشوں کا نچوڑ تھی۔

اپنی ۷۵ سالہ زندگی اور ۶۵ سالہ فلمی زندگی میں نور جہاں نے کل ۴۲ فلموں میں کام کیا جن میں خاندان، زینت، انمول گھڑی، سسی پنو، جگنو، مرزا صاحبان، گاؤں کی گوری اور بڑی ماں کے نام قابل ذکر ہیں۔ ○○

اردو بک ریویو کے تاحیات ممبر

ڈاکٹر محمد ادریس

صدر شعبۂ کیمکل انجینئرنگ

ڈاکٹر ذاکر حسین کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ 202002

اردو بک ریویو

کی دیدہ زیب مجلد جلدیں محدود تعداد میں دستیاب ہیں۔

2000, 1999, 1998, 1997

قیمت فی جلد: =/300 روپے

رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کرنے کے لئے مطلوبہ جلدوں کی قیمت بذریعہ ڈرافٹ یا منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ۔

کتب خانوں کے لئے 20% رعایت

رابطہ:

اردو بک ریویو، نئی دہلی۔ ۲

تحقیقی مقالات

فہرست پی ایچ۔ ڈی

شعبۂ اردو میرٹھ یونیورسٹی۔ میرٹھ (۱۹۷۵ء تا حال)

مرتب : ڈاکٹر جلال انجم ☆

موضوع	اسکالر	نگراں	سال
مولوی عبدالحق : حیات اور کارنامے	مسز نسیم انور	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۷۵ء
عصمت چغتائی	یوسف خاں مسیحی	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۷۶ء
میر محفوظ علی بدایونی	محمد اسلم	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۷۹ء
کبیر داس	محمد سجاد رضوی	ڈاکٹر بشیر بدر	۱۹۷۹ء
اردو میں بچوں کا ادب	نسیم بخاری سید	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۸۴
اردو میں تعمیر پسند ادب	حسین ماجد	ڈاکٹر بشیر بدر	۱۹۸۴ء
افسر میرٹھی : حیات اور کارنامے	مقصود حسن	ڈاکٹر بشیر بدر	۱۹۸۵ء
مجاز۔ حیات اور کارنامے	کنور محمود علی خاں	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۸۵ء
قلق میرٹھی : حیات اور کارنامے	جلال انجم	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۸۶ء
اردو میں اصلاحی تحریک	دیس راج سپرا	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۸۸ء
میر کا عروضی مطالعہ	سعید اللہ خاں	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین اور ڈاکٹر بشیر بدر	۱۹۹۰ء
دارالعلوم دیوبند کی صحافی خدمات	نواز خاں	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۹۱ء
ساغر نظامی : حیات اور کارنامے	محمد فاروق بخشی	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۹۱ء
مرزا فرحت اللہ بیگ : حیات اور کارنامے	خالد حسین خاں	ڈاکٹر بشیر بدر	۱۹۹۱ء
روش صدیقی	محترمہ نسیم اختر	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۱۹۹۲ء
اردو افسانہ کے ارتقاء میں کشمیر کا حصہ	اے آر۔ بیگ	ڈاکٹر خالد حسین خاں	۱۹۹۲ء
نظیر اکبر آبادی	عوض علی	ڈاکٹر خالد حسین خاں	۱۹۹۲ء
مناظر عاشق ہرگانوی : حیات اور کارنامے	محترمہ عفت جمال	ڈاکٹر خالد حسین خاں	جاری
ڈاکٹر نریش : شخصیت اور فن	دیوان سنگھ ناگپال	ڈاکٹر خالد حسین خاں	جاری
قرۃ العین حیدر : حیات اور کارنامے	محترمہ راعنا عرفان	ڈاکٹر خالد حسین خاں	جاری
محمد مشتاق شارق : فن اور شخصیت	عبدالحمید خاں	ڈاکٹر خالد حسین خاں	جاری
دیپک قمر: شخصیت اور فن	محترمہ نگہت باری	ڈاکٹر خالد حسین خاں	جاری
بیسویں صدی میں طنز و مزاح کی شاعری	اعجاز پاپولر	ڈاکٹر خالد حسین خاں	جاری
۱۹۴۷ء کے بعد اردو میں منظوم ڈرامہ	زکی طارق	ڈاکٹر خالد حسین خاں	جاری
وزیر آغا : بحیثیت افسانہ نگار	یوسف قریشی	ڈاکٹر خالد حسین خاں	جاری

☆ پتہ : I-28، رحمان اسٹریٹ، بٹلہ ہاؤس، نئی دہلی۔ ۲۵

کتابیں موصول ہوئیں

Acknowledgments

اسمائے کتب	اڈیشن	مصنف / مؤلف / مترجم	صفحات	قیمت	ناشر / تقسیم کار
آئینہ حقیقت (تاریخ)	۲۰۰۰ء	سید لمان علی نقوی شجر	۶۰۶	-	مصنف، A-215، بلاک-C تیموریہ کراچی 74700
آسماں اے آسماں (شاعری)	۲۰۰۰ء	خلیل الرحمٰن اعظمی	۲۴۴	۱۵۰/-	عظمی میموریل سوسائٹی، اردو باغ، سر سید نگر، علیگڑھ
اردو ڈرامہ: آزادی کے بعد	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر محمد محمود انصاری	۱۸۶	۶۰/-	خانقاہ منعمیہ قمریہ، متین گھاٹ، پٹنہ 800008
اردو تذکرہ نگاری	۱۹۹۸ء	ڈاکٹر نیاز سلطانپوری	۴۲۷	۲۰۰/-	مصنف، بھٹی جرولی، کٹاواں، سلطانپور U.P
اسرار فن (شاعری)	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر ظفر مراد آبادی	۱۲۸	۱۰۰/-	رمنہ آفسٹ، بھتہ لال میاں، دریا گنج، نئی دہلی 110002
اسلام، معاشیات اور ادب	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی	۴۲۸	۲۰۰/-	ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علیگڑھ
تقسیم ہند اور اردو افسانہ	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر ظفر سعید	۲۰۰	۱۲۵/-	ناولٹی بکس، قلعہ گھاٹ، دربھنگہ (بہار)
جپ جی صاحب	۲۰۰۱ء	اقبال انصاری	۶۳	۱۰۰/-	F-176، پانڈو نگر، دہلی 110091
چراغ نو (نعت)	1421H.	انیس نعمانی	۶۴	۳۰/-	ایجوکیشنل بک ہاؤس، شمشاد مارکیٹ، علیگڑھ 202002
روزے کے سائنسی پہلو	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر سید قدرت اللہ حسامی	۱۲۸	۳۰/-	فاضل اکیڈمی، پنجہ شاہ، حیدر آباد 500002
ذرا قرن اول کو آواز دینا	۲۰۰۰ء	محمد علاء الدین ندوی	۳۸۴	۱۰۰/-	ضیاء پبلی کیشنز، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
ساز جرس (شاعری)	۱۹۹۹ء	کوثر صدیقی	۱۴۴	۷۰/-	زیب ولا، A-79 گنوری مین روڈ، بھوپال ۱
شب چراغ (شاعری)	۱۹۹۲ء	ضرر وصفی	۱۱۲	۴۰/-	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
شہر نو (رسالہ سہ ماہی) شمارہ ۱	۲۰۰۰ء	مدیر: محمد صابر رضا شمسی	۴۰	۱۵/-	Qtr-78 ایس لے فاروقی روڈ، گارڈین ریچ، مٹیا برج کولکوتا-24
عصری ہندوستانی شاعری	۲۰۰۰ء	سید بشارت علی	۲۸۸	۱۵۰/-	نشاط پبلشرز 22-4-20، محبوب چوک، حیدر آباد 2
غیر مسلم ذہن کے شبہات اور ہمارا موقف	۲۰۰۰ء	پروفیسر عمر حیات خاں غوری	۱۱۲	۳۵/-	MMI پبلشرز، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی 110025
فاہیان کا بیٹا (کہانی)	۲۰۰۰ء	محمد اکرم اعظمی	۸۰	۴۰/-	محمد عارف افضل، بھارت کمپیوٹرس، صدر چوک مئوناتھ بھنجن U.P
فصیل شب (شاعری)	۱۹۹۷ء	کوثر صدیقی	۱۴۴	۶۰/-	زیب ولا A-79 گنوری مین روڈ، بھوپال ۱
لاکلام (شاعری)	۲۰۰۰ء	غلام مرتضیٰ راہی	۱۸۴	۱۲۵/-	مصنف، راہی منزل، B-5 پنی، فتحپور 212601
مرزا غالب، کالی داس گپتا رضا اور بنجے گوڑبولے	۲۰۰۰ء	نذیر فتح پوری	۳۲	۲۰/-	اسباق پبلی کیشنز، 230/B/10، ومان درشن پونے 411032
مسلم خون سے بھیگی سرحد	۲۰۰۰ء	انیس چشتی	۶۴	۴۰/-	ایسٹرن، بیورو آف بکس اینڈ ریسرچ، 425، کداری روڈ، پونے 411001
مقالات قومی سر سید سیمینار	۲۰۰۰ء	مرتب: ریاض الرحمٰن شروانی	۱۶۹	۱۵۰/-	آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، سلطان جہاں منزل علی گڑھ 202002
مولانا سید ابوالحسن ندوی اور تصوف	۲۰۰۰ء	شمیم طارق	۴۰	۲۰/-	پتہ: فلیٹ نمبر 27، چوتھی منزل، مرزبان منشن، بائکلہ فروٹ مارکیٹ، ممبئی 400027
نالۂ جرس (شاعری)	۲۰۰۰ء	کوثر صدیقی	۱۱۲	۷۰/-	زیب ولا، بھوپال ۱
وجود کا صحرا	۲۰۰۰ء	سید بشارت علی	۲۴۰	۲۰۰/-	نشاط پبلشرز، حیدر آباد ۲

●●

همیشه یاد رکھیئے

دیرپا اور فرحت بخش خوشبو کے لیے

حامی اینڈ کمپنی کا

o عطر مجموعہ ۹۸ o عطر نسیم o عطر زینت
o روح گلاب o جنت الفردوس o باغ بہار

دیگر تفصیلات اور ایکسپورٹ کیلئے

اس پتہ پر لکھیں:

حامی اینڈ کمپنی، جامع مسجد، ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۲